قرض

کے

فضائل و مسائل

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور اسلام آباد

قرض کے فضائل و مسائل

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دَارُالنُّور اِسلام آباد

اشاعت ____ مئی 2008ء

تعداد ____ 1100

مطبع ____ انٹرنیشنل دارالسلام پرنٹنگ پریس

36 لوئر مال لاہور

قیمت ____ 190 روپے
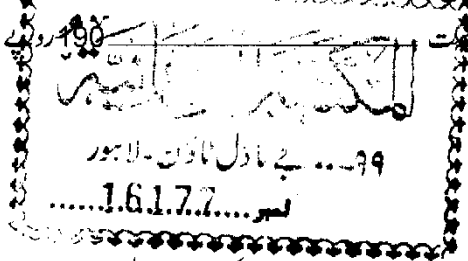
پاکستان میں ملنے کا پتہ

مکتبہ قدوسیہ

رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون: 7230585 - 7351124

فہرست مضامین

پیش لفظ

مبحث اوّل
قرض اور اس کی شرعی حیثیت

(١)
قرض کا مفہوم

(٢)
قرض کی شرعی حیثیت

(۳)

قرض کا دائرہ

مبحث دوئم

قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین

(١)

قرض دینے کی ترغیب

(۲)

مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین

(۳)

صحابہ کا نادار مقروضوں کے ساتھ عمدہ معاملہ

مبحث سوئم

ادائیگی قرض کی تلقین

(۱)

ادائیگی قرض کا حکم

(۲)

ادائیگی قرض کے فضائل

(۳)

ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری

(۴)

قرض کی ادائیگی کروانے والی دعاؤں کی تعلیم

(۵)

قرض کی عدم ادائیگی سے اخلاقی طور پر روکنا

مبحث چہارم

قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات

(ا)

مقروض پر شخصی اثرات والے قانونی اقدامات

(۲)

مقروض پر مالی اثرات والے قانونی اقدامات

مبحث پنجم

ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں

(۱)

ادائیگی قرض کے لیے ضامن

(۲)

حوالہ قرض

مبحث ششم

نادار مقروض کی اعانت

مبحث ہفتم

ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دو سزاؤں کی شرعی حیثیت

(۱)

ادائیگی قرض میں تاخیر پر جرمانہ

(۲)

مقروض پر ادائیگی میں تاخیر کے بقدر قرض دینے کی پابندی

مبحث ہشتم

قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا

(۱)

قرض کے ساتھ ایک اور خرید وفروخت کا معاملہ کرنا

(۲)

قرض کے ساتھ کرایہ کا لین دین کرنا

(۳)

قرض میں دی ہوئی چیز سے اعلیٰ یا زیادہ کی واپسی کی شرط لگانا

(۴)

مقروض پر قرض دینے کی شرط لگانا

(۵)

دوسرے شہر میں قرض کی واپسی کی شرط لگانا

(۶)

مقروض کا ہدیہ دینا

(۷)

مقروض سے خدمت یا مہمانی لینا

مبحث نہم

قرض کی زکوٰۃ

(۱)

کیا مقروض لیے ہوئے قرض کی زکوٰۃ دے؟

(۲)

کیا قرض دینے والا قرض کی زکوٰۃ ادا کرے گا؟

مبحث دہم

بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

(ا)

بنک کارڈز کا تعارف

(ب)

بنک کارڈز کا شرعی حکم

(ا)

اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے والے کارڈ کی شرعی حیثیت

(۲)

چارج کارڈ کی شرعی حیثیت

(۳)

قرض کارڈ کا شرعی حکم

حرفِ آخر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ ❶

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ ❷

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۙ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ ❸

اما بعد!

بسا اوقات انسان اپنے وسائل سے اپنی ضروریات یا اپنے کاروباری منصوبے پورے نہیں کرسکتا۔ ایسے حالات میں پیدا ہونے والے سوالات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ کیا وہ قرض لے سکتا ہے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

---

❶ سورة آل عمران/ الآية ۱۰۲. ❷ سورة النساء/الآية الأولى. ❸ سورة الأحزاب/ الآيتان ۷۰-۷۱.

۲۔ قرض لینے کے بعد قرض کی ادائیگی کس حد تک ضروری ہے اور مقروض کو قرض کی ادائیگی میں کیسا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

۳۔ قرض خواہ کو قرض دینے کی بنا پر کیا حاصل ہوتا ہے؟

۴۔ قرض کی واپسی کے تقاضا کے لیے اس کا طرزِ عمل کیسا ہونا چاہیے؟

۵۔ قرض واپس کروانے کے لیے شریعت اسلامیہ میں کون سے اخلاقی اقدامات ہیں؟

۶۔ ٹال مٹول کرنے والے مال دار مقروض سے قرض واپس لینے کے لیے کون سے قانونی اقدامات ہیں؟

۷۔ کیا نادار مقروض ادائیگی قرض میں کسی سے اعانت حاصل کر سکتا ہے؟

۸۔ کیا قرض لیتے دیتے وقت اس کے ساتھ کوئی اور معاملہ یا شرط لگائی جا سکتی ہے؟

۹۔ بطورِ قرض دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ کون ادا کرے؟

اس کتاب میں توفیق الٰہی سے ان سوالات کے جوابات سمجھنے سمجھانے کی سے کوشش کی جا رہی ہے۔

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

کتاب کی تیاری کے دوران درجِ ذیل باتوں کے اہتمام کی توفیق الٰہی سے کوشش کی گئی ہے:

۱: کتاب کے لیے بنیادی معلومات کتاب و سنت سے حاصل کی گئی ہیں۔

۲: احادیث شریفہ کو حتی الامکان ان کے اصلی مراجع و ماخذ سے براہِ راست نقل کیا گیا ہے۔

۳: صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق اہل علم کے اقوال پیش کر دیے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر اجماع اُمت کے پیش نظر ان کے بارے میں علماء کے اقوال ذکر نہیں کیے گئے۔ [1]

۴: آیاتِ شریفہ اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے کتب تفسیر اور شروح

[1] ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحه على صحيح مسلم ص ١٤؛ ونزهة النظر في توضيح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر ص ٢٩.

حدیث سے مقدور بھر استفادہ کیا گیا ہے۔

۵: متقدمین اور متاخرین علماء کی کتب فقہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً.

۶: کتاب کے آخر میں مصادر ومراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کردی گئی ہیں۔

کتاب کا خاکہ:

رب رحیم وودود کی توفیق سے کتاب کا خاکہ درج ذیل شکل میں ترتیب دیا گیا ہے:

پیش لفظ

مبحث اوّل	قرض اور اس کی شرعی حیثیت
مبحث دوم	قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین
مبحث سوم	ادائیگی قرض کی تلقین
مبحث چہارم	قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات
مبحث پنجم	ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں
مبحث ششم	نادار مقروض کی اعانت
مبحث ہفتم	ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دوسزاؤں کی شرعی حیثیت
مبحث ہشتم	قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا
مبحث نہم	قرض کی زکوٰۃ
مبحث دہم:	بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

حرفِ آخر

خلاصہ کتاب

اپیل

شکر ودعا:

اپنے رب رؤوف ورحیم کا شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے مجھ کمزور کو اس اہم موضوع

کے لیے کام کے کرنے کی توفیق سے نوازا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا خَلَقَ ، وَلَهُ الْحَمْدُ مِلْءَ مَا خَلَقَ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا أَحْصَى كِتَابُهُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ، وَلَهُ الْحَمْدُ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ .

ربِ حي و قیوم سے اپنے والدین محترمین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے عاجزانہ التماس ہے، کہ انہوں نے اولاد کی تعلیم و تربیت کے لیے خوب کوشش کی۔ (رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيْرًا) .

اپنی اہلیہ محترمہ، عزیزان القدر حافظ حماد الٰہی و حافظ سجاد الٰہی اور اپنی دونوں بہوؤں کے لیے دعا گو اور شکر گزار ہوں، کہ ان سب نے میری مصروفیات کا خیال رکھا اور میری خوب خدمت کی۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ اسلامک بینکنگ اینڈ فنانس اور اس کے فاضل سربراہ پروفیسر ڈاکٹر منور اقبال کا شکر گزار ہوں، کہ ان کے ہاں [ادائیگی قرض] کے عنوان سے میرا ایک لیکچر توفیقِ الٰہی سے اس کتاب کا نقطۂ آغاز بنا۔ محترم پروفیسر صاحب اور دیگر متعدد احباب نے کتاب کے بعض موضوعات کے حوالے سے مراجع فراہم کرنے میں خوب تعاون کیا، ان سب کا شکر گزار ہوں۔ اس کتاب کے بعض حصوں کے متعلق مفید مشوروں کے لیے فاضل دوست برادرم پروفیسر ڈاکٹر محبوب احمد کا ممنون ہوں۔

کتاب کی مراجعت میں عزیز ان القدر حیدر علی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور عمر فاروق قدوسی کا شکر گزار ہوں۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَمِيْعًا خَيْرًا فِي الدَّارَيْنِ آمِيْن يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَام .

فضل الٰہی

اسلام آباد

مبحث اوّل

قرض اور اس کی شرعی حیثیت

قرض کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے قرض کے مفہوم، اس کی شرعی حیثیت اور دائرہ کو جاننا ضروری ہے۔ توفیقِ الٰہی سے اس مقام پر انہی تین نکات کے بارے میں گفتگو کی جارہی ہے۔

(۱)
قرض کا مفہوم

لغوی معنی:

[القرض] عربی زبان کا لفظ ہے، جوکہ [قَرَضَ يَقْرِضُ] [ضَرَبَ يَضْرِبُ] کے وزن پر ہے اور اس کا معنی کاٹنا [اَلْقَطْعُ] ہے۔ ❶

کسی جگہ سے گزر کر جانے کو بھی [قرض] کہتے ہیں جیسا کہ اس کو [قطع] کہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ إِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾ ❷

''اور جب [سورج] غروب ہوتا ہے، تو ان سے بائیں طرف کو کترا کر جاتا ہے۔'' ❸

❶ ملاحظہ ہو: لسان العرب المحیط، مادة "قرض"، ۳/ ۵۹؛ والمفردات في غريب القرآن، مادة "قرض"، ص ۴۰۰.

❷ سورة الكهف / جزء من الآية ۱۷.

❸ ملاحظہ ہو: المفردات في غريب القرآن، مادة "قرض"، ص ۴۰۰.

شرعی معنی:

فقہاء کے نزدیک قرض سے مراد کسی چیز کا اس شرط پر دینا، کہ اس کا بدل واپس کیا جائے۔

امام ابن حزم قرض کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" هُوَ أَنْ تُعْطِيَ إِنْسَانًا شَيْئًا بِعَيْنِه مِنْ مَالِكَ، تَدْفَعُهُ إِلَيْهِ، لِيَرُدَّ عَلَيْكَ مِثْلَهُ إِمَّا حَالًا فِي ذِمَّتِهِ، وَإِمَّا إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى. " ❶

[وہ یہ ہے، کہ تو کوئی چیز اپنے مال میں سے بعینہ کسی کو اس شرط پر دے، کہ وہ اس کی مثل ابھی تجھے ادا کر دے، یا ایک مقررہ مدت کو۔]

شیخ شربینی تحریر کرتے ہیں:

" هُوَ تَمْلِيْكُ الشَّيْءِ عَلٰى أَنْ يُرَدَّ بَدَلُهُ. "

[وہ کسی چیز کا اس شرط پر مالک بنانا ہے، کہ اس کی مثل واپس کی جائے] ❷

سبب تسمیہ:

قرض کی وجہ تسمیہ یہ ہے، کہ صاحب مال اپنے مال کا ایک حصہ کاٹ کر مقروض کو دے دیتا ہے۔ شیخ شربینی لکھتے ہیں:

" وَسُمِّيَ بِذٰلِكَ لِأَنَّ الْمُقْرِضَ يَقْطَعُ لِلْمُقْتَرِضِ قِطْعَةً مِنْ مَالِهِ. " ❸

[اور اس کو یہ نام اس لیے دیتے ہیں، کیونکہ قرض خواہ اپنے مال کا ایک

❶ المحلّى ٨/ ٤٦٢.

❷ مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج ٢/ ١١٧.

❸ المرجع السابق ٢/ ١١٧.

حصہ کاٹ کر مقروض کو دیتا ہے۔]

قرض کا ایک دوسرا نام سلف:

قرض کو [سلف] بھی کہتے ہیں۔ شیخ شربینی نے بیان کیا ہے، کہ اہل حجاز قرض کو [سَلَف] کہتے ہیں۔ ❶

البتہ [سلف] سے بسا اوقات بیع السلم ❷ مراد ہوتی ہے اور بسا اوقات قرض۔

امام قرطبی لکھتے ہیں:

" السَّلَمُ وَالسَّلَفُ عِبَارَتَانِ عَنْ مَعْنًى وَاحِدٍ، وَقَدْ جَاءَا فِي الْحَدِيْثِ غَيْرَ أَنَّ الْإِسْمَ الْخَاصَّ بِهٰذَا الْبَابِ السَّلَمُ، لِأَنَّ السَّلَفَ يُقَالُ عَلَى الْقَرْضِ، وَالسَّلَمُ بَيْعٌ مِنَ الْبُيُوْعِ . " ❸

[السلم اور السلف دونوں کا معنی ایک ہی ہے اور دونوں [الفاظ] کا ذکر حدیث میں آیا ہے، البتہ اس کا مخصوص نام [السلم] ہے، کیونکہ (لفظ) [السلف] قرض کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور [السَّلَم] لین دین کی تجارتی شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔]

(۲)

قرض کی شرعی حیثیت

قرض لینے کے بارے میں متعدد اور بظاہر مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ بعض

---

❶ مغني المحتاج ۲/ ۱۱۷۔ نیز ملاحظہ ہو: الکافي في فقه الإمام أحمد بن حنبل لابن قدامة المقدسی ۲/ ۱۲۱؛ والشرح الصغیر علی أقرب المسالك ٤/ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔

❷ بیع السلم سے مراد یہ ہے، کہ کسی چیز کی قیمت پیشگی ادا کی جائے اور اس چیز کی وصولی کے لیے ایک وقت کا تعین کر لیا جائے۔ (ملاحظہ ہو: المغني ٤/ ۳۰٤)۔

❸ تفسیر القرطبي ۲/ ۳۷۹۔

روایات میں نبی کریم ﷺ اور حضراتِ صحابہ کے قرض لینے کا ذکر ہے اور بعض دیگر میں قرض لینے کے متعلق ناپسندیدگی ظاہر ہوتی ہے۔ اس مقام پر توفیق الٰہی سے درج ذیل چار عنوانوں کے ضمن میں اس بارے میں گفتگو کی جارہی ہے:

ا: قرض لینے کے متعلق روایات

ب: قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات

ج: قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟

د: قرض لینے کی شرائط

ا: قرض لینے کے متعلق روایات:

نبی کریم ﷺ کا قرض لینا:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے متعدد مرتبہ قرض لیا۔ اس بارے میں متعدد احادیث میں سے ایک کو امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے بیان کیا:

"اِسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعِيْنَ أَلْفًا، فَجَاءَهُ مَالٌ، فَدَفَعَهُ إِلَيَّ، وَقَالَ: "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ. إِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْأَدَاءُ." [1]

[نبی کریم ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار بطور قرض لیے، پھر [جب]

---

[1] سنن النسائي، كتاب البيوع، باب الاستقراض، ۷/ ۳۱٤؛ وسنن ابن ماجه، كتاب الصدقات، باب حسن القضاء، رقم الحديث ۲٤۲٤، ٤/ ۷۸. (المطبوع بتحقيق دكتور بشار) ۔ الفاظ حدیث سنن النسائی کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کی [اسناد کو حسن] اور شیخ عبدالقادر ارناؤوط نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغليل في تخريج المنار ٥/ ۲۲٤؛ وهامش جامع الأصول ٤/ ٤٦٤). دکتور بشار نے سنن ابن ماجہ کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش سنن ابن ماجه ٤/ ۷۸).

آپ کے پاس مال آیا، تو مجھے ادا کر دیئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور تمہارے مال میں برکت عطا فرمائے۔ یقیناً قرض کا بدلہ [قرض خواہ کی] تعریف کرنا اور ادا کرنا ہے۔''

عہد نبوی میں صحابہ کا قرض لینا:

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں اور اس کے بعد بھی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم قرض لیتے اور دیتے تھے۔ عہد نبوی میں حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرض لینے دینے کے متعلق احادیث میں سے ایک کو امام مسلم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ

[بلاشبہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کی واپسی کا مسجد میں تقاضا کیا۔ ان دونوں کی [تکرار میں] آوازیں بلند ہوئیں، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں اپنے گھر میں سنا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے اور اپنے حجرے کے پردے کو ہٹایا اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو آواز دی:

''یا کعب!'' [اے کعب]

انہوں نے عرض کیا: ''لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!'' [اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں]

''فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهٖ: أَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ.''

''آپ ﷺ نے انہیں ہاتھ سے اشارہ کیا، کہ اپنا آدھا قرض چھوڑ دو]

کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!''

[اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے [ایسے] کر دیا]

رسول اللہ ﷺ نے [ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے] فرمایا:

"قُمْ فَاقْضِهِ." ❶

[اُٹھو اور اس کو قرض ادا کرو].

عہد نبوی کے بعد صحابہ کا قرض لینا:

عہد نبوی ﷺ کے بعد حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قرض لینے کے دو واقعات درج ذیل ہیں:

۱: امام حاکم نے قاسم سے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا: "مَالَكِ وَالدَّيْنَ؟"

آپ کا قرض سے کیا تعلق [یعنی آپ کیوں قرض لیتی ہیں؟]

انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَا مِنْ عَبْدٍ كَانَتْ لَهُ نِيَّةٌ فِي أَدَاءِ دَيْنِهِ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ عَوْنٌ."

[کسی بھی بندے کی اپنے قرض کی واپسی کی نیت نہیں ہوتی، مگر اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے]

"فَأَلْتَمِسُ ذٰلِكَ الْعَوْنَ." ❷

[تو میں تو [قرض لے کر] اس مدد کو حاصل کرنا چاہتی ہوں۔]

۲: امام ابوعبید القاسم بن سلام نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب استحباب الوضع من الدین، رقم الحدیث ۱۵۵۸، ۳/ ۱۱۹۲.

❷ المستدرك علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۲/ ۲۲. امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۲۲؛ والتلخیص ۲/ ۲۲).

عمر نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو چار سو درہم بطورِ قرض دینے کے لیے پیغام بھیجا، تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا:

" أَتَسْتَسْلِفُنِيْ، وَعِنْدَكَ بَيْتُ الْمَالِ، أَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ، ثُمَّ تَرُدُّهُ؟ "

[کیا آپ مجھ سے قرض طلب کرتے ہیں اور آپ کے پاس بیت المال ہے، آپ اس سے کیوں نہیں لے لیتے؟ پھر اس [قرض] کو واپس کر دینا۔]

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" إِنِّيْ أَتَخَوَّفُ أَنْ يُصِيْبَنِيْ قَدَرِيْ، فَتَقُوْلَ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ: أُتْرُكُوْا هٰذَا لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ، حَتّٰى يُؤْخَذَ مِنْ مِيْزَانِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلٰكِنِّيْ أَتَسَلَّفُهَا مِنْكَ لِمَا أَعْلَمُ مِنْ شُحِّكَ، فَإِذَا مِتُّ، جِئْتَ فَاسْتَوْفَيْتَهَا مِنْ مِيْرَاثِيْ. " [1]

[مجھے اس بات کا اندیشہ ہے، کہ میری موت آ جائے، تو تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے: "اس کو امیر المومنین کے لیے چھوڑ دو"، یہاں تک کہ وہ روزِ قیامت میرے میزان [یعنی نیکیوں] میں سے لیا جائے، لیکن میں تم سے قرض لے رہا ہوں، کیونکہ میں مال سے تمہاری شدید محبت کو جانتا ہوں، سو جب میں مروں گا، تو تم آؤ گے اور میرے ترکہ میں سے اپنا پورا پورا حق وصول کر لو گے۔]

اللہ اکبر! فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور آج کے اہل اقتدار میں کس قدر فرق ہے! وہ بیت المال سے چار سو درہم کا قرض اس خوف کی بنا پر نہیں لیتے، کہ ان کی موت کی

[1] كتاب الأموال، الجزء الثالث من الكتاب، باب توفير الفيء للمسلمين وإيثارهم عليه، رقم الحديث ٩٦٤، ص ٢٤٩.

صورت میں لوگوں کے کہنے پر وہ قرض معاف کر دیا جائے گا اور انھیں اس کے بدلے میں اپنی نیکیوں سے محروم ہونا پڑے گا۔ اور آج کے اہل اقتدار اور ان کے ہم نوا لوگ سرکاری خزانے سے کروڑوں کا قرض لیتے ہیں اور پھر اقتدار کے زور پر یا بوقت ضرورت سیاسی وفاداریاں تبدیل کر کے قرض معاف کروا لیتے ہیں۔ إنا لله وإنا اليه راجعون .

ب: قرض کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق روایات:

قرض کے جواز کے متعلق متعدد احادیث کے ساتھ ساتھ ایسی احادیث اور آثار بھی ملتے ہیں، جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ عام حالات میں قرض لینا پسندیدہ کام نہیں۔ توفیق الٰہی سے ذیل میں اس بارے میں پانچ روایات پیش کی جا رہی ہیں:

۱: امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ:

" أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْفِي صَلَاتِهِ ، وَيَقُوْلُ:

" أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ."

[بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دعا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے:

''اے اللہ! یقیناً میں گناہ اور قرض سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'']

کسی کہنے والے نے عرض کیا:

" مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ الْمَغْرَمِ؟ "

[''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ طلب کرتے ہیں؟'']

آپ ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ، فَكَذَبَ، وَوَعَدَ، فَأَخْلَفَ " [1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، رقم الحديث ۲۳۹۷، ۵/ ۶۰.

[بلاشبہ جب بندہ مقروض ہوتا ہے، تو بات کرتا ہے، تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے، تو وہ خلاف ورزی کرتا ہے۔]

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنَ الدَّيْنِ] ❶

[قرض سے پناہ طلب کرنے والے شخص کے متعلق باب]

مذکورہ بالا حدیث قرض کی سنگینی کو اجاگر کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔ علامہ عینی تحریر کرتے ہیں۔

"وَفِيْهِ، بَشَاعَةُ الدَّيْنِ وَشِدَّتُهُ، وَتَأْدِيَتُهُ الدَّائِنَ إِلٰى اِرْتِكَابِ الْكَذِبِ، وَالْخُلْفِ فِيْ الْوَعْدِ اللَّذِيْنِ هُمَا مِنْ صِفَاتِ الْمنافِقِيْنَ." ❷

[اس میں قرض کی خرابی اور سنگینی ہے اور یہ کہ وہ مقروض کو جھوٹ اور وعدہ کی خلاف ورزی تک پہنچادیتا ہے، جو کہ دونوں منافقوں کی صفات میں سے ہیں۔"

۲: امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَعْوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، ❸ وَالْعَجْزِ،

---

❶ صحیح البخاری ٥/ ٦٠.

❷ عمدة القاري ٦/ ١١٨.

❸ امام خطابی تحریر کرتے ہیں: "اکثر لوگ [اَلْهَمّ] اور [اَلْحَزَن] کے درمیان فرق نہیں کرتے، البتہ [الحَزَن] سابقہ بات پر اور [اَلْهَمّ] متوقع بات کی بنا پر ہوتا ہے۔" (منقول از شرح سنن النسائی للسیوطی ٨/ ٢٥٦).

وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَالدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ. " [1]

[رسول اللہ ﷺ کی [کچھ] دعائیں تھیں، جنھیں وہ چھوڑا نہیں کرتے تھے۔

''اے اللہ! بلاشبہ میں غم اور رنج، بے بسی اور کاہلی، بخل اور بزدلی اور قرض اور آدمیوں کے غلبہ سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'']

۳: امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ:

" اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. " [2]

[بلاشبہ رسول اللہ ﷺ ان الفاظ کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں قرض کے چڑھ جانے، دشمن کے غلبہ اور شماتت اعداء [3] سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔'']

۴: امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ سے فرماتے ہوئے سنا:

" لَا تُخِيْفُوْا أَنْفُسَكُمْ. " أَوْ قَالَ: " الْأَنْفُسَ. "

[اپنی جانوں کو نہ ڈراؤ۔] [یا آپ ﷺ نے فرمایا: ''جانوں کو۔'']

---

1. سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، الاستعاذة من الهَمِّ، ۸/ ۲۵۷. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ۳/ ۱۱۰۹).
صحیح البخاري میں [الدَّيْنِ] کی بجائے [وَضَلَعِ الدَّيْنِ] کے الفاظ ہیں۔ اور ان کا معنی ہے [اور قرض کے بوجھ اور سختی سے]۔ (ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التعوّذ من غلبة الرجال، رقم الحديث ۶۳۶۳، ۱۱/ ۱۷۳؛ وفتح الباري ۱۱/ ۱۷۴).
2. سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من غلبة الدين، ۸/ ۲۶۸. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن النسائي ۳/ ۱۱۱۳).
3. یعنی میرے نقصان پر دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع ملے۔

آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا نُخِيْفُ أَنْفُسَنَا؟"

[اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ہمارا اپنی جانوں کو ڈرانا کیا ہے؟]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اَلدَّيْنُ." [1]

[قرض [کے ساتھ]]۔

شیخ احمد البنا حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

"وَالْمَعْنَي لَا تُخِيْفُوْا أَنْفُسَكُمْ بِالدَّيْنِ بَعْدَ أَمْنِهَا مِنَ الْغُرَمَاءِ. وَإِنَّمَا كَانَ الدَّيْنُ جَالِبًا لِلْخَوْفِ لِشُغْلِ الْقَلْبِ بِهَمِّهِ وَقَضَائِهِ، وَالتَّذَلُّلِ لِلْغَرِيْمِ عِنْدَ لِقَائِهِ، وَتَحَمُّلِ مِنَّتِهِ إِلٰى تَأْخِيْرِ أَدَائِهِ. وَرُبَمَا يَعِدُ بِالْوَفَاءِ فَيُخْلِفُ، أَوْ يُحَدِّثُ الْغَرِيْمَ فَيَكْذِبُ أَوْ يَحْلِفُ فَيَحْنُثُ، أَوْ يَمُوْتُ فَيَرْتَهِنُ." [2]

[معنی یہ ہے، کہ اپنی جانوں کو، ان کے امن کے بعد، قرض کے ساتھ، قرض خواہوں سے نہ ڈراؤ، قرض باعثِ خوف بنتا ہے، کیونکہ دل اُس کی

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٧٤٠٧، ٢٨/ ٦٢٦. حافظ منذری نے تحریر کیا ہے کہ اس کو احمد، ابو یعلیٰ، بیہقی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور احمد کی روایت کردہ حدیث کی دو سندوں میں سے ایک کے راویان ثقہ ہیں، (ملاحظہ ہو (الترغيب والترهيب ٥٩٦/٢). حافظ ہیثمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: "احمد نے دو سندوں کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک کے [راویان ثقہ] ہیں۔ اس کو طبرانی نے [المعجم] الکبیر اور ابو یعلیٰ نے [بھی] روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب ماجاء في الدين، ١٢٦/٤). شیخ البانی نے (اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ٣٤٨/٢). شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [اسناد کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٢٨/ ٦٢٦).

[2] بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني ١٥/ ٨٦۔٨٧. الترغيب والترهيب، كتاب البيوع وغيرها، الترهيب من الدى، ...... ٢/ ٥٩٦.

وجہ سے، اُس کی ادائیگی، قرض خواہ کے روبرو ملاقات کے وقت ذلیل ہونے اور ادائیگی میں تاخیر کے سبب اس کے زیر بار ہونے کے غم میں ڈوبا رہتا ہے۔ کتنی ہی دفعہ وہ واپسی کا وعدہ کر کے خلاف ورزی کرتا ہے، یا قرض خواہ سے بات کرتے وقت جھوٹ بولتا ہے، یا جھوٹی قسم کھاتا ہے، یا مرنے کی صورت میں [جنت میں جانے سے] روکا جاتا ہے۔]

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا:

"لَا تَخْتِفُوْا أَنْفُسَکُمْ."

[خودکشی نہ کرو۔]

عرض کیا گیا:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ﷺ۔ وَمَا نَخْتِفُ أَنْفُسَنَا؟"

[یارسول اللہ ﷺ! ہمارا خودکشی کرنا کیسے ہے؟"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"بِالدَّیْنِ" [1]

[قرض کے ساتھ]

۵: امام مالک نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"إِیَّاکُمْ وَالدَّیْنِ، فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ، وَآخِرَهُ حَرْبٌ." [2]

[قرض سے دور رہو، کیونکہ اس کی ابتدا غم ہے اور انجام ناداری۔]

---

[1] المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۲/ ۲۶. امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۲۶؛ والتلخیص ۲/ ۲۶).

[2] موطا الإمام مالك، کتاب الوصیة، باب جامع القضاء، رقم الروایة ۸، ۲/ ۷۷۰.

۲: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: مَا دَخَلَ هَمُّ الدَّيْنِ قَلْبًا إِلَّا أَذْهَبَ مِنَ الْعَقْلِ مَا لَا يَعُوْدُ إِلَيْهِ." [1]

[سلف سے بعض نے کہا: "قرض کا غم کسی دل میں داخل نہیں ہوتا، مگر اس کی عقل میں سے [کچھ حصہ] لے جاتا ہے، جو کہ اس کی طرف [کبھی] واپس نہیں آتا۔"]

علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں:

إِنَّ الدَّيْنَ شَيْنٌ، اَلدَّيْنُ هَمٌّ بِاللَّيْلِ، وَمَذَلَّةٌ بِالنَّهَارِ، وَإِخَافَةٌ لِلنُّفُوْسِ، بَلْ وَإِرْقَاقٌ لَهَا. [2]

[بلاشبہ قرض عیب ہے، قرض رات کو پریشانی، دن کو ذلت، جانوں کو ڈرانے، بلکہ کمزور کرنے کا سبب ہے۔]

ج: قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟

اس مقام پر یہ سوال اُبھرتا ہے، کہ کیا قرض لیا جائے یا نہ لیا جائے؟

اس سوال کا جواب سمجھنے کی غرض سے توفیق الٰہی سے ذیل میں بعض محدثین کرام کے ان اقوال کو پیش کیا جارہا ہے، جو کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے قرض سے پناہ طلب کرنے والی حدیث کی شرح میں بیان کیے ہیں:

ا: حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

"وَقِيْلَ: اَلْمُرَادُ بِهِ مَا يُسْتَدَانُ فِيْمَا لَا يَجُوْزُ، وَفِيْمَا يَجُوْزُ

---

[1] فتح الباري ۱۱/ ۱۴۷.

[2] ملاحظہ ہو: المفهم ۴/ ۵۷۴.

ثُمَّ يَعْجِزُ عَنْ أَدَائِهِ ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يُرَادُ بِهِ مَا هُوَ أَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ . " ❶

[کہا گیا ہے: اس سے مراد ناجائز کاموں کے لیے لیا ہوا قرض ہے، اور جائز کاموں کی خاطر لیا ہوا ایسا قرض ہے، کہ اس کی واپسی اس کی بساط سے باہر ہو، اور یہ [بھی] احتمال ہے، کہ اس سے مراد کوئی اور زیادہ عام معنی ہو۔'']

۲: حافظ ابن حجر ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

" ثُمَّ رَأَيْتُ فِي حَاشِيَةِ ابْنِ الْمنيّر: " لَا تَنَاقُضَ بَيْنَ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنَ الدَّيْنِ وَجَوَازِ الْاِسْتِدَانَةِ ، لِأَنَّ الَّذِي اسْتُعِيْذَ مِنْهُ غَوَائِلُ الدَّيْنِ . فَمَنْ ادَّانَ وَسَلِمَ مِنْهَا ، فَقَدْ أَعَاذَهُ اللّٰهُ وَفَعَلَ جَائِزًا . " ❷

[پھر میں نے حاشیہ ابن منیر میں دیکھا: '' قرض سے پناہ مانگنے اور قرض لینے کے جواز میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ جس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے، وہ قرض کی مصیبتیں ہیں اور جو شخص قرض لے اور ان سے محفوظ رہے، تو اس کو اللہ تعالیٰ نے پناہ عطا فرمادی اور اس نے جائز کام کیا۔'']

۳: علامہ عینی رقم طراز ہیں:

اَلْمَغْرَمُ الَّذِي اسْتَعَاذَ مِنْهُ إِمَّا أَنْ يَكُوْنَ فِي مُبَاحٍ ، وَلٰكِنْ لَا وَجْهَ عِنْدَهُ لِقَضَائِهِ ، فَهُوَ مُتَعَرِّضٌ لِهَلَاكِ مَالِ أَخِيْهِ ، أَوْ يَسْتَدِيْنُ ، وَلَهُ إِلَى الْقَضَاءِ سَبِيْلٌ ، غَيْرَ أَنَّهُ يَرَى تَرْكَ الْقَضَاءِ ،

---

❶ فتح الباري ۲ / ۳۱۹.

❷ المرجع السابق ۵ / ۶۱.

أَوْ يَسْتَدِيْنُ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ طَمْعًا فِيْ مَالِ أَخِيْهِ ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ . ❶

[میں کہتا ہوں: آنحضرت ﷺ نے جس قرض سے پناہ طلب کی، یا تو وہ جائز مقصد کی خاطر ہوگا، لیکن اس کے پاس اس کی واپسی کی کوئی شکل نہ ہوگی۔ اس طرح وہ اپنے بھائی کا مال برباد کرنے کے درپے ہوتا ہے، یا وہ قرض لیتا ہے اور اس کے پاس ادائیگی کے امکانات تو موجود ہیں، لیکن اس کا خیال عدم ادائیگی کا ہے۔ یا وہ اپنے بھائی کے مال کی حرص کرتے ہوئے بلا ضرورت اس سے قرض لیتا ہے، یا مراد اس طرح کی دیگر صورتیں ہیں۔]

د: قرض لینے کی شرائط:

حضرات محدثین کے مذکورہ بالا اقوال اور دیگر احادیث شریفہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ قرض لینے کے لیے کچھ شرائط ہیں۔ توفیق الٰہی سے اپنے محدود علم کے مطابق ان میں سے تین شرائط ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

(ا) قرض لینے کا معقول اور جائز سبب:

قرض لینے کے لیے معقول اور جائز سبب کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ روزِ قیامت اس بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"يَدْعُوْ اللّٰهُ بِصَاحِبِ الدَّيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُوْقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَيُقَالُ: "يَا ابْنَ آدَمَ! فِيْمَ أَخَذْتَ هٰذَا الدَّيْنَ؟ وَفِيْمَ

❶ عمدة القاري ٦/ ١١٧ باختصار.

ضَيَّعْتَ حَقُوقَ النَّاسِ؟"

فَيَقُولُ: "يَا رَبِّ! إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنِّي أَخَذْتُهُ، فَلَمْ آكُلْ، وَلَمْ أَشْرَبْ، وَلَمْ أَلْبَسْ، وَلَمْ أُضَيِّعْ، وَلٰكِنْ أَتَى عَلَى يَدَيَّ إِمَّا حَرَقٌ، وَإِمَّا سَرَقٌ وَإِمَّا وَضِيعَةٌ."

فَيَقُولُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَ: "صَدَقَ عَبْدِي، أَنَا أَحَقُّ مَنْ قَضَى عَنْهُ الْيَوْمَ".

فَيَدْعُو اللّٰهَ بِشَيْءٍ، فَيَضَعُهُ فِي كِفَّةِ مِيزَانِهِ، فَتَرْجَحُ حَسَنَاتُهُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ، فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ." [1]

[اللہ تعالیٰ روزِ قیامت مقروض کو بلائیں گے، یہاں تک کہ اس کو ان کے روبرو کھڑا کیا جائے گا، تو اس سے کہا جائے گا: ''اے ابن آدم! تو نے یہ قرض کس لیے لیا؟ اور تو نے لوگوں کے حقوق کو کس لیے ضائع کیا؟''

وہ جواب میں عرض کرے گا: ''اے میرے رب! بلاشبہ آپ کو علم ہے، کہ یقیناً میں نے اس کو لیا، لیکن میں نے اس کو کھانے، پینے اور پہننے میں نہیں اڑایا، اور نہ [کہیں اور] برباد کیا، لیکن مجھ پر تو آگ یا چوری یا کاروباری خسارہ کی مصیبت آئی تھی۔''

اللہ عزوجل فرمائیں گے: ''میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ آج میں اس کا قرض ادا کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔''

اللہ تعالیٰ کسی چیز کو طلب کریں گے پھر اُس کو اس کے میزان کے ایک پلڑے میں

---

[1] المسند، رقم الحديث ۱۷۰۸، ۳/ ۱۵۷. (ط: دار المعارف بمصر). حافظ ہیثمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: '' اس کو احمد، بزار اور طبرانی نے [المعجم] الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند] میں [صدقہ الدقیقی] ہیں، مسلم بن ابراہیم نے انہیں [ثقہ] کہا ہے اور [علماء کے] ایک گروہ نے انہیں [ضعیف] قرار دیا ہے۔'' (مجمع الزوائد ٤/ ۱۳۳). حافظ منذری نے تحریر کیا ہے، کہ اس کی [ایک سند حسن ہے]۔ (الترغیب والترهيب ۲/ ۲۰۲).

رکھ دیں گے، تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں کے مقابلے میں زیادہ ہو جائیں گی۔ پس وہ ان کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، کہ معقول اغراض کے لیے قرض لینا قابل مواخذہ نہیں، البتہ غیر معقول مقاصد کے لیے قرض لینے پر روزِ قیامت باز پرس ہوگی۔

ایک اور حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے، کہ ناپسندیدہ غرض کے لیے قرض لینے والا اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو جاتا ہے۔ امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الدَّائِنِ حَتَّى يُقْضَى دَيْنُهُ، مَا لَمْ يَكُنْ فِيمَا يَكْرَهُهُ اللّٰهُ. '' [1]

[''اگر قرض اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ مقصد کی خاطر نہ ہو، تو ادائیگی قرض تک اللہ تعالیٰ مقروض کے ساتھ ہوتے ہیں۔'']

قابل افسوس بات یہ ہے، کہ بعض مسلمان خواتین وحضرات شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے مواقع پر اسراف وتبذیر [2] کے لیے قرض لیتے ہیں۔ اس طرح قرض لینے کی قباحت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائیں۔ آمین.

(۲) ادائیگی کی سچی نیت:

قرض لینے کے جواز کی دوسری شرط یہ ہے، کہ قرض لینے والے کی واپسی

---

[1] المستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ۲/ ۲۳۔ امام حاکم نے اس کی [اسناد کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۲۳؛ والتلخيص ۲/ ۲۳). حافظ ابن حجر نے اس کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۵/ ۵۴).

[2] اسراف سے مراد جائز کاموں میں راہِ اعتدال سے تجاوز کرتے ہوئے مال خرچ کرنا اور تبذیر سے مراد ناجائز جگہوں پر مال خرچ کرنا ہے۔

کی سچی نیت اور پختہ ارادہ ہو۔ اس کے بغیر قرض لینے والا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا نشانہ بناتا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَ هَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ. " ❶

[جو شخص ادائیگی کے ارادے سے لوگوں کے مال لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ادا کروا دیتے ہیں اور جو شخص انہیں برباد کرنے کے ارادے سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیتے ہیں۔]

حافظ ابن حجر حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

" ظَاهِرُهُ أَنَّ الْإِتْلَافَ يَقَعُ لَهُ فِي الدُّنْيَا ، وَذٰلِكَ فِيْ مَعَاشِهِ أَوْ فِيْ نَفْسِهِ ، وَهُوَ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ لِمَا نَرَاهُ بِالْمُشَاهَدَةِ مِمَّنْ يَتَعَاطٰى شَيْئًا مِنَ الْأَمْرَيْنِ . وَقِيْلَ بِالْإِتْلَافِ عَذَابُ الْآخِرَةِ . " ❷

[اس کا ظاہری معنیٰ یہ ہے، کہ اس کے لیے یہ بربادی دنیا ہی میں اس کی معیشت یا جان میں ہوتی ہے اور یہ بات، جیسا کہ ہم دونوں کام کرنے والوں کا مشاہدہ کرتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے، کہ بربادی سے مراد عذابِ آخرت ہے۔]

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد أداء ها أو إتلافها، رقم الحديث ٢٣٨٧، ٥/ ٥٣-٥٤.

❷ فتح الباري ٥/ ٥٤.

حافظ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"وَفِي الْحَدِيْثِ اَلتَّرْغِيْبُ فِي تَحْسِيْنِ النِّيَّةِ، وَالتَّرْهِيْبُ مِنْ ضِدِّ ذٰلِكَ." ❶

[اور حدیث میں نیت کو درست کرنے کی ترغیب اور اس کی ضد سے ڈرایا گیا ہے۔]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لینے والے بدنیت کے برے انجام کے بارے میں ایک اور بات بھی بتلائی ہے۔ امام طبرانی نے میمون کردی کے حوالے سے ان کے والد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"أَيُّمَا رَجُلٍ اسْتَدَانَ دَيْنًا، لَا يُرِيْدُ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلٰى صَاحِبِهِ، حَتّٰى أَخَذَ مَا لَهُ، وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهِ دَيْنَهُ، لَقِيَ اللّٰهَ، وَهُوَ سَارِقٌ." ❷

[جس شخص نے قرض لیا اور اس کا ارادہ حق دار کا حق ادا کرنے کا نہیں، اس نے مال لے لیا، مگر ادا نہ کیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے بطورِ چور ملاقات کرے گا۔]

(۳) مستقبل میں ادائیگی کے امکانات:

جائز مقاصد کے لیے ادائیگی کی نیت سے قرض لیتے ہوئے اس بات کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے، کہ مقروض کے لیے مستقبل میں ادائیگی کے امکانات

---

❶ فتح الباری ٥/ ٥٤. ❷ منقول از: مجمع الزوائد و منبع الفوائد، کتاب البیوع، باب فیمن نوی أن لا یقضي دینه، ٤/ ١٤٢. حافظ ہیثمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: "اس کو طبرانی نے [المعجم] الأوسط اور الصغیر میں روایت کیا ہے اور اس کے [راویان ثقہ] ہیں۔ (المرجع السابق ٤/ ١٣٢).

ہوں۔ اس شرط کو نظر انداز کر کے قرض لینا مناسب نہیں۔

اسی سلسلے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لا أُحِبُّ أَنْ يَتَحَمَّلَ بِأَمَانَتِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ." ❶

''میں پسند نہیں کرتا، کہ وہ اپنی امانت کے ساتھ اس چیز کا بوجھ اُٹھائے، جس کی اس میں استطاعت نہ ہو۔]

امام ابن قدامہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"مَا لا يَقْدِرُ عَلٰى وَفَائِهِ." ❷

[یعنی [مستقبل میں] اس کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ عام حالات میں قرض لینا شرعی طور پر ناپسندیدہ ہے، البتہ معقول وجہ اور جائز سبب کی موجودگی میں، ادائیگی کے پختہ اور سچے ارادے اور مستقبل میں امکانات پائے جانے کی صورت میں قرض لینے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

---

❶ منقول از: المغني ٤ / ٣٤٨.

علاوہ ازیں امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " لَأَنْ يَلْبَسَ أَحَدُكُمْ ثَوْبًا مِنْ رِقَاعٍ شَتّٰى خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ بِأَمَانَتِهِ أَوْ فِي أَمَانَتِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ. " [تم میں سے کسی ایک کے لیے متفرق چیتھڑوں والے کپڑے پہننا اس بات سے بہتر ہے، کہ وہ اپنی امانت کے ساتھ [یعنی بطورِ قرض] وہ لے، جو اس کے پاس نہ ہو [یعنی مستقبل میں ادائیگی کے لیے اس کے پاس امکانات نہ ہوں۔]۔ (المسند جزء من رقم الحديث ١٣٥٥٩ ٤/ ١٨٣). حافظ ہیثمی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں، کہ اس میں ایک راوی جابر بن زید ہیں، جو الجعفی نہیں، اور ان کے حالات مجھے نہیں ملے اور اس کے باقی راویان ثقہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٤/ ١٢٦)؛ شیخ ارناؤط اور ان کے رفقاء نے اس کی [اسناد کو ضعیف] قرار دیا ہے۔ (ھامش المسند ٢١/ ١٨٣).

❷ المغني ٤/ ٣٤٨.

(۳)

قرض کا دائرہ

قرض کا دائرہ بہت وسیع ہے۔نقدی، ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں اور حیوانات میں قرض لینا دینا جائز ہے۔امام ابن حزم تحریر کرتے ہیں:

" وَالْقَرْضُ جَائِزٌ فِي كُلِّ مَا يَحِلُّ تَمَلُّكُهُ أَوْ تَمْلِيكُهُ بِهِبَةٍ أَوْ غَيْرِهَا ." ❶

[ہر وہ چیز، جس میں ہبہ ❷ وغیرہ سے مالک بننا، بنانا جائز ہے، اس میں قرض جائز ہے۔]

شیخ شیرازی لکھتے ہیں:

" وَيَجُوزُ قَرْضُ كُلِّ مَالٍ ، يُمْلَكُ بِالْبَيْعِ ، وَيُضْبَطُ بِالْوَصْفِ ." ❸

[ہر وہ قیمت والی چیز جو بیع کے ذریعہ ملکیت میں آسکے اور وصف سے اس کی تحدید ہو سکے، اس کا قرض [میں لینا دینا] درست ہے۔]

توفیق الٰہی سے اس سلسلے میں ذیل میں قدرے تفصیلی گفتگو کی جارہی ہے:

ا: سونا چاندی قرض لینے کے متعلق حدیث:

سونا اور چاندی کے قرض لینے دینے کے جواز کے متعلق احادیث میں سے ایک یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے چالیس ہزار قرض لیے تھے۔ ❹

ب: ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے متعلق دو حدیثیں:

ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے قرض کے متعلق احادیث میں سے دو درج ذیل ہیں:

---

❶ المحلّى ۸/ ٤٦٢.

❷ ہبہ سے مراد کسی کو کوئی چیز بلا معاوضہ دینا ہے۔

❸ المجموع شرح المهذب ١٢/ ١٨٠.

❹ ملاحظہ ہو: اس کتاب کا صفحہ ۳۶

۱: امام بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"اِسْتَسْلَفَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعِيْنَ صَاعًا، فَاحْتَاجَ الْأَنْصَارِيُّ، فَأَتَاهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"مَا جَاءَنَا شَيْءٌ بَعْدُ."

فَقَالَ الرَّجُلُ، وَأَرَادَ أَنْ يَتَكَلَّمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "لَا تَقُلْ إِلَّا خَيْرًا، فَأَنَا خَيْرُ مَنْ تَسَلَّفَ."

فَأَعْطَاهُ أَرْبَعِيْنَ فَضْلًا، وَأَرْبَعِيْنَ لِسَلَفِهِ، فَأَعْطَاهُ ثَمَانِيْنَ." ❶

[نبی کریم ﷺ نے ایک انصاری سے چالیس صاع بطورِ قرض لیے۔ انصاری کو ضرورت پڑی، تو وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابھی تک ہمارے پاس کوئی چیز نہیں آئی۔" انصاری نے کچھ کہنا چاہا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خیر کے سوا کچھ نہ کہنا، میں قرض لینے والوں میں سے بہترین ہوں۔"]

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کو چالیس زائد اور چالیس اس کے قرض کے، کل اسّی [صاع] ادا کیے۔]

۲: امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک بدو سے ذخیرہ شدہ عجوہ کھجوروں کے ایک وسق ❷ کے بدلہ میں [کچھ] اونٹنیاں خریدی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر

---

❶ منقول از: كشف الأستار عن زوائد البزار على الكتب الستة للحافظ الهيثمي، كتاب البيوع، باب من أقرض شيئًا فردّ أحسن منه، رقم الحديث: ۱۳۰۷، ۲/ ۱۰۴. حافظ ہیثمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: "اس کو بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے راویان سوائے بزار کے شیخ کے صحیح کے راویان ہیں اور وہ ثقہ ہیں۔" (مجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب حسن القضاء ...... ۴/ ۱۴۱).

❷ وسق: ساٹھ صاع۔ (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، ماده "وسق"، ۵/ ۱۸۵). اور ایک صاع قریباً دو سیر گیارہ چھٹانک۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

تشریف لائے، اس کے لیے کھجوریں تلاش کیں، لیکن وہ نہ ملیں۔''

رسول اللہ ﷺ اس کے پاس واپس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے اللہ تعالیٰ کے بندے! یقیناً ہم نے ذخیرہ شدہ کھجوروں کے ایک وسق کے بدلے میں تم سے اونٹنیاں خریدی تھیں۔ ہم نے انہیں ڈھونڈھا ہے، لیکن وہ ہمیں ملی نہیں۔''

بدو نے کہا: ''ہائے بے وفائی!''

راوی نے بیان کیا: ''لوگوں نے اس کو جھڑکا اور کہا: ''اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے! کیا تو رسول اللہ ﷺ کو بے وفا کہہ رہا ہے؟''

انہوں [عائشہ رضی اللہ عنہا] نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو [یعنی جو کہتا ہے، کہنے دو]، کیونکہ بلاشبہ صاحب حق کو بات کرنے کا حق ہے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے بات کو دہراتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ تعالیٰ کے بندے! ہم نے تیری اونٹنیوں کو خریدا اور ہم سمجھتے تھے، کہ اس کے عوض میں ذکر کردہ چیز ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم نے اس کو تلاش کیا ہے، لیکن وہ ہمیں نہیں ملی۔''

بدو نے کہا: ''ہائے بے وفائی!''

لوگوں نے اس کو جھڑکا اور کہا: ''اللہ تعالیٰ تجھے غارت کریں! کیا تو رسول اللہ ﷺ کو بے وفا کہہ رہا ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو، کیونکہ بے شک حق والے کو بات کہنے کا حق ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کو دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا،

کہ وہ آپ کی بات سمجھ نہیں پا رہا، تو آپ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

" اِذْهَبْ إِلٰى خُوَيْلَةَ بِنْتِ حَكِيمِ بْنِ أُمَيَّةَ فَقُلْ لَهَا: " إِنْ كَانَ عِنْدَكِ وَسْقٌ مِنْ تَمْرِ الذَّخِيرَةِ فَأَسْلِفِينَاهُ، حَتَّى نُؤَدِّهِ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. "

[خویلہ بنت حکیم بن امیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: " اگر آپ کے پاس ذخیرہ شدہ کھجوروں کا ایک وسق ہو، تو ہمیں بطورِ قرض دے دیجیے، یہاں تک ہم ان شاء اللہ اس کو ادا کر دیں۔ "

وہ شخص ان کی طرف گیا، پھر واپس آ کر عرض کیا، کہ انہوں نے کہا ہے: " جی ہاں، اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میرے پاس [کھجوریں] ہیں۔ کسی کو لینے کے لیے بھیج دیجیے۔ "

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" اِذْهَبْ بِهِ فَأَوْفِهِ الَّذِي لَهُ. "

[اس کو ساتھ لے جاؤ اور اس کا مکمل حق ادا کر دو۔]

پس انہوں نے اس [بدو] کو اس کا پورا حق دے دیا۔

پھر وہ بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے، تو وہ کہنے لگا:

" جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَوْفَيْتَ وَأَطْيَبْتَ. "

[اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دیں، کہ یقیناً آپ نے عمدگی سے مکمل حق ادا کیا ہے۔]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" أُولٰئِكَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ الْمُوفُونَ الْمُطَيِّبُوْنَ. " [1]

[یہ لوگ جو کہ عمدگی سے پورا حق ادا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے بہترین بندے ہیں۔]

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت خویلہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے ذخیرہ شدہ کھجوروں کا ایک وسق بطورِ قرض لیا۔

علاوہ ازیں ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں میں قرض کے لینے دینے کے جواز پر علمائے اُمت کا اجماع بھی ہے۔ امام ابن قدامہ نے لکھا ہے:

" يَجُوْزُ قَرْضُ الْمَكِيْلِ بِغَيْرِ خِلَافٍ. "

قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: "أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ اسْتِقْرَاضَ مَالَهُ مِثْلٌ مِنَ الْمَكِيْلِ وَالْمَوْزُوْنِ وَالْأَطْعِمَةِ جَائِزٌ. " [2]

[ماپ کی جانے والی چیزوں میں قرض [لینا دینا] بلا اختلاف جائز ہے۔]

ابن منذر نے فرمایا:

[وہ سب اہل علم جن سے ہم علم لیتے ہیں، اس بات پر متفق ہیں، کہ ماپ اور وزن کی جانے والی اور اناج میں سے وہ تمام چیزیں، جن کی مثل ہو،

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۲۶۳۱۲، ۳۳۷/۴۳۔ حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق تحریر کیا ہے: "اس کو احمد اور بزار نے روایت کیا ہے اور احمد (کی روایت کردہ حدیث) کی [اسناد صحیح] ہے۔" (مجمع الزوائد ۱۴۰/۴)؛ نیز ملاحظہ ہو: کشف الأستار عن زوائد البزار علی الکتب الستة، کتاب البیوع، باب فیمن اقترض شیئًا فردّ أفضل منه، ۱۰۵/۴. شیخ البانی اور شیخ الارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [اسناد کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الأحادیث الصحیحة، المجلد السادس، القسم الأول/ ۳۹۳؛ وهامش المسند ۳۳۹/۴۳).

[2] المغني ۴/ ۳۵۰.

کا قرض لینا دینا جائز ہے۔]

حیوانات کو بطورِ قرض لینا دینا:

حیوانات کو بطورِ قرض لینے دینے کے جواز کے متعلق احادیث میں سے ایک وہ ہے، جس کو امام مسلم نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ:

" أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَجُلٍ بَكْرًا. فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ إِبِلٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَأَمَرَ أَبَا رَافِعٍ أَنْ يَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ.

فَرَجَعَ إِلَيْهِ أَبُوْ رَافِعٍ، فَقَالَ: " لَمْ أَجِدْ فِيْهَا إِلَّا خِيَارًا رُبَاعِيًّا. "

فَقَالَ: " أَعْطِهِ إِيَّاهُ، إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً. "

[بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے نوعمر اونٹ بطورِ قرض لیا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے، تو آنحضرت ﷺ نے ابو رافع کو اس شخص کے نوعمر اونٹ کا قرض چکانے کا حکم دیا۔

ابو رافع رضی اللہ عنہ واپس آئے اور عرض کیا: ''مجھے تو چار دانتوں والا [1] بہترین اونٹ ہی ملا ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کو وہی دے دو، کیونکہ لوگوں میں سے بہترین وہ ہیں، جو ادائیگی میں سب سے اچھے ہوں۔'' [2]

امام نووی اس حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

" وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ جَوَازُ الْاِقْتِرَاضِ وَالْاِسْتِدَانَةِ، وَفِيْهِ

---

[1] ایسا اونٹ جو ساتویں سال میں داخل ہو چکا ہو اور اس کے چار دانت نکل آئے ہوں۔

[2] صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب من استسلف شيئًا فقضى خيرًا منه، رقم الحديث ۱۶۰۰، ۳/ ۱۲۲۴۔

جَوَازُ اقْتِرَاضِ الْحَيَوَانِ . " ❶

[اس حدیث میں قرض لینے کا ثبوت ہے۔ [علاوہ ازیں] حیوان کو [بھی] بطورِ قرض لینے کا جواز موجود ہے۔]

امام بخاری نے ایک باب کا درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ اِسْتِقْرَاضِ الْاِبِلِ] ❷

[اونٹ کو بطورِ قرض لینے کے متعلق باب]

اور اس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ایک اونٹ بطورِ قرض لیا۔ ❸

حافظ ابن حجر اس کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

" وَفِيْهِ اسْتِقْرَاضُ الْاِبِلِ وَيَلْتَحِقُ بِهِ جَمِيْعُ الْحَيَوَانَاتِ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَمَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ الثَّوْرِيُّ وَالْحَنَفِيَّةُ . " ❹

---

❶ شرح النووي ۱۱/ ۳۷. امام نووی نے ذکر کیا ہے کہ حیوانات کو بطورِ قرض لینے دینے کے جواز کے امام شافعی، امام مالک اور متقدمین اور متاخرین میں سے جمہور علماء قائل ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ اس کو درست نہیں سمجھتے۔ یہ احادیث ...... ابورافع رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم میں موجود دیگر احادیث ــــ ان کا ردّ کرتی ہیں۔ بلا دلیل ان احادیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ ناقابل قبول ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۱/ ۳۷). نیز ملاحظہ ہو: المفهم ۴/ ۵۰۶. شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ تحریر کرتے ہیں: اس حدیث میں ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں کے علاوہ حیوان وغیرہ کے بھی بطورِ قرض لینے کی دلیل ہے۔ فقہائے حجاز کی یہی رائے ہے۔ اہل کوفہ کے نزدیک اس کا بطورِ قرض لینا دینا جائز نہیں۔ (ملاحظہ ہو: مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیة ۲۹/ ۵۲).

❷ صحیح البخاری، کتاب الاستقراض، ۵/ ۵۶.

❸ ملاحظہ ہو: المرجع السابق، رقم الحدیث ۲۳۹۰، ۵/ ۵۶.

❹ فتح الباري ۵/ ۵۶. نیز ملاحظہ ہو: نیل الأوطار ۵/ ۳۴۹.

[اس میں اونٹ کے بطورِ قرض لینے کا [ثبوت] ہے۔ دیگر حیوانات کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ اکثر اہل علم کی یہی رائے ہے۔ ثوری اور احناف نے اس سے منع کیا ہے۔]

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ قرض کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہر وہ چیز جس سے ہبہ وغیرہ کے ذریعہ ملکیت حاصل ہوسکتی ہے، اس کا قرض میں لینا دینا درست ہے۔ نقدی، ماپ اور وزن کی جانے والی چیزوں اور حیوانات کا بطورِ قرض لینا دینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

مبحث دوم

قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسنِ معاملہ کی تلقین

شریعتِ اسلامیہ میں قرض دینے کی پر زور ترغیب اور مقروض کے ساتھ عمدہ معاملہ کرنے کی شدید تلقین کی گئی ہے۔ حضراتِ صحابہ اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات کی سچی تصویر تھے۔ توفیق الٰہی سے انھی باتوں کے متعلق درج ذیل تین عنوانوں کے ضمن میں بات پیش کی جارہی ہے:

۱: قرض دینے کی ترغیب

۲: مقروض کے ساتھ حسنِ معاملہ کی تلقین

۳: صحابہ کا نادار مقروضوں کے ساتھ عمدہ معاملہ

(۱)

قرض دینے کی ترغیب

قرض دینا خیر اور نیکی کا عظیم کام ہے،[1] کیونکہ اس میں ایک مسلمان کی مشکل دُور کرنا، بوقت ضرورت اس کے کام آنا اور اس کے ساتھ تعاون ہوتا ہے،[2] اور اسلام ان سب باتوں کی پر زور ترغیب دیتا ہے۔ امام شوکانی نے تحریر کیا ہے:

---

[1] ملاحظہ ہو: المحلی ۸/ ۴٦۲.

[2] ملاحظہ ہو: المغني ٤/ ۳٤۷.

"وَفِي فَضِيْلَةِ الْقَرْضِ أَحَادِيْثُ وَعُمُومَاتُ الأَدِلَّةِ الْقُرْآنِيَّةِ وَالْحَدِيْثِيَّةِ الْقَاضِيَةِ بِفَضْلِ الْمُعَاوَنَةِ ، وَقَضَاءِ حَاجَةِ الْمُسْلِمِ، وَتَفْرِيْجِ كُرْبَتِهِ ، وَسَدِّ فَاقَتِهِ شَامِلَةٌ لَهُ ." [1]

"قرض [دینے] کی فضیلت کے متعلق [مخصوص] احادیث کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث میں ایسے عام دلائل بھی موجود ہیں، جو کہ باہمی تعاون، مسلمان کی حاجت برآری، اس کے دُکھ کو دُور کرنے اور اس کے فقر و فاقہ کے ختم کرنے کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں۔"

ا۔ عام دلائل:

اس بارے میں قرآن و سنت کے عمومی دلائل میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [2]

"اور نیکی کرو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔"

۲۔ امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ." [3]

"جس شخص نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کریں گے۔"

اللہ اکبر! مشکلات میں پھنسے ہوئے اور وسائل سے محروم شخص کو قرض دینے والے کے لیے کس قدر عظیم آسانی ہے!

امام ابن حبان نے اس حدیث کو

[بَابُ الدُّيُوْنِ]

---

[1] نيل الأوطار ٥/٣٤٧. [2] سورة الحج / الآية ٧٧.

[3] ملاحظہ ہو: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب البيوع، ١١/٤٢٥.

[قرضہ جات کے متعلق باب]
میں ذکر کیا ہے اور اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:
[ذِكْرُ تَيْسِيْرِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا الْأُمُوْرَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَى الْمُيَسِّرِ عَلَى الْمُعْسِرِيْنَ .] ❶
[ناداروں پر آسانی کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دنیا و آخرت میں آسانی فرمانے کا ذکر۔]

حافظ منذری نے
[اَلتَّرْغِيْبُ فِي الْقَرْضِ وَمَا جَاءَ فِي فَضْلِهِ] ❷
[قرض دینے کی ترغیب اور اس کے متعلق جو فضائل وارد ہوئے ہیں]
کے عنوان کے تحت اس کو روایت کیا ہے۔

ب۔ ترغیب قرض کے متعلق خصوصی احادیث:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے متعدد احادیث میں قرض دینے کی خصوصی طور پر ترغیب دی ہے۔ ان میں سے پانچ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"إِنَّ السَّلَفَ يَجْرِيْ مَجْرَى شَطْرِ الصَّدَقَةِ." ❸
"بلاشبہ قرض آدھے صدقہ کے برابر ہے۔"

اور سنن ابن ماجہ میں ہے:
"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُقْرِضُ مُسْلِمًا قَرْضًا مَرَّتَيْنِ إِلَّا كَانَ

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ١١/ ٤٢٥. ❷ ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ٢/ ٣٩.
❸ المسند، جزء من الرواية ٣٩١١، ٦/ ٧. شیخ احمد شاکر نے اس حدیث کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٦/ ٦).

كَصَدَقَتِهَا مَرَّةً." ❶

''کسی مسلمان کا دوسرے مسلمان کو دو دفعہ قرض دینا، [قرض دی ہوئی رقم کے] ایک دفعہ صدقہ کرنے [کے اجر وثواب] کی مانند ہوتا ہے۔''

حدیث پر یقین رکھنے والے ایک تاجر کا واقعہ:

امام ابن حبان نے اسود بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ ایک تاجر سے قرض لیا کرتے تھے۔ پھر جب ان کا [بیت المال سے] وظیفہ آتا، تو اس کو ادا کر دیتے تھے۔

اسود نے ان سے کہا:

"إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ عَنْكَ ، فَقَدْ كَانَتْ عَلَيْنَا حُقُوْقٌ فِي هٰذَا الْعَطَاءِ."

''اگر آپ اجازت دیں، تو میں آپ کو ادائیگی میں کچھ تاخیر کر لوں، کیونکہ اس دفعہ کے وظیفہ میں ہمارے ذمہ [کچھ اور] واجبات ہیں۔''

تاجر نے کہا: "لَسْتُ فَاعِلًا."

''میں ایسے نہیں کرنے والا۔'' [یعنی میں یہ رعایت نہیں دوں گا۔]

اسود نے پانچ سو درہم انہیں پیش کیے۔ ان کو پکڑنے کے بعد، تاجر نے ان سے کہا:

"دُوْنَكُمَا ، فَخُذْ بِهَا."

''انہیں لے لیجیے۔''

اسود نے ان سے کہا:

"قَدْ سَأَلْتُكَ هٰذا، فَأَبَيْتُ."

---

❶ سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، باب القرض، جزء من رقم الرواية ٢٤٥٥، ٢/ ٦٠. شیخ البانی نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ٢/ ٥٦).

''میں نے آپ سے یہی تو فرمائش کی تھی، لیکن آپ نے انکار کر دیا۔''

[اور اب خود ہی دے رہے ہیں؟]

تاجر نے کہا: ''بلاشبہ آپ نے ہمیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث سنائی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

''مَنْ أَقْرَضَ اللّٰهَ مَرَّتَيْنِ ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ أَحَدِهِمَا ، لَوْ تَصَدَّقَ بِهِ.''

''جس شخص نے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو ❶ قرض دیا، تو اس کے لیے اس چیز کے ایک مرتبہ خیرات کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔'' ❷

اللہ اکبر! اس تاجر کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین کس قدر پختہ تھا! اے رب کریم! ہم ناکاروں کو بھی ایسا یقین نصیب فرما دیجیے۔ آمین یا حي یا قیوم.

۲۔ امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''كُلُّ قَرْضٍ صَدَقَةٌ.'' ❸

''ہر قرض صدقہ ہے۔''

---

❶ یعنی رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر۔

❷ الإحسان في صحيح ابن حبان، كتاب البيوع، باب الديون، ذكر كتبة الله جل وعلا للمقرض مرتين الصدقة بإحداهما، رقم الحديث ٥٠٤٠، ١١/ ٤١٨. شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کو[حسن] قرار دیا ہے۔(هامش الإحسان ١١/ ٤١٨).

❸ منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب الصدقات، الترغيب في القرض، وما جاء في فضله، رقم الحديث ٢، ٢/ ٤٠. حافظ منذری اس کے متعلق لکھتے ہیں: ''اس کو طبرانی نے [اسناد حسن] کے ساتھ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔'' (المرجع السابق ٢/ ٤٠). شیخ البانی نے اس کو [حسن لغیرہ] کہا ہے۔(ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ١/ ٥٣٧).

۳۔ امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ ، فَرَأَى مَكْتُوبًا عَلَى بَابِهَا:

"اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا ، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ." ❶

"ایک شخص جنت میں داخل ہوا، تو اس نے دیکھا، کہ اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا:

"صدقے کا اجر دس گنا اور قرض کا اجر اٹھارہ گنا ہے۔"

۴۔ امام احمد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ."

قَالَ: "ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ."

"جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز، اس کے برابر صدقہ [کا ثواب] ہے۔"

انہوں نے بیان کیا: "پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز اس سے دو گنا صدقہ [کا ثواب] ہے۔"

میں نے عرض کیا: "اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے آپ کو فرماتے

---

❶ منقول از: الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، الترغیب في القرض، وما جاء في فضله، رقم الحدیث ۳، ۲/ ۴۰۔ حافظ منذری اس کے متعلق لکھتے ہیں: "اس کو طبرانی اور بیہقی دونوں نے عتبہ بن حمید کے حوالے سے روایت کیا ہے۔" (المرجع السابق ۲/ ۴۰)۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۵۳۷)۔

ہوئے سنا: ''جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز، اس کے برابر صدقہ [کا ثواب] ہے۔''

پھر میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی، اس کے لیے ہر روز اس سے دوگنا صدقہ [کا ثواب] ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:

'' لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحُلَّ الدَّيْنُ ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنُ فَأَنْظَرَهُ، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ. '' ❶

''اس کے لیے قرض کی واپسی کے [مقررہ] وقت سے پہلے ہر روز [اس کے برابر] صدقہ [کا ثواب] ہے۔ اور جب وہ اس کو قرض کی واپسی کے [مقررہ] وقت کے بعد مہلت دے، تو اس کے لیے اس کے دوگنا صدقہ کرنے [کے برابر ثواب] ہے۔''

۵۔ امام احمد نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

'' مَنْ مَنَحَ مَنِيحَةً : وَرِقًا أَوْ ذَهَبًا ، أَوْ سَقَى لَبَنًا ، أَوْ هَدَى زُقَاقًا ، فَهُوَ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ. '' ❷

''جس شخص نے چاندی یا سونا بطورِ قرض دیا، یا دودھ پلایا، ❸ اور راستے

---

❶ المسند ٥/ ٣٦٠. (ط: المكتب الإسلامي)؛ حافظ ہیثمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ''اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور [اس کے راویان صحیح کے راویان ہیں] اور اس کے ایک حصہ کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔'' (مجمع الزوائد ٤/ ١٣٥)؛ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ١/ ٥٤١).

❷ المسند، رقم الحديث ١٨٤٠٣، ٣٠/ ٣٥٢. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس [حدیث کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٣٠/ ٣٥٢).

❸ دودھ پلانے سے مراد دودھ دینے والا جانور اونٹنی، بکری وغیرہ دودھ وغیرہ پینے کے لیے عاریۃً دینا۔

میں راہ نمائی کی، وہ ایک گردن آزاد کرنے کے برابر ہے۔'' ❶

مذکورہ بالا احادیث میں قرض کے اجر و ثواب کے متعلق درج ذیل چھ باتیں معلوم ہوتی ہیں:

ا۔ صدقہ کے نصف ثواب کے برابر ہونا

ب۔ صدقہ کے ثواب کے برابر ہونا

ج۔ صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ہونا

د۔ مدت ادائیگی کے مکمل ہونے سے پہلے ہر روز اتنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ہونا

ہ۔ وقت ادائیگی کے بعد ہر روز اس سے دگنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب حاصل ہونا

و۔ سونا یا چاندی کے قرض دینے کا گردن آزاد کرنے کے برابر ثواب ہونا

قرض کے مذکورہ بالا بیان کردہ فضائل میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں، کیونکہ یہ اختلاف قرض دینے والوں کی نیتوں کے تفاوت، مقروضوں کے ساتھ معاملہ میں اختلاف، مقروضوں کی ضروریات کی نوعیت میں باہمی فرق وغیرہ اسباب کی بنا پر ہوتا ہے۔ شیخ عبدالغنی احادیث میں قرض کے اجر و ثواب میں موجود اختلاف کے متعلق لکھتے ہیں:

" فَلَعَلَّ هٰذَا بِاخْتِلَافِ نِيَّاتِ الْأَشْخَاصِ وَاعْتِبَارِ التَّسَامُحِ فِي الْاِقْتِضَاءِ وَغَيْرِهِ. " ❷

''شاید یہ اشخاص کی نیتوں کے فرق اور قرض کی واپسی کے مطالبہ میں نرمی میں تفاوت وغیرہ کی بنا پر ہے۔''

---

❶ یعنی اس کو ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنے کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔

❷ إنجاح الحاجة (الحاشية على سنن ابن ماجه)، ص ۱۷۷، رقم الحاشية ۷.

(۲)
مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین

اسلام میں صرف قرض دینے کی ترغیب پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ توفیق الٰہی سے اس حوالے سے درج ذیل تین عنوانوں کے ضمن میں قدرے تفصیل پیش کی جارہی ہے:

ا: مطالبہ میں احتیاط اور نرمی

ب: تنگ دست کو مہلت

ج: قرض کی کلی یا جزوی معافی

ا۔ مطالبہ میں احتیاط اور نرمی:

رسول کریم ﷺ نے اپنے حق کا مطالبہ کرتے وقت احتیاط کرنے کی تلقین کی ہے۔ علاوہ ازیں ادائیگی میں سہولت دینے کے عظیم اجر وثواب کو بیان فرمایا ہے۔ ذیل میں اس سلسلے میں قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

ا: مطالبہ میں ناجائز طریقہ سے بچنے کا حکم:

ا: حضراتِ ائمہ ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْ فِيْ عَفَافٍ وَافٍ، أَوْ غَيْرَ وَافٍ." [1]

---

[1] سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، حسن المطالبة وأخذ الحق في عفاف، رقم الحديث ۲٤٤٦، ۲/ ۵۸۔ ۵۹ ؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الدعوى، رقم الحديث ۵۰۸۰، ۱۱/ ٤۷٤ ؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ۲/ ۳۲. الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [بخاری کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۳۲ ؛ والتلخيص ۲/ ۳۲ ؛ وصحيح الترغيب والترهيب ۲/ ۳۲۹ ؛ وصحيح سنن ابن ماجه ۲/ ۵٤)۔

''جو شخص [اپنے] حق کا مطالبہ کرلے، وہ ناجائز طریقے سے بچتے ہوئے کرے، [حق] مکمل حاصل ہو یا نامکمل۔''

ب: امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب حق سے فرمایا:

'' خُذْ حَقَّكَ فِيْ عَفَافٍ وَافٍ أَوْ غَيْرَ وَافٍ. '' [1]

'' اپنا حق ناجائز طریقے سے بچتے ہوئے لو، [حق] مکمل حاصل ہو یا نامکمل۔''

۲: تقاضا میں آسانی بہترین مومنوں کی ایک صفت:

امام طبرانی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلٌ سَمْحُ الْبَيْعِ، سَمْحُ الشِّرَاءِ، سَمْحُ الْقَضَاءِ، سَمْحُ الْإِقْتِضَاءِ. '' [2]

'' اہل ایمان میں سے افضل وہ آدمی ہے، جو بیچنے میں سہولت دے، خریدنے میں سہولت دے، ادا کرنے میں سہولت دے، اپنا حق طلب کرنے میں سہولت دے۔''

---

[1] سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، حسن المطالبة، وأخذ الحق في عفاف، رقم الحديث ۲٤٤۷، ۲/ ۵۹۱؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ۲/ ۳۳. شیخ البانی نے اس کو [حسن صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ۲/ ٥٤).

[2] الترغيب والترهيب، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في البيع والشراء، وحسن التقاضي، والقضاء، رقم الحديث ۷/ ۲/ ۵٦۳؛ ومجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب السماحة والسهولة وحسن المبايعة، ٤/ ۷۵. حافظ منذری اور حافظ ہیثمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: ''اس کو طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے اور [اس کے روایت کرنے والے ثقہ] ہیں۔ (المرجع السابقين ۲/ ۵٦۳؛ و ٤/ ۷۵)

۳: تقاضا میں آسانی حصولِ آسانی کی چابی:

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' اِسْمَحْ يُسْمَحْ لَكَ. '' ❶

''[دوسروں کے ساتھ] آسانی کرو، تمہارے لیے آسانی کی جائے گی۔''

علامہ مناوی شرح حدیث میں تحریر کرتے ہیں:

'' أَيْ عَامِلِ الْخَلْقَ الَّذِيْنَ هُمْ عِيَالُ اللّٰهِ وَعَبِيْدُهُ بِالْمُسَامَحَةِ وَالْمُسَاهِلَةِ يُعَامِلْكَ سَيِّدُهُمْ بِمِثْلِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ . '' ❷

'' مخلوق کے ساتھ، جو کہ اللہ تعالیٰ کے عیال اور غلام ہیں، سہولت اور آسانی کے ساتھ معاملہ کرو، ان کا آقا بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی معاملہ دنیا و آخرت میں کرے گا۔''

۴: تقاضا میں آسانی حصول مغفرت کا ایک سبب:

امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' غَفَرَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ كَانَ قَبْلَكُمْ. كَانَ سَهْلًا إِذَا بَاعَ، سَهْلًا إِذَا اشْتَرَى، سَهْلًا إِذَا اقْتَضَى. '' ❸

❶ المسند، رقم الحديث ۲۲۳۳، ۴/ ۱۰۳. شیخ البانی اور شیخ ارناؤوط اوران کے رفقاء نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ۲/ ۳۲۷ ؛ وهامش المسند ۴/ ۱۰۳).

❷ فيض القدير ۱/ ۵۱۲.

❸ جامع الترمذي، أبواب البيوع، باب، رقم الحديث ۱۳۳۵، ۴/ ۴۵۷. امام ترمذی نے اس کو [صحیح حسن] اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ۲/ ۳۴).

''تم سے پہلے [لوگوں میں سے] ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ وہ بیچتے وقت سہولت دیتا تھا، خریدتے وقت سہولت دیتا تھا اور تقاضا کرتے وقت آسانی کرتا تھا۔''

شیخ مبارکپوری (سَهْلًا إِذَا اقْتَضَى) کی شرح میں لکھتے ہیں: ''یعنی جب وہ کسی مقروض پر اپنا واجب الذمہ قرضہ طلب کرتا، تو شفقت اور نرمی سے کرتا، سختی اور درشتی سے پیش نہ آتا۔'' ❶

حدیث کی شرح میں علامہ مناوی لکھتے ہیں: ''اس میں ہمارے لیے ترغیب ہے، کہ ہم بھی ایسے ہی کریں، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرمادیں۔'' ❷

۵: مطالبہ میں آسانی رحمت الٰہیہ کے حصول کا ایک سبب:

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى. '' ❸

''اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائیں جو بیچنے، خریدنے اور مطالبہ کرتے وقت سہولت دے۔''

حافظ ابن حجر نے حدیث کی شرح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

'' (رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا) يَحْتَمِلُ الدُّعَاءَ وَيَحْتَمِلُ الْخَبَرَ. '' ❹

---

❶ تحفة الأحوذي ٤/ ٤٥٧.

❷ منقول از: المرجع السابق ٤/ ٣٥٧.

❸ صحيح البخاري، كتاب البيوع، رقم الحديث ٢٠٧٦، ٤/ ٣٠٦.

❹ فتح الباري ٤/ ٣٠٧.

یعنی (رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا) جملہ کے معنی میں دو احتمال ہیں۔ایک یہ کہ اس میں دعا ہے، یعنی نبی کریم ﷺ ایسی صفت والے بندے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں۔اور دوسرا احتمال یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ خبر دے رہے ہیں، کہ اس قسم کے شخص پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا۔

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ السُّهُوْلَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ ، وَمَنْ طَلَبَ حَقًّا فَلْيَطْلُبْهُ فِي عَفَافٍ .] ❶

[خرید و فروخت میں آسانی اور سہولت کرنے کے متعلق باب اور جو شخص حق کا مطالبہ کرے وہ [ناجائز طریقے سے] بچتے ہوئے کرے۔]

امام ابن حبان نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ تَرَحُّمِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا عَلَى الْمُسَامِحِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْقَبْضِ وَالْإِعْطَاءِ .] ❷

۶: تقاضا میں آسانی دخولِ جنت کا ایک سبب:

امام نسائی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا ، وَبَائِعًا، وَقَاضِيًا ، وَمُقْتَضِيًا الْجَنَّةَ .'' ❸

'' اللہ عزوجل نے خریدنے، بیچنے، [کسی کا حق] ادا کرنے اور [اپنا حق] طلب کرنے میں آسانی کرنے والے شخص کو جنت میں داخل کر دیا۔''

---

❶ صحيح البخاري، كتاب البيوع، ٤/ ٣٠٦.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب البيوع، ١١/ ٢٦٧.

❸ سنن النسائي، كتاب البيوع، حسن المعاملة والرفق في المطالبة، ٧/ ٣١٨-٣١٩. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائی ٣/ ٩٧١).

ب: تنگ دست کو مہلت دینا:
ج: قرض کی کلی یا جزوی معافی:

ان دونوں باتوں کے متعلق بعض نصوص درج ذیل ہیں:

ا: تنگدست کو مہلت دینے کا حکم اور معاف کرنے کی ترغیب:

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ [1]

''اور اگر کوئی تنگی والا ہو، تو آسانی تک مہلت ہے اور یہ کہ تم صدقہ کردو تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔''

آیت شریفہ کے پہلے حصے کی تفسیر میں حافظ ابوالقاسم غرناطی لکھتے ہیں:

" حَكَمَ اللّٰهُ لِلْمُعْسِرِ بِالْإِ نْظَارِ إِلٰى أَنْ يُوْسَرَ ، وَقَدْ كَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ يُبَاعُ فِيْمَا عَلَيْهِ . " [2]

''اللہ تعالیٰ نے تنگدست کے لیے مہلت دینے کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ اس کے لیے آسانی ہو جائے اور اس سے پیشتر واجب الذمہ چیز کی بنا پر اس کو فروخت کیا جاتا تھا۔''

آیت کریمہ کے دوسرے حصے کی تفسیر میں قاضی ابوالسعود نے لکھا ہے:

---

[1] سورة البقرة/ الآية ۲۸۰.

[2] كتاب التسهيل لعلوم التنزيل ۱/ ۱۶۹.

"نَدَبَ إِلٰى أَنْ يَتَصَدَّقُوْا بِرُؤُوْسِ أَمْوَالِهِمْ كُلًّا أَوْ بَعْضًا عَلٰى غُرَمَائِهِمُ الْمُعْسِرِيْنَ." [1]

"انہوں [اللہ تعالیٰ] نے قرض خواہوں کو اس بات کی ترغیب دی ہے، کہ وہ اپنے تنگ دست مقروضوں کے ذمہ اپنے پورے مالوں کو یا ان کے کچھ حصہ کو صدقہ کر دیں۔"

۲: دعاؤں کی قبولیت:
۳: مصیبت سے نجات:

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَرَادَ أَنْ تُسْتَجَابَ دَعْوَتُهُ وَتُكْشَفَ كُرْبَتُهُ فَلْيُفَرِّجْ عَنْ مُعْسِرٍ." [2]

"جو شخص چاہے، کہ اس کی دعا قبول کی جائے اور مصیبت دور کی جائے، وہ تنگدست پر آسانی کرے۔"

۴: روزِ محشر کی مصیبتوں سے نجات:

---

[1] تفسير أبي السعود ١/ ٢٦٨. امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "نَدَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٰذِهِ الْأَلْفَاظِ إِلَى الصَّدَقَةِ عَلَى الْمُعْسِرِ، وَجَعَلَ ذٰلِكَ خَيْرًا مِنْ إِنْظَارِهِ." [اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ساتھ تنگی والے پر صدقہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اور اس کو مہلت دینے سے بہتر قرار دیا ہے۔] (تفسير القرطبي ٣/ ٣٧٤).

[2] منقول از: مجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب من فرّج عن معسر، أو أنظره، أو ترك الغارم، ٤/ ١٣٤. حافظ ہیثمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: "اس کو طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے راویان صحیح کے راویان ہیں۔" (المرجع السابق ٤/ ١٣٤).

۵: عرش کا سایہ پانا:

امام طبرانی نے حضرت ابوقتادہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَنْ يُظِلَّهُ تَحْتَ عَرْشِهِ، فَلْيُنْظِرْ مُعْسِرًا." ❶

"جو شخص اس بات کو پسند کرے، کہ اس کو روزِ قیامت کی مصیبتوں سے نجات دی جائے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سایہ دیا جائے، وہ تنگی والے کو مہلت دے۔"

۶: سب سے پہلے سایۂ عرش پانے والوں میں شمولیت:

امام طبرانی نے ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"میں گواہی دیتا ہوں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يَسْتَظِلُّ فِيْ ظِلِّ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ أَنْظَرَ مُعْسِرًا حَتَّى يَجِدَ شَيْئًا، أَوْ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا يَطْلُبُهُ، يَقُوْلُ: "مَالِيْ عَلَيْكَ صَدَقَةٌ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ"

وَيَخْرِقُ صَحِيْفَتَهُ." ❷

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے سائے میں جگہ پانے والا پہلا شخص وہ ہوگا، جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی ہوگی، یہاں تک کہ وہ کوئی چیز پالے، یا اس پر اسی چیز کا صدقہ کردیا، جس کا وہ مطالبہ کررہا تھا۔ وہ کہتا ہے:

---

❶ مجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب فيمن فرّج عن معسر أو أنظره أو ترك الغارم، ٤/ ١٣٤.
حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اس کو طبرانی نے [المعجم] الأوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند حسن] ہے۔ (المرجع السابق ٤/ ١٣٤).

❷ المرجع السابق ٤/ ١٣٤. حافظ ہیثمی اس کے متعلق لکھتے ہیں: "طبرانی نے اس کو [المعجم] الكبير میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند حسن] ہے۔" (المرجع السابق ٤/ ١٣٤).

''اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر تمہارے واجب الذمہ میرا مال، تجھ پر صدقہ ہے۔''

''اور وہ [قرض کے متعلق] وثیقہ پھاڑ دیتا ہے۔''

۷: گناہوں کی معافی:

۸: جنت میں داخلہ:

امام مسلم نے ربعی بن خراش سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''حذیفہ اور ابومسعود رضی اللہ عنہما اکٹھے ہوئے، تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:''

" رَجُلٌ لَقِيَ رَبَّهُ، فَقَالَ: " مَا عَمِلْتَ؟ "

قَالَ: " مَا عَمِلْتُ مِنَ الْخَيْرِ، إِلَّا أَنِّي كُنْتُ رَجُلًا ذَا مَالٍ، فَكُنْتُ أُطَالِبُ بِهِ النَّاسَ . فَكُنْتُ أَقْبَلُ الْمَيْسُوْرَ، وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمَعْسُوْرِ . "

فَقَالَ: " تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ . "

قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: " هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ . "[1]

''ایک شخص کی اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات ہوئی، تو انہوں [اللہ تعالیٰ] نے پوچھا: ''تو نے کیا عمل کیا؟''

اس نے عرض کیا: ''میں نے تو کوئی نیکی نہیں کی، سوائے اس کے، کہ میں مال دار تھا اور لوگوں سے اپنے حق کی واپسی کا تقاضا کیا کرتا تھا، تو خوشحال سے قبول کیا کرتا تھا اور تنگ دست سے درگزر کیا کرتا تھا۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب فضل إنظار المعسر، رقم الحدیث ٢٧ (١٥٦٠)، ٣/ ١١٩٥. نیز ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب من أنظر موسراً، رقم الحدیث ٢٠٧٧، ٤/ ٣٠٧.

اس پر انہوں [یعنی اللہ تعالیٰ] نے فرمایا: ''میرے بندے سے درگزر کردو۔''

ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''میں نے [بھی] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح بیان کرتے ہوئے سنا۔''

[خوش حال سے قبول کرنے اور تنگ دست سے درگزر کرنے] سے مراد یہ ہے، کہ واپسی کے لیے مقروض کے پاس جو موجود ہوتا، وہ لے لیتا اور جو اس کے پاس میسر نہ ہو پاتا، اس کو معاف کردیتا۔ (1)

امام ابن حبان نے اسی حدیث کے قریب قریب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ رِجَاءِ تَجَاوُزِ اللّٰهِ جَلَّ وَعَلَا عَمَّنْ تَجَاوَزَ عَنِ الْمُعْسِرِ] (2)

[تنگ دست سے درگزر کرنے والے کے لیے اللہ جل وعلا کے درگزر کرنے کی امید کا ذکر]

ایک دوسری روایت میں ہے:

''فَغُفِرَ لَهُ.'' (3)

''پس اس کی مغفرت کردی گئی۔''

ایک تیسری روایت میں ہے:

---

(1) ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۰/ ۲۲۵.

(2) الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب البيوع، باب الديون، ۱۱/ ۴۲۶.

(3) ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، باب حسن التقاضي، ۲۳۹۱، ۵/ ۵۸؛ وصحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب فضل إنظار المعسر، رقم الحديث ۲۸/ ۱۵۶۰، ۳/ ۱۱۹۵.

"فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ ." [1]

"پس اس کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کر دیا۔"

اللہ اکبر! مقروض کے ساتھ آسانی کرنا اللہ تعالیٰ کو کس قدر پسند ہے! اور اس کا صلہ کس قدر عظیم ہے! اے اللہ! ہم ناکاروں کو اس کی توفیق نصیب فرماتے رہنا۔ إِنَّكَ قَرِيْبٌ مُجِيْبٌ .

(۳)

صحابہ کا نادار مقروضوں کے ساتھ عمدہ معاملہ

محتاج اور نادار مقروض لوگوں کے ساتھ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمدہ معاملہ کو سمجھنے کے لیے توفیق الٰہی سے ذیل میں چار ثابت شدہ واقعات پیش کیے جا رہے ہیں:

ا: حضرت کعب بن مالک کا حضرت ابن أبی حدرد رضی اللہ عنہما کے ذمہ قرض تھا۔ انہوں نے مسجد میں ان سے تقاضا کیا۔ دورانِ تقاضا دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ انہیں سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ سے اس کے دروازے تک تشریف لائے۔ پردہ کو اُٹھا کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو آدھا قرضہ معاف کرنے کا صرف ہاتھ ہی سے اشارہ کیا، تو انہوں نے عرض کیا:

"قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ﷺ ."

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً میں نے (ایسے ہی) کر دیا ہے۔" [2]

ب: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ، عَالِيَةً

---

[1] صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل، جزء من رقم الحديث ۳۴۵۱، ۶/۴۹۴.

[2] اس واقعہ کی تفصیل اور حوالہ اس کتاب کے صفحات ۳۷۔۳۸ پر ملاحظہ فرمائیے۔

أَصْوَاتُهُمْ، وَإِذَا أَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِيْ شَيْءٍ؛
وَهُوَ يَقُوْلُ: "وَاللّٰهِ لَا أَفْعَلُ."
فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: "أَيْنَ الْمُتَأَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟"
فَقَالَ: "أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!
فَلَهُ أَيُّ ذٰلِكَ أَحَبَّ." ❶

''رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر (دو) جھگڑا کرنے والوں کی آواز کو سنا، جو بلند ہوگئی تھی۔ (واقعہ یہ تھا، کہ) ایک دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضا میں کچھ نرمی کرنے کے لیے کہہ رہا تھا، اور دوسرا کہہ رہا تھا: ''واللہ! میں یہ نہیں کروں گا۔''
رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''بھلائی نہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے والا کہاں ہے؟''
اس نے عرض کیا: ''میں [ہی] ہوں یارسول اللہ ﷺ!
اس کے لیے وہ ہے، جو وہ چاہتا ہے۔''
یعنی قرض کی معافی یا تقاضا میں نرمی ان دونوں باتوں میں سے جو بات وہ پسند کرتا ہے، میں اس کے لیے تیار ہوں۔

اللہ اکبر! حضراتِ صحابہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں کس قدر جلدی کرنے والے تھے۔ رضي الله عنهم وأرضاهم.

حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب هل يشير الإمام بالصلح، رقم الحديث ۲۷۰۵، ۵/ ۳۰۷؛ وصحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين، رقم الحديث ۱۹ (۱۵۵۷)، ۳/ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

" وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْحَضُّ عَلَى الرِّفْقِ بِالْغَرِيْمِ وَالْاِحْسَانُ إِلَيْهِ بِالْوَضْعِ عَنْهُ. " ❶

''اس حدیث میں مقروض کے ساتھ نرمی برتنے اور قرض معاف کر کے احسان کرنے کی ترغیب ہے۔''

ج: امام بغوی نے عبداللہ بن اَبی قتادہ کے حوالے سے ان کے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ ایک شخص کو [اپنا] حق طلب کرنے کی خاطر بلا رہے تھے۔ وہ ان سے چھپ گیا۔ انہوں نے پوچھا: ''تم نے ایسے کیوں کیا ہے؟''

اس نے کہا: ''تنگ دستی [کی وجہ سے]۔''

انہوں نے اس [بات کے سچ ہونے] پر اس سے قسم اُٹھانے کے لیے کہا، تو اس نے قسم کھالی۔

فَدَعَا بِصَكِّهِ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. وَقَالَ: " سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

" مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ. " ❷

''انہوں نے اس کے [قرض لینے کا] اقرار نامہ طلب کیا اور پھر اس کو دے دیا۔ ❸ اور کہا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''جس نے کسی نادار شخص کو مہلت دی یا اس کو [قرض] معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی مصیبتوں سے نجات دیں گے۔''

---

❶ فتح الباري ٥/ ٣٠٨.

❷ شرح السنة، كتاب البيوع، باب ثواب من أنظر معسراً، رقم الحديث ٢١٣٨، ٨/ ١٩٦. امام بغوی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (المرجع السابق ٨/ ١٩٦).

❸ ان کے اس طرزِ عمل کا مقصود اپنے قرض سے دست بردار ہونے کا اعلان تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

د: امام مسلم نے حضرت عبادۃ بن ولید بن عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں اور میرے والد انصار کے اس محلّہ میں، ان کے ہلاک ہونے سے پہلے، طلب علم کے لیے گئے۔ ہمیں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابوالیسر رضی اللہ عنہ ملے۔ ان کے ساتھ ان کا غلام تھا، جس کے پاس صحیفوں کی ایک گٹھڑی تھی۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ پر ایک دھاری دار اور دوسری مَعَافِرْ [1] کی بنی ہوئی چادر تھی، اسی طرح ان کے غلام پر ایک لکیر دار اور دوسری معافر کی بنی ہوئی چادر تھی۔

میرے والد نے ان سے کہا: ''اے چچا! بلاشبہ میں آپ کے چہرے پر غضب کے آثار دیکھ رہا ہوں۔''

انہوں نے جواب دیا: ''ہاں، بنو حرام قبیلہ کے فلان بن فلان شخص کے ذمہ میرا کچھ مال تھا، میں اس کے گھر والوں کے پاس آیا، [انہیں] سلام کہا: اور پوچھا: ''[کیا] وہ وہاں ہے؟

انہوں نے کہا: ''نہیں۔''

پھر اس کا ایک کمسن لڑکا میرے پاس آیا، تو میں نے پوچھا: ''تمہارے ابو کہاں ہیں؟''

اس نے جواب دیا: ''انہوں نے آپ کی آواز سنی، تو میری امی کی ڈولی میں داخل ہو گئے۔''

---

[1] مَعَافِر: یمن کی ایک جگہ کا نام ہے، جہاں کی بنی ہوئی چادر [مَعَافِرِیٌّ] کے نام سے معروف تھی۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۸/ ۱۳٤؛ ومعجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، زیر عنوان "المَعَافِر"، ۳/ ۱۲٤۱).

میں نے آواز دی: ''میری طرف نکل آؤ، مجھے علم ہو چکا ہے، کہ تم کہاں ہو۔''

وہ باہر نکل آیا، تو میں نے کہا:

"مَا حَمَلَكَ أَنْ اخْتَبَأْتَ مِنِّيْ؟"

''تمہارے مجھ سے چھپنے کا سبب کیا ہے؟''

اس نے جواب دیا:

"أَنَا وَاللّٰهِ! أُحَدِّثُكَ ثُمَّ لا أَكْذِبُكَ، خَشِيْتُ وَاللّٰهِ! أَنْ أُحَدِّثَكَ فَأَكْذِبَكَ، وَإِنْ أَعِدُكَ فَأُخْلِفُكَ، وَكُنْتَ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَكُنْتُ وَاللّٰهِ! مُعْسِراً."

''میں، واللہ! آپ سے بات کروں گا، تو جھوٹ نہیں بولوں گا۔ واللہ! مجھے خدشہ تھا، کہ میں آپ سے بات کروں گا، تو آپ سے جھوٹ بولوں گا، اور اگر آپ سے وعدہ کروں گا، تو اس کی خلاف ورزی کروں گا، اور آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ اور واللہ! میں نادار ہوں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''میں نے کہا: "آللّٰهِ؟"

''کیا واللہ؟'' [یعنی کیا تم قسم کھا کر کہہ سکتے ہو، کہ تم نادار ہو؟]

اس نے جواب دیا: "اَللّٰهِ"

''اللہ تعالیٰ کی قسم!'' [یعنی واللہ! میری حالت ویسی ہی ہے، جیسی میں بیان کر رہا ہوں۔]

میں نے کہا: "آللّٰهِ؟"

''کیا واللہ؟'' [ایسے ہی ہے، جس طرح تم بیان کر رہے ہو؟]

اس نے کہا: "اَللّٰهِ"

''اللہ تعالیٰ کی قسم!'' [یعنی صورتِ حال ویسی ہی ہے، جیسی میں بیان کر رہا ہوں۔]

میں نے کہا: "آللّٰہِ؟"

''کیا واللہ؟''

اس نے کہا: "اَللّٰہِ"

''اللہ تعالیٰ کی قسم!''

انہوں نے بیان کیا:

"فَأَتَى بِصَحِيفَتِهِ فَمَحَاهَا بِيَدِهِ، فَقَالَ: "إِنْ وَجَدْتَ قَضَاءً فَاقْضِيْ، وَإِلَّا أَنْتَ فِيْ حِلٍّ، فَأَشْهَدُ بَصُرَ عَيْنَيَّ هَاتَيْنِ (وَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ) وَسَمِعَ أُذُنَيَّ هَاتَيْنِ، وَوَعَاهُ قَلْبِيْ هٰذَا (وَأَشَارَ إِلٰى مَنَاطِ قَلْبِهِ) رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ يَقُوْلُ:

"مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ عَنْهُ، أَظَلَّهُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ." [1]

''وہ اس کے اقرار نامہ کو لائے اور اس کو اپنے ہاتھ سے محو کر دیا، پھر کہا: ''اگر تم میں ادائیگی کی استطاعت ہوئی، تو کر دینا، وگرنہ اس [قرض] سے تم آزاد ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں، کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا (اور انہوں نے اپنی دو انگلیاں اپنی دونوں آنکھوں پر رکھی)، ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے خوب اچھی طرح اس کو سمجھا (اور انہوں نے اپنے دل سے معلق رگ کی طرف اشارہ کیا)، کہ رسول

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل، وقصة أبي اليسر رضي الله عنهما، جزء من رقم الحديث ٧٤ (٣٠٠٦)، ٤/ ٢٣٠١.

اللہ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے:

''جس نے کسی نادار شخص کو مہلت دی یا اس کو [قرض] معاف کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے تلے جگہ دیں گے۔''

حضرات صحابہ کا نادار اور تنگ دست مقروض لوگوں کے ساتھ طرزِ عمل کس قدر ہمدردانہ اور مشفقانہ تھا!

اللہ کریم ہمیں بھی اس بارے میں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین یا حی یا قیوم!

مبحث سوئم

ادائیگی قرض کی تلقین

تمہید:

اسلام میں قرض دینے کی پرزور ترغیب اور مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی شدید تلقین کے پہلو بہ پہلو قرض کی ادائیگی کے موضوع پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں توفیق الٰہی سے درج ذیل عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جائے گی۔

۱: ادائیگی قرض کا حکم

۲: ادائیگی قرض کے فضائل

۳: ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری

۴: ادائیگی قرض کروانے والی دعاؤں کی تعلیم

۵: قرض کی عدم ادائیگی سے اخلاقی طور پر روکنا

(۱)

ادائیگی قرض کا حکم

اسلامی شریعت میں مقروض کے پاس قرض امانت ہے، جس کو وہ مقررہ وقت پر قرض خواہ کو واپس کرنے کا پابند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو

[1] سورة النساء/ جزء من الآية ۵۸.

ادا کرو۔"

علامہ سیوطی آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وَفِي الْآيَةِ وَجُوبُ رَدِّ وَدِيعَةٍ مِنْ أَمَانَةٍ وَقِرَاضٍ وَقَرْضٍ وَغَيْرِهِ ذٰلِكَ." ❶

"آیت میں امانت، مضاربت اور قرض وغیرہ کے طور پر لی ہوئی رقم کی واپسی کی فرضیت [کا ثبوت] ہے۔"

امام بخاری نے ایک باب کا عنوان درج ذیل تحریر کیا ہے:

[بَابُ أَدَاءِ الدُّيُوْنِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾]" ❷

[قرضوں کی ادائیگی کے متعلق باب اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کردو)۔]

حافظ ابن ابی شیبہ نے طلق بن معاویہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: "ایک شخص کے ذمے میرے تین سو درہم تھے، میں اس کا معاملہ ❸ شریح ❹ کے پاس لے گیا، تو انہوں نے اس شخص سے کہا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾

---

❶ الإكليل في استنباط التنزيل ص ٩٤.

❷ صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، ٥/ ٥٥.

❸ یعنی اس شخص کی طرف سے رقم کی عدم ادائیگی کی شکایت۔

❹ شریح: شریح بن حارث صدر اسلام کے مشہور ترین قاضیوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ کہا گیا ہے، کہ وہ ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے وقت کا عرب کا سب سے بڑا قاضی کہا تھا۔ ۸۷ھ میں وفات پائی۔ (ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء ٤/ ١٠٠-١٠٦).

''بے شک اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔'' [1]

(۲)

ادائیگی قرض کے فضائل

اسلام میں صرف ادائیگی قرض کے حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ قرض کی واپسی کا ارادہ کرنے اور عمدگی سے ادا کرنے کے فضائل بیان کرکے اس بات کی زوردار اور موثر ترغیب بھی دی گئی ہے۔

ا۔ادائیگی قرض کے سچے ارادے کی برکات:

نبی کریم ﷺ کی ادائیگی قرض کے سچے ارادے کی بیان کردہ برکات میں سے چار درج ذیل ہیں:

ا:اللہ تعالیٰ کا قرض کو ادا کروا دینا:

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَاءَ هَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ. " [2]

''جو شخص لوگوں کے مال [بطورِ قرض] ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کروا دیتے ہیں۔''

حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

[1] مصنف ابن أبي شيبه، كتاب البيوع والأقضية، في الحبس في الدين، جزء من رقم الرواية ٢٤٨/٦،٩٦٤؛ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، كتاب البيوع، باب الحبس في الدين، رقم الرواية ٨،١٥٣٠٩/ ٣٠٥.

[2] صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد أداء ها أو إتلافها، جزء من رقم الحديث ٢٣٨٧، ٥/ ٥٣ـ٥٤.

"وَفِيهِ التَّرْغِيبُ فِي تَحْسِينِ النِّيَّةِ وَالتَّرْهِيبُ مِنْ ضِدِّ ذٰلِكَ." ❶

"اس [حدیث] میں [ادائیگی قرض کے لیے] نیت کی درستگی کی ترغیب اور اس کی خرابی سے ڈرایا گیا ہے۔"

امام ابن ماجہ کی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کردہ حدیث میں ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ: "میں نے اپنے نبی اور خلیل صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدَّانُ دَيْنًا، يَعْلَمُ اللّٰهُ مِنْهُ أَنَّهُ يُرِيْدُ أَدَاءَهُ، إِلَّا أَدَّاهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا." ❷

"کوئی مسلمان ایسا نہیں، کہ وہ قرض لے، اور اللہ تعالیٰ کو اس کے متعلق معلوم ہو، کہ وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ دنیا میں اس سے ادا کروا دیتے ہیں۔"

سچے ارادے پر توفیق الٰہی میسر آنے کا واقعہ:

یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا، کہ اس نے

---

❶ فتح الباری ٥/ ٥٤.

❷ سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، من ادّان دينا وهو ينوي قضاءه، جزء من رقم الحديث ٢٤٣٢، ٢/ ٥٦. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ٢/ ٥٢).

بنی اسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگے۔

اس [قرض دینے والے] نے کہا: ''گواہوں کو بلاؤ، تاکہ میں انہیں [قرض دینے پر] گواہ بناؤں۔'' [1]

اس [قرض طلب کرنے والے] نے جواب دیا: ''گواہ تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔''

اس نے کہا: ''(اچھا) تو، میرے پاس کوئی ضامن لاؤ۔''

اس نے جواب دیا: ''ضامن (بھی) اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔''

اس نے کہا: ''تم نے سچ کہا ہے۔'' اور ایک مقررہ مدت کے لیے اس کو قرض دے دیا۔

یہ شخص قرض لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوا اور اپنی ضرورت پوری کی۔ پھر کسی سواری کو تلاش کرتا رہا، تاکہ اس پر سوار ہو کر مقررہ مدت پر اس [یعنی قرض دینے والے] کے پاس پہنچ جائے، لیکن کوئی سواری نہ ملی۔

آخر اس نے ایک لکڑی لی۔ اس میں سوراخ کر کے اس میں ایک ہزار دینار اور اپنی طرف سے ایک خط اس کے نام رکھ دیا، اس کو بند کیا اور دریا پر لے آیا۔ پھر کہنے لگا:

''اے اللہ! بلاشبہ آپ جانتے ہیں، کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض مانگے۔ اس نے مجھ سے ضامن طلب کیا، تو میں نے کہا: ''ضامن اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں،'' تو وہ اس پر راضی ہو گیا۔ اس نے مجھ سے گواہ طلب کیا، تو میں نے کہا: ''گواہ، تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔'' تو وہ اس پر [بھی] راضی ہو گیا۔ اور بلاشبہ میں نے بہت کوشش کی ہے، کہ کوئی سواری

[1] یعنی ان کے سامنے قرض کی رقم تمہیں دوں۔

مل جائے، کہ جس کے ذریعہ میں اس کا قرض اس تک پہنچادوں، لیکن مجھے اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس لیے میں اس کو آپ ہی کے سپرد کرتا ہوں۔''

پس اس نے اس [رقم والی لکڑی] کو دریا میں بہادیا۔ [اب] وہ اس [یعنی دریا] میں تھی۔

پھر وہ شخص [یعنی مقروض] واپس آ گیا، لیکن وہ اس دوران بھی اس [یعنی قرض دینے والے] کے شہر کی طرف جانے والی سواری کی تلاش میں رہا۔

[دوسری طرف] قرض دینے والا شخص بھی اس انتظار میں تھا، کہ شاید کوئی سواری اس کی رقم لے کر آ جائے۔ اس نے وہ لکڑی دیکھی، جس میں رقم تھی۔ وہ اس کو گھر میں بطورِ ایندھن استعمال کرنے کی خاطر لے آیا۔

جب اس نے اس کو چیرا، تو اس میں سے رقم اور چھٹی ملی۔

پھر مقروض اس کے پاس ایک ہزار دینار لے کر آیا۔ کہنے لگا: ''واللہ! میں تو برابر اسی کوشش میں رہا، کہ کوئی سواری ملے، تاکہ میں تمہارے پاس تمہارا مال لے کر آؤں، لیکن مجھے اس [سواری] سے پہلے کوئی سواری نہ ملی، جس پر میں آج آیا ہوں۔''

اس [قرض دینے والے] نے کہا: ''کیا تم نے مجھے کچھ بھیجا تھا؟''

اس نے جواب دیا: ''میں تمہیں خبر دے رہا ہوں، کہ میں جس سواری پر، تمہاری طرف آیا ہوں، اس سے پہلے مجھے تمہاری طرف آنے والی کوئی سواری نہیں ملی۔''

اس نے کہا: ''بلاشبہ جو چیز تم نے لکڑی میں رکھ کر بھیجی تھی، اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے ادا کروادیا ہے۔ [اب] ہدایت کے ساتھ ایک ہزار دینار لے کر واپس لوٹ جاؤ۔'' [1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الكفالة، باب الكفالة في القرض والديون بالأبدان وغيرها، رقم الحديث ۲۲۹۱، ۴/ ۴۶۹.

۲: اللہ تعالیٰ کی مدد کا پانا:

۳: اللہ تعالیٰ کی طرف سے محافظ کا ملنا:

۴: رزق کا میسر آنا:

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ وہ قرض لیا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا: "مَالَكِ وَلِلدَّيْنِ؟"

''آپ کو قرض کی کیا ضرورت ہے؟''

تو انہوں نے جواب دیا:

"إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: "مَا مِنْ عَبْدٍ كَانَتْ لَهُ نِيَّةٌ فِيْ أَدَاءِ دَيْنِهِ إِلَّا كَانَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجل عون."

فَأَنَا أَلْتَمِسُ ذٰلِكَ الْعَوْنَ . " [1]

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ ایسا نہیں، کہ اس کی قرض ادا کرنے کی نیت ہو، مگر اللہ عزوجل کی طرف سے اس کی مدد ہوتی ہے۔''

میں تو اسی مدد کی جستجو میں [قرض لیتی] ہوں۔''

ایک اور روایت میں ہے:

"كَانَ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ عَوْنٌ وَحَافِظٌ ." [2]

---

[1] المسند، رقم الحديث ۲٤٦٧۹، ٤١/ ۲١۳۔ ۲١٤. شیخ البانی نے اس کو [صحیح لغیرہ] اور شیخ ارناؤوط اوران کے رفقاء نے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ۲/ ۳٤۹؛ وهامش المسند ٤١/ ۲١٤).

[2] المسند، جزء من رقم الحديث ۲٦١۲۷، ٤۳/ ۲۷٦. شیخ ارناؤوط اوران کے رفقاء نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٤۳/ ۲۲٦).

''اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور حفاظت کرنے والا ہوتا ہے۔''

اور طبرانی کی روایت میں ہے:

"كَانَ لَهُ مِنَ اللّٰهِ عَوْنٌ، وَسَبَّبَ لَهُ رِزْقًا." [1]

''اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی ہے اور وہ اس کے لیے رزق کا سبب بنا دیتے ہیں۔''

ب: بہترین لوگوں کا ادائیگی میں بہترین ہونا:

امام مسلم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً." [2]

''یقیناً بہترین لوگ ادائیگی میں سب سے اچھے ہوتے ہیں۔''

اور جو شخص بروقت ادائیگی ہی نہ کرے، وہ ادائیگی میں سب سے اچھا ہو کر، بہترین لوگوں میں کس طرح شامل ہو سکتا ہے؟

ج: ادائیگی میں آسانی کرنے والوں سے محبت الٰہی:

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

---

[1] منقول از الترغيب والترهيب، كتاب البيوع، الترهيب من الدين، ......، ۲/ ۵۶۸؛ ومجمع الزوائد، كتاب البيوع، باب فيمن نوى قضى دينه واهتمّ به، ۴/ ۱۳۲. شیخ البانی نے اس کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ۲/ ۳۴۹.)

[2] صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب من استسلف شيئًا فقضى خيراً منه، وخيركم أحسنكم قضاء، رقم الحديث ۱۶۰۰، ۳/ ۱۲۲۴؛ نیز ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، باب حسن القضاء، رقم الحديث ۲۳۹۳، ۵/ ۵۸ـ ۵۹.

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ، سَمْحَ الشِّرَاءِ، سَمْحَ الْقَضَاءِ." [1]

"یقیناً اللہ تعالیٰ بیچنے، خریدنے اور ادائیگی میں آسانی کرنے والے سے محبت کرتے ہیں۔"

اللہ اکبر! خرید وفروخت اور ادائیگی میں آسانی کرنے والے کی شان وعظمت کس قدر بلند وبالا ہے، کہ کائنات کے خالق، مالک اور رازق اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں ایسے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمائیے۔ آمین!

اور بلاشک وشبہ بروقت قرض ادا نہ کرنے والا ادائیگی میں آسانی کی بجائے پیچیدگی اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔ اللہ کریم ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ فرمائیں۔ إنه سميع مجيب .

ایک اشکال اور اس کا حل:

افراطِ زر کی صورت میں قرض کی واپسی کے لیے معیار

قرض کی ادائیگی کے حوالے سے اُبھرنے والے مسائل میں سے ایک افراطِ زر (Inflation) کا ہے۔ بطورِ قرض دی ہوئی رقم کی قوتِ خرید عام طور پر کم ہوتی رہتی ہے۔ ایک لاکھ روپے سے جس قدر اشیاء آج خریدی جا سکتی ہیں، ان کی مقدار گزشتہ سال ایک لاکھ روپے کے عوض خریدی جانے والی چیزوں کے مقابلہ میں کافی کم ہے۔ اس طرح گزشتہ سال ایک لاکھ روپے قرض دینے والا شخص آج ایک لاکھ

[1] جامع الترمذي، أبواب البيوع، باب، رقم الحديث ١٣٣٤، ٤/ ٤٥٧؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ٢/ ٥٦. امام حاکم نے اس کو [صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ شیخ البانی نے بھی اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٢/ ٥٦؛ والتلخيص ٢/ ٥٦؛ و صحيح سنن الترمذی ٢/ ٣٤).

روپے واپس لینے کی صورت میں مادی طور پر خسارہ میں رہتا ہے۔

بعض لوگ اس خسارہ کی تلافی کی خاطر، قرض خواہ کو، دی ہوئی رقم سے زیادہ رقم لینے کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور اس اضافی رقم کا تعین قرض کی واپسی کی مدت کے تناسب سے پہلے ہی سے کرلیا جاتا ہے۔

تبصرہ:

توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں گفتگو درج ذیل دو نکتوں کے ضمن میں کی جارہی ہے:

۱: قرض کی روح ایثار ہے۔ قرض خواہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے مال کے حقِ استعمال سے رضا کارانہ طور پر دست بردار ہو جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ضمنی طور پر اپنے آپ کو اس بات کے لیے بھی تیار کر لیتا ہے، کہ افراطِ زر کی بنا پر بطورِ قرض دی ہوئی رقم کی قوت خرید کی کمی کو بھی وہ برداشت کرے گا۔ اس سارے طرزِ عمل میں اس کا مطمح نظر رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔

۲: اگر قرض خواہ مذکورہ بالا بات سے بھی مطمئن نہ ہو اور افراطِ زر کی بنا پر بطورِ قرض دی ہوئی رقم کی قوتِ خرید میں کمی کی تلافی کے لیے اصل رقم سے زیادہ کے تقاضا پر اصرار کرے، تو اس سے کہا جائے گا، کہ عام حالات میں قرض دینا مستحب ہوتا ہے، لیکن قرض کی بنا پر اصل رقم سے زیادہ لینا انتہائی سنگین گناہ، اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ سے اعلانِ جنگ کرنا اور حرام ہے [1]، لہٰذا آپ اس مستحب کام کو چھوڑیئے، جو کہ آپ کے لیے حرام کے ارتکاب کا سبب بنے۔ واللہ ولي التوفیق.

---

[1] سود کی حرمت اور سنگینی کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب التدابیر الواقیة من الربا، ص ٤٧-٥٩.

(۳)

ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری

نبی کریم ﷺ نے امت کی توجہ اس طرف بھی مبذول فرمائی، کہ قرض کی بروقت ادائیگی کی خاطر تیاری پہلے ہی سے کی جانی چاہیے۔ امام بخاری نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، جب آپ ﷺ نے۔جبل اُحد۔ دیکھا، تو فرمایا:

" مَا أُحِبُّ أَنَّهُ تَحَوَّلَ لِيْ ذَهَبًا يَمْكُثُ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا دِيْنَارًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ. " ❶

''میں یہ پسند نہ کروں گا، کہ وہ میرے لیے سونے کا ہو جائے اور اس میں سے میرے پاس تین دن سے زیادہ ایک دینار بھی باقی رہے، سوائے اس دینار کے، جو میں قرض [کی ادائیگی] کے لیے تیار رکھوں۔''

علامہ عینی نے حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

" وَمِمَّا يُسْتَفَادُ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاِهْتِمَامُ بِأَمْرِ الدَّيْنِ وَتَهِيْئَتِهِ لِأَدَائِهِ . " ❷

''اس [حدیث] میں قرض اور اس کی ادائیگی کے لیے تیاری کے اہتمام کا پتہ چلتا ہے۔''

(۴)

قرض کی ادائیگی کروانے والی دعاؤں کی تعلیم

قرض کی واپسی کے لیے اسلامی شریعت کا شدید اہتمام اس بات سے بھی واضح

---

❶ صحیح البخاري، کتاب الاستقراض، باب أداء الدیون، جزء من رقم الحدیث ۲۳۸۸، ۵/ ۵۴_۵۵، نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق، رقم الحدیث ۲۳۸۹ عن أبي هریرة رضی اللہ عنہ، ۵/ ۵۵.

❷ عمدة القاري ۱۲/ ۲۲۹؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ۵/ ۵۵.

ہوتا ہے، کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اُمت کو اس سلسلے میں متعدد دعائیں سکھلائیں۔ ان میں سے تین دعائیں ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

ا: امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک مکاتب [1] ان کے پاس آیا اور عرض کیا:

"إِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي ."

"میں حصولِ آزادی کے لیے طے شدہ رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں، سو آپ میرے ساتھ تعاون کیجیے۔"

انہوں نے فرمایا:

"أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ ."

"کیا میں تمھیں وہ کلمات نہ سکھا دوں، جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھلائے تھے؟ اگر تمہارے ذمے جبل صِیْر [2] کے برابر بھی قرض ہو، تو اللہ تعالیٰ [ان کلمات کی وجہ سے] تمہاری طرف سے ادا فرما دیں گے۔"

پھر فرمایا: "تم کہو:

"أَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ." [3]

"اے اللہ! اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام کردہ چیزوں سے میری کفایت کر دیجیے [4] اور اپنے سوا مجھے ہر شخص سے بے نیاز کر دیجیے۔"

---

[1] (مکاتب): کچھ مال یا خدمت کے بدلے میں اپنے مالک کے ساتھ حصولِ آزادی کا معاہدہ کرنے والا غلام۔

[2] (جبل صیر): ایک پہاڑ کا نام۔ (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، ماده "صير"، ۳/ ٦٦)۔

[3] جامع الترمذي، أحاديث شئ من أبواب الدعوات، باب، رقم الحديث ۳۷۹۸، ۱۰/ ٦-۷۔ شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ۳/ ۱۸۰)۔

[4] یعنی حرام کردہ چیزوں سے مستغنی اور بے نیاز فرما دیجیے۔ (ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ۱۰/ ۷)۔

ب: امام طبرانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"أَلَا أُعَلِّمُكَ دُعَاءً تَدْعُوْ بِهِ، لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ أُحُدٍ دَيْنًا لَأَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟"

"کیا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ سکھلاؤں، کہ اگر تم پر اُحد پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو، اور تم اس دعا کے ساتھ فریاد کرو، تو اللہ تعالیٰ اس کو تم سے ادا کروا دیں؟"

"قُلْ يَا مُعَاذُ!

"أَللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ! تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ، وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ، وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ، وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا! تُعْطِيْهِمَا مَنْ تَشَاءُ، وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَاءُ، اِرْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِيْنِي بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ." [1]

"اے اللہ! بادشاہی کے مالک! آپ جس کو چاہیں بادشاہت عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہیں چھین لیتے ہیں۔ آپ جس کو چاہیں عزت سے نوازتے ہیں اور جس کو چاہیں ذلیل کرتے ہیں۔ تمام خیر آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ آپ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ [اے] دنیا و آخرت کے نہایت مہربان انتہائی رحم فرمانے والے! آپ جس کو چاہیں وہ دونوں عطا فرماتے ہیں اور جس سے چاہیں ان دونوں میں سے روک لیتے ہیں۔ مجھ پر ایسی رحمت فرمایئے، کہ

[1] منقول از الترغيب والترهيب، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمكروب والمأسور، رقم الحديث ۳، ۲ / ۶۱۴. حافظ منذری لکھتے ہیں: "اس کو طبرانی نے [المعجم] الصغیر میں [عمدہ اسناد] کے ساتھ روایت کیا ہے۔" (المرجع السابق ۲ / ۶۱۴). حافظ ہیثمی نے اس کے روایت کرنے والے راویوں کو [ثقہ] قرار دیا ہے، اور شیخ البانی نے اس حدیث کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۰ / ۱۸۹؛ وصحيح الترغيب والترهيب ۲ / ۳۶۰).

اس کے ساتھ آپ مجھے اپنے سوا ہر کسی کی رحمت سے بے نیاز فرما دیں۔"

ج: امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: "فاطمہ رضی اللہ عنہا خادم طلب کرنے کی خاطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا:

" اَلَّذِي جِئْتِ تَطْلُبِيْنَ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَمْ خَيْرٌ مِنْهُ؟ "

"جو چیز تم طلب کرنے آئی ہو، وہ تمہیں زیادہ پسند ہے، یا اس سے بہتر چیز؟"

انہوں [حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: "میرا گمان ہے:" انہوں [حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا] نے [حضرت] علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔" [1]

قَالَ: " قُوْلِي:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى! أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا عَنِ الْفَقْرِ. " [2]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم کہو:

---

[1] سنن ابن ماجہ میں ہے: "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کہیے: "نہیں، بلکہ وہ [زیادہ پسند ہے] جو اس سے بہتر ہے۔" (سنن ابن ماجه، أبواب الدعاء، باب دعاء رسول اللہ ﷺ، جزء من رقم الحديث ۳۸۷۱، ۲/ ۳۴۲).

[2] جامع الترمذي، أبواب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب، رقم الحديث ۳۷۱۲، ۹/ ۳۱۸؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ۳/ ۱۵۷. الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳/ ۱۵۷، والتلخيص ۳/ ۱۵۷؛ وصحيح سنن الترمذي ۳/ ۱۴۶).

"اے اللہ! آسمانوں کے رب! اور رعرشِ عظیم کے رب! اور [اے] ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! [اے] تورات، انجیل اور قرآن نازل فرمانے والے! [اے] دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! میں ہر [اس] چیز کی شر سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں، کہ آپ اس کی پیشانی کو پکڑنے والے ہیں۔ آپ اوّل ہیں، کہ آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں، آپ آخر ہیں، کہ آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، آپ ظاہر ہیں، کہ کوئی چیز آپ سے اوپر نہیں، اور آپ باطن ہیں، کہ کوئی چیز آپ سے زیادہ پوشیدہ نہیں۔ ہماری طرف سے قرض ادا فرما دیجیے اور ہمیں فقر سے غنی فرما دیجیے۔"

(۵)

قرض کی عدم ادائیگی سے اخلاقی طور پر روکنا

اسلامی شریعت میں وسعت کے باوجود قرض کے بروقت ادا نہ کرنے کو سنگین برائی قرار دیا گیا ہے اور شدت کے ساتھ اس سے روکا گیا ہے۔ توفیق الٰہی سے اس سلسلے میں گفتگو تین عنوانوں کے ضمن میں کی جارہی ہے:

ا: عدم ادائیگی اور اس میں تاخیر دونوں کا ظلم ہونا:

قرآن و سنت میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے، کہ استطاعت کے باوجود قرض ادا نہ کرنا، یا اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا ظلم ہے۔

قرآنِ کریم میں ہے:

﴿وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ [1]

---

[1] سورۃ البقرۃ / جزء من الآیۃ ۲۷۹.

''اگر تم توبہ کرلو، تو تمہاری اصل رقم تمہاری ہوگی، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔''

امام الکیا الہراس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

" وَيَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْغَرِيْمَ مَتَى امْتَنَعَ مِنْ أَدَاءِ الدَّيْنِ مَعَ الْإِمْكَانِ، كَانَ ظَالِمًا، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿ فَلَكُمْ رُؤُوْسُ أَمْوَالِكُمْ ﴾ فَجَعَلَ لَهُ الْمُطَالَبَةَ بِرَأْسِ مَالِهِ، وَإِذَا كَانَ لَهُ حَقُّ الْمُطَالَبَةِ فَعَلَى مَنْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ لَا مُحَالَةَ وُجُوْبُ قَضَائِهِ.

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴾ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ مَنْ عَلَيْهِ رَأْسُ الْمَالِ، بِالْامْتِنَاعِ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ، إِلَيْهِ ظَالِم، كَمَا أَنَّهُ بِطَلَبِ الزِّيَادَةِ ظَالِمٌ. " [1]

''[یہ آیت] اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ مقروض، استطاعت کے باوجود، ادا نہ کرنے کی صورت میں ظالم قرار پاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [جس کے معانی کا ترجمہ یہ ہے: سو تمہارے اصل مال تمہارے ہوں گے] اس میں قرض خواہ کو اصل رقم کی واپسی کے مطالبہ کا حق دیا گیا ہے اور جب اس کو تقاضا کرنے کا حق ہے، تو لامحالہ مقروض پر اس رقم کی واپسی لازم ہوگی۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ: [نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے] اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ مقروض اصل رقم ادا نہ کرنے سے ظالم قرار پاتا ہے، جیسا کہ قرض خواہ اصل رقم سے زیادہ کا تقاضا کرنے پر ظالم ٹھہرتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے بھی استطاعت کے باوجود قرض کی ادائیگی میں تاخیر کو ظلم

[1] أحکام القرآن لالکیا الهراس ۱/ ۳٦۳؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۳/ ۳۷۱.

قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ." [1]

"مال دار کی طرف سے [ادائیگی قرض میں] ٹال مٹول ظلم ہے۔"

حافظ ابن حجر نے حدیث شریف کی شرح میں لکھا ہے:

"وَالْمَعْنَى أَنَّهُ يَحْرُمُ عَلَى الْغَنِيِّ الْقَادِرِ أَنْ يُمْطِلَ بِالدَّيْنِ بَعْدَ اسْتِحْقَاقِهِ، بِخِلَافِ الْعَاجِزِ." [2]

"اور معنی یہ ہے، کہ عاجز کے برعکس، دولت مند کے لیے قرض کی ادائیگی کے واجب ہونے کے بعد، ٹال مٹول کرنا حرام ہے۔"

ب: قرض کی واپسی میں بدنیتی پر اللہ تعالیٰ کا برباد کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہڑپ کرنے کے ارادے سے لوگوں کا مال لینے والے کے بارے میں یہ وعید سنائی ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیتے ہیں۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَمَنْ أَخَذَ يُرِيدُ إِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ." [3]

"اور جو شخص اس [یعنی لوگوں کے مالوں] کو برباد کرنے کی غرض سے لے، تو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔"

حافظ ابن حجر نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:

ظَاهِرُهُ أَنَّ الْإِتْلَافَ يَقَعُ لَهُ فِي الدُّنْيَا، وَذٰلِكَ فِي مَعَاشِهِ

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، باب مطل الغني ظلم، رقم الحديث ٢٤٠٠، ٥/ ٦١.

[2] فتح الباری ٤/ ٤٦٥.

[3] صحيح البخاری، كتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد أداء ها أو إتلافها، جزء من رقم الحديث ٢٣٨٧، ٥/ ٥٣-٥٤.

أَوْ فِيْ نَفْسِهِ، وَهُوَ عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ لِمَا نَرَاهُ بِالْمُشَاهَدَةِ.
وَقِيْلَ اَلْمُرَادُ بِالْإِتْلَافِ عَذَابُ الْآخِرَةِ. [1]

''اس کا ظاہری معنی یہ ہے، کہ اس کے لیے یہ بربادی دنیا ہی میں اس کی معیشت یا جان میں ہوتی ہے اور یہ بات، جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں، آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔
یہ بھی کہا گیا ہے، کہ بربادی سے مرادعذابِ آخرت ہے۔''

ج: عدم ادائیگی کے آخرت میں سنگین اثرات:

نبی کریم ﷺ نے قرض کے واپس نہ کرنے کے آخرت میں سنگین نتائج بیان کرکے اُمت کو قرض کی ادائیگی کی پرزور ترغیب دی ہے۔ توفیق الٰہی سے ذیل میں اس بارے میں درج ذیل چار عنوانوں کے ضمن میں کچھ احادیث پیش کی جارہی ہیں:

ا۔ روزِ قیامت بطورِ چور پیشی:

امام طبرانی نے میمون کردی کے حوالے سے ان کے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

'' وَأَيُّمَا رَجُلٍ اسْتَدَانَ دَيْنًا، لَا يُرِيْدُ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلٰى صَاحِبِهِ حَقَّهُ، خَدَعَهُ حَتّٰى أَخَذَ مَالَهُ، فَمَاتَ، وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهِ دَيْنَهُ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ سَارِقٌ. '' [2]

---

[1] فتح الباري ٥/ ٥٤ باختصار.

[2] منقول از الترغيب والترهيب، كتاب البيوع، الترهيب من الدين، ......، جزء من رقم الحديث ١٧، ٢/ ٤٠٢. (نیز ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٤/ ١٣٢). حافظ منذری اور حافظ ہیثمی نے اس کے متعلق لکھا ہے، کہ اس کو طبرانی نے [المعجم] الصغیر اور الأوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے [روایت کرنے والے ثقہ] ہیں۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ٢/ ٤٠٢؛ ومجمع الزوائد ٤/ ١٣٢).
شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ٢/ ٣٥٢).

''جس شخص نے اس ارادے سے قرض طلب کیا، کہ حق دار کو اس کا حق واپس نہیں کرنا، (پھر) اس نے دغا سے اس کا مال لے لیا اور قرض ادا کیے بغیر فوت ہوگیا، تو وہ اللہ تعالیٰ سے چور کی حیثیت میں ملے گا۔''

۲۔ اپنی نیکیوں سے محرومی:

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دِيْنَارٌ أَوْ دِرْهَمٌ قُضِيَ مِنْ حَسَنَاتِهِ. لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ. " ❶

''جو شخص فوت ہوا اور اس کے ذمہ دینار یا درہم ہوا، تو اس کی نیکیوں سے بدلہ دیا جائے گا۔ وہاں [یعنی روزِ قیامت] کوئی دینار ہوگا نہ درہم۔''

۳: شہادت کے باوجود قرض کا معاف نہ ہونا:

امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روبرو کھڑے ہوکر بیان فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا سب اعمال میں سے اعلیٰ [اعمال] ہیں۔ [یہ سن کر] ایک شخص اُٹھا اور عرض کیا:

" يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تُكَفَّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ؟ "

---

❶ سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، التشديد في الدين، رقم الحديث ۲۴۳۹، ۲/ ۵۷. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ۲/ ۵۳ وصحيح الترغيب والترهيب ۲/ ۳۵۰).

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ [اس بارے میں] کیا فرماتے ہیں، کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، تو کیا مجھ سے میری خطائیں دور کی جائیں گی؟''

رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب دیا:

"نَعَمْ، إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ."

''ہاں، اگر تم اس حالت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے، کہ تم صبر کرنے والے، ثواب طلب کرنے والے، پیش قدمی کرنے والے اور پشت پھیر کر بھاگنے والے نہ تھے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كَيْفَ قُلْتَ؟"

''تم نے کیسے کہا؟''

انہوں نے عرض کیا: ''آپ [اس بارے میں] کیا فرماتے ہیں، کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، تو کیا میری خطائیں مجھ سے دور کی جائیں گی؟''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نَعَمْ، وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ علیہ السلام قَالَ لِي ذٰلِكَ." [1]

''ہاں، اور تم صبر کرنے والے، اجر طلب کرنے والے، پیش قدمی کرنے والے ہوئے تو، مگر قرض، کیونکہ جبریل علیہ السلام نے ابھی مجھ سے یہ کہا ہے۔''

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب من قتل في سبيل الله كفِّرتْ خطاياه إلا الدين، رقم الحديث ۱۱۷-(۱۸۸۵)، ۱۵۰۱/۳.

امام نووی نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كُفِّرَتْ خَطَايَاهُ إِلَّا الدَّيْنُ.] ❶

[اس بارے میں باب کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہونے والے کے سوائے قرض کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔]

علاوہ ازیں امام نووی نے لکھا ہے: آنحضرت ﷺ کے ارشادِ گرامی [مگر قرض] میں یہ تنبیہ ہے، کہ جہاد، شہادت اور اسی طرح کے دیگر نیک اعمال کی بنا پر حقوق اللہ کے متعلقہ گناہ معاف ہوتے ہیں، [لیکن] حقوق العباد سے متعلقہ گناہ معاف نہیں ہوتے۔ ❷

۴۔ دخولِ جنت میں رکاوٹ:

اس بات پر دلالت کرنے والی احادیث میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: حضرات ائمہ ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ." ❸

"جو شخص تکبر، غنیمت میں خیانت اور قرض سے مبرا فوت ہوا، جنت میں

---

❶ صحيح مسلم ۳/ ۱۵۰۱.

❷ ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۳/ ۲۹.

❸ جامع الترمذي، أبواب السير، باب ماجاء في الغلول، رقم الحديث ۱۶۲۰، ۵/ ۱۶۱۔ ۱۶۲؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، التشديد في الدين، رقم الحديث ۲۴۳۷، ۲/ ۵۷؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الإيمان، باب فرض الإيمان، رقم الحديث ۱۹۸، ۱/ ۴۲۷. الفاظ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ۲/ ۱۱۱).

داخل ہوگیا۔''

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

"ذِكْرُ إِيْجَابِ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ لِمَنْ مَاتَ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَتَعَرّٰى عَنِ الدَّيْنِ وَالْغُلُوْلِ . " ❶

''اس شخص کے جنت میں داخلہ کے واجب ہونے کا ذکر، جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو اور [وہ] قرض اور غنیمت میں خیانت سے پاک ہو۔''

شیخ مبارکپوری حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"يُفْهَمُ مِنْهُ أَنَّ مَنْ مَاتَ ، وَهُوَ لَيْسَ بَرِيْئًا مِنْ هٰذِهِ الثَّلَاثِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ . " ❷

''اس [حدیث] سے یہ بات [بھی] سمجھی جاتی ہے، کہ بلاشبہ جو شخص فوت ہوا اور وہ ان تین [باتوں] سے مبرا نہ ہوا، تو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

ب: حضرات ائمہ ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بغوی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس حدیث کو روایت کیا ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ. " ❸

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ١/ ٤٢٧.

❷ تحفة الأحوذي ٥/ ١٦٢.

❸ جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ماجاء أن نفس المؤمن معلّقة بدينه حتى يُقضَى عنه، رقم الحديث ١٠٨٥، ٤/ ١٦٣؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، التشديد فى الدين، رقم الحديث ٢٤٣٨، ٢/ ٥٧؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ٢/ ٢٦۔ ٢٧ وشرح السنة، كتاب البيوع، باب التشديد في الدين، رقم الحديث ٢١٤٧، ٨/ ٢٠٢. اس حدیث کو امام ترمذی نے [حسن] قرار دیا ہے۔ امام حاکم، امام بغوی، حافظ ذہبی اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٤/ ١٦٥؛ والمستدرك ٢/ ٢٧؛ وشرح السنة ٨/ ٢٠٢؛ والتلخيص ٢/ ٢٧؛ و صحيح سنن الترمذي ١/ ٣١٣؛ وصحيح سنن ابن ماجه ٢/ ٥٣).

''قرض کی ادائیگی تک مؤمن کی جان معلّق رہتی ہے۔''

نفس مؤمن کے معلّق رہنے سے مراد یہ ہے، کہ ادائیگی قرض تک اس کا جنت میں داخلہ روک دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ جامِ شہادت بھی نوش کرلے، تب بھی قرض کا واپس نہ کرنا، اس کو جنت میں روکنے کا سبب بن جاتا ہے۔ آئندہ ذکر کی جانے والی حدیث اس بات پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔

ج: حضرات ائمہ نسائی، حاکم اور بغوی نے حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا کہ: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا، پھر اپنی ہتھیلی کو اپنی پیشانی پر رکھ دیا، پھر ارشاد فرمایا:

"سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا ذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ!"

''اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں! کس قدر سختی نازل ہوئی ہے!''

ہم چپ رہے اور خوف زدہ ہوگئے۔

دوسرے روز میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هٰذَا التَّشْدِيْدُ الَّذِيْ نَزَلَ؟"

''یارسول اللہ! نازل ہونے والی یہ سختی کیا تھی؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ أُحْيِيَ، ثُمَّ قُتِلَ، ثُمَّ أُحْيِيَ، ثُمَّ قُتِلَ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ دَيْنُهُ." [1]

---

[1] سنن النسائی، کتاب البیوع، التغلیظ فی الدین، ۷/ ۳۱۴-۳۱۵؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع، ۲/ ۵؛ و شرح السنة، کتاب البیوع، باب التشدید فی الدین، رقم الحدیث ۲۱۴۵، ۸/ ۲۰۱. امام حاکم نے اس کو [صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک ۲/ ۲۵؛ والتلخیص ۲/ ۲۵). شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائی ۳/ ۹۶۹).

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جائے، پھر اس کو زندہ کیا جائے، پھر اس کو قتل کیا جائے، پھر اس کو زندہ کیا جائے، پھر اس کو قتل کیا جائے اور اس کے ذمے قرض ہو، تو وہ قرض ادا ہونے تک جنت میں داخل نہ ہوگا۔''

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے اس حقیقت کو واضح فرمایا، کہ واجب الذمہ قرض تین دفعہ جامِ شہادت نوش کر لینے والے شخص کے لیے بھی جنت میں جانے میں رکاوٹ بن جائے گا۔

مبحث چہارم

قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات

تمہید:

شریعت اسلامیہ میں قرض کی ادائیگی کے لیے صرف حکم اور ترغیب و ترہیب پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ ایسے قانونی اقدامات بھی تجویز کیے گئے ہیں، جو کہ مقروض کو ادائیگی میں ٹال مٹول اور تاخیر سے روکنے اور قرض کی واپسی کو یقینی بنانے میں موثر کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ اقدامات مقروض کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور کچھ اس کے مالی معاملات پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔ توفیق الٰہی سے درج ذیل دو عنوانوں کے تحت اس بارے میں گفتگو کی جا رہی ہے:

۱: مقروض پر شخصی اثرات والے قانونی اقدامات

۲: مقروض پر مالی اثرات والے قانونی اقدامات

(۱)

مقروض پر شخصی اثرات والے قانونی اقدامات

اسلامی شریعت میں قرض کی ادائیگی میں تاخیر اور قرض کے ادا نہ کرنے کی صورت میں شخصی اثرات والے ایسے متعدد قانونی اقدامات ہیں، جو مقروض کو بروقت ادائیگی پر مجبور کرنے یا کم از کم اس کی طرف مائل کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں سے چار اقدامات کے متعلق قدرے تفصیلی گفتگو ذیل میں توفیق الٰہی سے پیش کی جا رہی ہے۔

۱: فاسق قرار دینا اور گواہی کا مسترد ہونا

ب: عزت کا مباح ہونا

ج: قید میں ڈالنا

د: سفر پر پابندی

ا: فاسق قرار دینا اور گواہی کا مسترد ہونا:

نبی کریم ﷺ کے ارشادِ گرامی [دولت مند کا [قرض کی واپسی میں] ٹال مٹول ظلم ہے] سے استنباط کرتے ہوئے جمہور علمائے امت نے تحریر کیا ہے، کہ ایسا شخص [فاسق] قرار پاتا ہے، اور اسلامی عدالتوں میں گواہی دینے کی اہلیت سے محروم کردیا جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے:

"وَفِي الْحَدِيْثِ الزَّجْرُ عَنِ الْمَطْلِ. وَاخْتُلِفَ هَلْ يُعَدُّ فِعْلُهُ عَمْدًا كَبِيْرَةً أَمْ لَا؟ فَالْجَمْهُوْرُ عَلٰى أَنَّ فَاعِلَهُ يَفْسُقُ، لٰكِنْ هَلْ يَثْبُتُ فِسْقُهُ بِمَطْلِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً أَمْ لَا؟ قَالَ النَّوَوِيُّ: "مَذْهَبُنَا اشْتِرَاطُ التِّكْرَارِ، وَرَدَّهُ السُّبْكِيُّ فِيْ "شَرْحِ الْمِنْهَاجِ" بِأَنَّ مُقْتَضٰى مَذْهَبِنَا عَدَمُهُ. وَاسْتَدَلَّ بِأَنَّ مَنْعَ الْحَقِّ بَعْدَ طَلَبِهِ وَابْتِغَاءَ الْعُذْرِ عَنْ أَدَائِهِ كَالْغَصْبِ، وَالْغَصْبُ كَبِيْرَةٌ، وَتَسْمِيَتُهُ ظُلْمًا يُشْعِرُ بِكَوْنِهِ كَبِيْرَةً، وَالْكَبِيْرَةُ لَا يُشْتَرَطُ فِيْهَا التِّكْرَارُ. نَعَمْ لَا يُحْكَمُ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَظْهَرَ عَدَمُ عُذْرِهِ." انتهى [1]

"حدیث میں لیت ولعل کرنے پر ڈانٹ ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے،

---

[1] فتح الباري ٤/ ٤٦٦؛ نیز ملاحظہ ہو: عمدة القاري ١٢/ ١١٠. امام نووی کی رائے کے لیے ملاحظہ ہو: شرح النووي ١٠/ ٢٢٧.

کہ کیا ایسا عمداً کرنا کبیرہ گناہ ہے یا نہیں؟ جمہور کے نزدیک ایسا کرنے والا [فاسق] قرار پاتا ہے۔ لیکن کیا اس پر فسق کا حکم ایک ہی مرتبہ ٹال مٹول سے چسپاں ہوتا ہے یا نہیں؟ نووی نے کہا ہے: ''ہمارا مذہب یہ ہے کہ [حکم فسق لگانے کے لیے] متعدد مرتبہ ایسا کرنا شرط ہے۔''

شرح منہاج میں سبکی نے ان پر رد کرتے ہوئے تحریر کیا ہے، کہ ہمارے مذہب کا تقاضا یہ ہے، کہ [حکم فسق لگانے کے لیے] تکرار شرط نہیں۔ اس کے لیے انہوں نے یہ دلیل دی ہے، کہ مطالبہ کے بعد حق کو ادا نہ کرنا اور اس کی واپسی میں بہانہ بنانا غصب کی مانند ہے اور غصب کبیرہ گناہ ہے۔ [علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ کے] اس کو ظلم کہنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ یہ کبیرہ [گناہ] ہے اور کسی گناہ کے کبیرہ ہونے کے لیے تکرار شرط نہیں۔''

ب: عزت کا مباح ہونا:

قرض کی واپسی میں لیت و لعل کرنے سے مقروض اپنی عزت کی حرمت کھو دیتا ہے۔ حضرات ائمہ احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت شرید بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَيُّ الْوَاجِدِ يَحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ.'' [1]

''مال دار کا ٹال مٹول اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔''

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٢٩٤٦، ٢٩/ ٤٦٥ ؛ وسنن أبي داود، كتاب القضاء، باب الحبس في الدين وغيره، رقم الحديث ٣٦٢٣، ١٠/ ٤١ ؛ وسنن النسائي، كتاب البيوع، مطل الغني، ٧/ ٣١٦ و ٣١٧ ؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، باب الحبس في الدين والملازمة، رقم الحديث ٢٤٥٢، ٢/ ٦٠ ؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الدعوى، باب عقوبة الماطل، رقم الحديث ٥٠٨٩، ١١/ ٤٨٦. شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٢/ ٦٩١) ؛ شیخ ارناؤوط نے امام ابن حبان کی روایت کردہ حدیث کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (هامش الإحسان ١١/ ٤٨٦).

امام بخاری نے ایک باب کا درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابٌ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالٌ ، وَيُذْكَرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: "لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ.] ❶

[حق دار کے تقاضا کرنے کے استحقاق کے متعلق باب اور نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی گئی ہے: "دولت مند کا لیت ولعل اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔"]

امام ابن حبان نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[ذِكْرُ اسْتِحْقَاقِ الْمَاطِلِ إِذَا كَانَ غَنِيًّا لِلْعُقُوْبَةِ فِي النَّفْسِ وَالْعِرْضِ لِمَطْلِهِ .] ❷

[ٹال مٹول کرنے والے کے، غنی ہونے کی صورت میں، ٹال مٹول کی وجہ سے نفس اور عزت میں سزا کا مستحق ہونے کا بیان]

علمائے حدیث ...... رحمہم اللہ تعالیٰ ...... نے [عزت کے حلال ہونے] کے معنی کو خوب واضح کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

۱: امام سفیان نے اس کی شرح میں لکھا ہے: "أَذَاهُ بِلِسَانِهِ . " ❸ ...... "قرض خواہ کو اپنی زبان سے اس کو اذیت دینے کا حق ہے۔"

۲: امام وکیع نے اس کی شرح میں تحریر کیا ہے: "شِكَايَتُهُ" ❹ ...... "کہ وہ لوگوں کے روبرو اس کی عدم ادائیگی کا تذکرہ بطورِ شکوہ کر سکتا ہے۔"

۳: امام عبداللہ بن المبارک نے اس کی شرح میں بیان کیا ہے: "يُغَلِّظُ لَهُ" ❺ "کہ وہ اس کے ساتھ سخت کلامی کر سکتا ہے۔"

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، ٥/ ٦٢.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ١١/ ٤٨٦.

❸ فتح الباري ٥/ ٦٢.

❹ المرجع السابق ٥/ ٦٢.

❺ سنن أبي داود ١٠/ ٤١.

۴: علامہ علی طنافسی بیان کرتے ہیں: "يَعْنِي عِرْضَهُ شِكَايَتُهُ" ❶ ...... "کہ وہ بطور شکوہ اس کی عدم ادائیگی کا لوگوں میں تذکرہ کرسکتا ہے۔"

۵: حافظ ابن حجر اس کی شرح میں رقم طراز ہیں: "يَجُوْزُ وَصْفُهُ كَوْنَهُ ظَالِمًا." ❷ ...... "اس کو (لوگوں کے روبرو) بطورِ ظالم ذکر کرنا جائز ہے۔"

۶: علامہ شرف الدین عظیم آبادی نے اس کی شرح میں قلم بند کیا ہے:

"وَالْمَعْنَى إِذَا مَطَلَ الْغَنِيُّ عَنْ قَضَاءِ دَيْنِهِ يَحِلُّ لِلدَّائِنِ أَنْ يَغْلِظَ الْقَوْلَ عَلَيْهِ، وَيُشَدِّدَ عَلَيْهِ فِي هَتْكِ عِرْضِهِ وَحُرْمَتِهِ، وَكَذَا لِلْقَاضِي التَّغْلِيظُ عَلَيْهِ، وَحَبْسُهُ تَأْدِيبًا لَهُ، لِأَنَّهُ ظَالِمٌ، وَالظُّلْمُ حَرَامٌ، وَإِنْ قَلَّ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ." ❸

"معنی یہ ہے، کہ جب دولت مند قرض کی واپسی میں لیت ولعل کرے، تو قرض خواہ کے لیے جائز ہے، کہ اس کے ساتھ سخت کلامی کرے اور اس کی بے عزتی اور بے حرمتی میں شدت کا رویہ اختیار کرے، اس طرح قاضی کو بھی تأدیب کی غرض سے اس کے ساتھ سخت کلامی کرنے اور اس کو قید کرنے کا حق ہے، کیونکہ وہ ظالم ہے اور ظلم حرام ہے، اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔ واللہ أعلم۔"

۷: شیخ شعیب ارناؤوط لکھتے ہیں:

"أَرَادَ بِعِرْضِهِ لَوْمَهُ وَذَمَّهُ، وَوَصْفَهُ بِسُوْءِ الْقَضَاءِ." ❹

"آنحضرت ﷺ کا [اس کی عزت کے حلال ہونے] سے مقصود یہ ہے،

---

❶ سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، باب الحبس في الدين والملازمة، ۲/ ٦٠.

❷ فتح الباري ٥/ ٦٢.

❸ عون المعبود ١٠/ ٤١.

❹ هامش الإحسان ١١/ ٤٨٧.

کہ قرض خواہ کو اس کی ملامت اور مذمت کرنے اور ادائیگی میں بُرے ہونے کے ذکر کا حق حاصل ہے۔''

علمائے حدیث کے مذکورہ بالا اقوال کی روشنی میں موجودہ دور میں شاید یہ بات بھی درست ہو، کہ تونگری کے باوجود قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنے والے کی تشہیر جدید ذرائع ابلاغ (Media) میں کی جائے۔ اور ممکن ہے، کہ یہ تدبیر اس کو لیت ولعل کی بجائے ادائیگی پر آمادہ کرنے میں بہت موثر اور مفید ثابت ہو۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

ج: قید میں ڈالنا:

ا: مذکورہ بالا حدیث میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے، کہ دولت مند شخص کا قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا اس کی سزا کو حلال کر دیتا ہے۔ علمائے حدیث نے [سزا کو حلال کرنے] کی خوب شرح بیان کی ہے۔ توفیق الٰہی سے ذیل میں ان میں سے چند ایک کے اقوال پیش کیے جا رہے ہیں۔

ا: امام بیہقی نے امام سفیان سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

''عُقُوْبَتُهُ أَنْ يُسْجَنَ. '' ❶

''اس کی سزا یہ ہے، کہ اس کو قید میں بند کر دیا جائے۔''

ب: امام وکیع نے بیان کیا ہے، کہ: ''عُقُوْبَتُهُ حَبْسُهُ. '' ❷

''اس کی سزا اس کو قید کرنا ہے۔''

ج: امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں: ''وَعُقُوْبَتُهُ يُحْبَسُ لَهُ. '' ❸

''اس کی سزا یہ ہے، کہ اس کو قرض خواہ کے لیے قید کر دیا جائے۔''

---

❶ نقلا عن فتح الباري ٥/ ٦٢؛ نیز ملاحظہ ہو: صحيح البخاري ٥/ ٦٢.

❷ نقلا عن فتح الباري ٥/ ٦٢.

❸ سنن أبي داود ١٠/ ٤١.

د: امام علی الطنافسی بیان کرتے ہیں: " وَعُقُوْبَتُهُ سِجْنُهُ . " ❶

" اور اس کی سزا اس کو قید میں ڈالنا ہے۔"

ہ: حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں:

" وَاسْتُدِلَّ بِهٖ عَلٰى مَشْرُوْعِيَّةِ حَبْسِ الْمَدِيْنِ إِذَا كَانَ قَادِرًا عَلَى الْوَفَاءِ تَأْدِيْبًا لَهُ وَتَشْدِيْدًا عَلَيْهِ . " ❷

" اس [حدیث] سے ادائیگی کی قدرت رکھنے والے مقروض کو تادیب اور اس پر سختی کرنے کی غرض سے قید کرنے کی مشروعیت پر استدلال کیا گیا ہے۔"

و: شیخ شعیب ارناؤوط شرح حدیث میں لکھتے ہیں: " أَرَادَ بِعقوبَتِهِ حَبْسُهُ . " ❸

" آنحضرت ﷺ کا اس کی سزا سے مقصود اس کو قید میں ڈالنا ہے۔"

۲: قاضی شریح قرض کے واپس نہ کرنے پر مقروض کو قید میں بند کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے:

" عَنْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ كَانَ يَحْبِسُ فِي الدَّيْنِ . " ❹

" شریح قرض [کی عدم ادائیگی] کی بنا پر قید کرنے کا حکم دیتے تھے۔"

۳: امام شعبی بھی عدم ادائیگی کی صورت میں قید کرنے کو ضروری قرار دیتے تھے۔

---

❶ هامش الإحسان ١١/ ٤٨٧.

❷ فتح الباري ٥/ ٦٢.

❸ هامش الإحسان ١١/ ٤٨٧.

❹ المصنف، كتاب البيوع والأقضية، في الحبس في الدين، رقم الرواية ٩٦٥، ٦/ ٢٤٨؛ نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق، رقم الرواية ٩٦٤، ٦/ ٢٤٨؛ ومصنف عبدالرزاق، كتاب البيوع، باب الحبس في الدين، رقم الرواية ١٥٣٠٩ و ١٥٣١٠، ٨/ ٣٠٥-٣٠٦.

امام عبدالرزاق اور امام ابن ابی شیبہ نے امام شعبی سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"إِذَا لَمْ أَحْبِسْ فِي الدَّيْنِ فَأَنَا أَتْوَيْتُ حَقَّهُ." ❶

''جب میں قرض [کی عدم ادائیگی کی صورت] میں قید نہ کروں، تو خود میں نے اس کے حق کو ضائع کیا ہے۔''

امام شعبی کی نگاہ میں عدم ادائیگی کی صورت میں قید کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"اَلْحَبْسُ فِي الدَّيْنِ حَيَاةٌ." ❷

''قرض [کی عدم ادائیگی] کی بنا پر قید کرنا زندگی ہے۔''

۴: قاضی ابن ابی لیلی اور دیگر بہت سے قضاۃ قرض کی عدم ادائیگی کی حالت میں مقروض کو قید میں ڈالنے کا حکم دیتے تھے۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت وکیع کا بیان نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"مَا أَدْرَكْنَا أَحَدًا مِنْ قُضَاتِنَا ابْنَ أَبِيْ لَيْلَى وَغَيْرَهُ إِلَّا وَهُوَ يَحْبِسُ فِي الدَّيْنِ." ❸

''ہم نے اپنے قضاۃ ابن ابی لیلی اور دیگر میں سے کوئی بھی ایسا نہیں دیکھا، جو قرض [کی عدم ادائیگی] کی وجہ سے قید نہ کرتا ہو۔''

تنگ دست مقروض کو قید میں ڈالنے کے متعلق دو آراء:

علمائے اُمت کی تنگ دست اور مفلس مقروض کو عدم ادائیگی کی بنا پر قید میں ڈالنے

---

❶ مصنف عبدالرزاق، کتاب البیوع، باب الحبس في الدین، رقم الروایة ۱۵۳۱۱، ۸/ ۳۰۶؛ ومصنف ابن ابی شیبه، کتاب الأقضیة والبیوع، في الحبس في الدین، رقم الروایة ۹۶۶، ۶/ ۲۴۹؛ الفاظ روایت مصنف عبدالرزاق کے ہیں۔

❷ مصنف عبدالرزاق، کتاب البیوع، باب الحبس في الدین، رقم الروایة ۱۵۳۱۲، ۸/ ۳۰۶.

❸ مصنف ابن ابی شیبه، کتاب البیوع والأقضیة، في الحبس في الدین، رقم الروایة ۹۶۹، ۶/ ۲۵۰.

کے متعلق دو آراء ہیں۔ ایک رائے عدم ادائیگی کی حالت میں اس کو بھی قید میں ڈالنے کی ہے۔ دوسری رائے کے مطابق یہ سزا صرف دولت مند مقروض کے لیے ہے۔ اسی سلسلے میں امام خطابی تحریر کرتے ہیں۔

" فِي الْحَدِيْثِ دَلِيْلٌ عَلىٰ أَنَّ الْمُعْسِرَ لَا حَبْسَ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ أَبَاحَ حَبْسَهُ إِذَا كَانَ وَاجِدًا، وَالْمُعْدِمُ غَيْرُ وَاجِدٍ، فَلَا حَبْسَ عَلَيْهِ.

وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْ هٰذَا. فَكَانَ شُرَيْحٌ يَرَى حَبْسَ الْمَلِيْءِ وَالْمُعْدِمِ، وَإِلىٰ هٰذَا ذَهَبَ أَصْحَابُ الرَّأْيِ.

وَقَالَ مَالِكٌ: "لَا حَبْسَ عَلَى الْمُعْسِرِ، إِنَّمَا حَظُّهُ الْإِنْظَارُ"

وَمَذْهَبُ اَلشَّافِعِيِّ أَنَّ مَنْ كَانَ ظَاهِرُ حَالِهِ الْعُسْرَ فَلَا يُحْبَسُ، وَمَنْ كَانَ ظَاهِرُ حَالِهِ الْيَسَارَ حُبِسَ إِذَا مَتَنَعَ مِنْ أَدَاءِ الْحَقِّ. " [1]

"اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے، کہ تنگ دست پر قید نہیں، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کی تونگری کی صورت میں قید کو جائز قرار دیا ہے۔ اور مفلس کے ہاں تو تونگری نہیں، اسی لیے اس پر قید نہیں۔

اس بارے میں لوگوں میں اختلاف ہے۔ شریح دولت مند اور مفلس دونوں کو قید کرنے کے حامی تھے اور یہی نقطہ نظر اصحاب الرائے کا ہے۔ مالک اس بارے میں فرماتے ہیں: "تنگ دست پر قید نہیں۔ اس کا حق تو یہ ہے، کہ اس کو مہلت دی جائے۔" شافعی کا مذہب یہ ہے، کہ جو ظاہری طور پر تنگ دست ہو، اس کو قید نہ کیا جائے، اور جو تونگر نظر آئے، اس کو قرض واپس نہ کرنے کی صورت میں قید میں ڈال دیا جائے۔"

میرے محدود فہم کے مطابق حدیث شریف سے امام خطابی کا استدلال، کہ تنگ دست

---

[1] معالم السنن ٤ / ١٧٩.

کو قید نہ کیا جائے، درست معلوم ہوتا ہے۔ یہی رائے امیر المؤمنین حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی تھی۔ حضرت حسن بصری نے بھی اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔

امام بیہقی نے حضرت ابوجعفر سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ قَالَ: "إِنَّمَا الْحَبْسُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ الْإِمَامُ. فَمَا حَبَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ جَوْرٌ." [1]

"بلاشبہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "قید تو حقیقی صورتِ حال سے امام کی آگاہی تک ہے۔ اس کے بعد قید میں ڈالنا ظلم ہے۔"

مراد یہ ہے، کہ ادائیگی نہ کرنے والے مقروض کو اس کی حقیقی صورت حال سمجھنے کی غرض سے قید کیا جائے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے، کہ وہ تنگدست ہے، تو پھر اس کو قید سے نکال دیا جائے۔ ایسی حالت میں اس کو قید رکھنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ظلم ہے۔ ان کا ادائیگی نہ کرنے والے مقروضوں کے ساتھ معاملہ بھی ان کے اسی فرمان کے مطابق تھا۔ [2]

مذکورہ بالا روایت پر امام بیہقی نے درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ حَبْسِهِ إِذَا اتُّهِمَ وَتَخْلِيَتُهُ حَتَّى عُلِمَتْ عُسْرَتُهُ وَحَلَفَ عَلَيْهَا] [3]

[(عدم ادائیگی کے) الزام کی وجہ سے قید کرنے، اور اس کی تنگدستی کے معلوم ہونے اور اس کے بارے میں حلف اُٹھانے کی بنا پر اس کو چھوڑنے کے متعلق باب]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے موقف کے متعلق امام ابن ابی شیبہ نے ابی المہزم سے

---

[1] السنن الکبری، کتاب التفلیس، رقم الروایة ۱۱۲۹۲، ۶/ ۸۸.

[2] ملاحظہ ہو: موسوعة فقه علي بن ابي طالب رضی اللہ عنہ ص ۲۵۶.

[3] السنن الکبری، کتاب التفلیس، ۶/ ۸۸.

روایت نقل کی ہے، کہ ایک شخص اپنے مقروض کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا:

"اِحْبِسْهُ."

''اس کو قید کروا دیجیے۔''

انہوں نے فرمایا:

"هَلْ تَعْلَمُ لَهُ عَيْنًا فَآخُذُهُ بِهِ؟"

''کیا اس کا کوئی مال ہے، کہ قرض کے عوض میں اس سے لے لوں؟''

اس نے جواب دیا: "لَا." ...... ''نہیں۔''

انہوں نے دریافت کیا:

"هَلْ تَعْلَمُ لَهُ عِقَارًا أَكْسِرُهُ؟"

''تجھے اس کی کسی جائیداد کا علم ہے، کہ اس سے تیرے قرض کی رقم کاٹ لوں؟''

اس نے عرض کیا: "لَا." ...... ''نہیں۔''

تو انہوں نے فرمایا: "فَمَا تُرِيْدُ؟"

''تم کیا چاہتے ہو؟''

اس نے عرض کیا:

"اِحْبِسْهُ."

''اس کو قید میں ڈال دیجیے۔''

انہوں نے فرمایا:

"لَا، وَلٰكِنِّيْ أَدَعُهُ يَطْلُبُ لَكَ وَلِنَفْسِهِ وَلِعِيَالِهِ."

''نہیں، بلکہ میں تو اس کو چھوڑتا ہوں، تاکہ وہ تیرے قرض کی ادائیگی اور

خود اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے کمائے۔'' ❶

حضرت حسن بصری کے متعلق امام ابن ابی شیبہ نے غالب سے روایت نقل کی ہے، کہ:

" عَنِ الْحَسَنِ قَضَى بِمِثْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ . "

''حسن نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والا فیصلہ کیا۔'' ❷

خلاصہ کلام یہ ہے، کہ مال دار مقروض کے ٹال مٹول کی وجہ سے اسلامی عدالت اس کو قید میں ڈالنے کا حکم دے گی، تاکہ وہ فوری ادائیگی پر آمادہ ہو جائے، البتہ اس کی غربت اور ناداری ثابت ہونے پر اس کو قید نہیں کیا جائے گا۔

د: سفر پر پابندی:

اگر مقروض کے سفر کی بنا پر قرض خواہ کی حق تلفی کا اندیشہ ہو، تو قرض خواہ اس کو سفر سے رکوانے کا حق رکھتا ہے۔ اس بارے میں امام ابن قدامہ نے تحریر کیا ہے:

" وَجُمْلَةُ ذٰلِكَ أَنَّ مَنْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ إِذَا أَرَادَ السَّفَرَ، وَأَرَادَ غَرِيْمُهُ مَنْعَهُ، نَظَرْنَا: فَإِنْ كَانَ مَحَلُّ الدَّيْنِ قَبْلَ مَحَلِّ قُدُوْمِهِ مِنَ السَّفَرِ، مِثْلُ أَنْ يَكُوْنَ سَفَرُهُ إِلَى الْحَجِّ لَا يَقْدِمُ إِلَّا فِي صَفَرٍ، وَدَيْنُهُ يَحُلُّ فِي الْمُحَرَّمِ أَوْ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَهُ مَنْعُهُ مِنَ السَّفَرِ، لِأَنَّ عَلَيْهِ ضَرَرًا فِي تَأْخِيْرِ حَقِّهِ عَنْ مَحَلِّهِ. فَإِنْ أَقَامَ ضَمِيْنًا مَلِيْئًا، أَوْ دَفَعَ رَهْنًا يَفِي بِالدَّيْنِ عِنْدَ الْمَحَلِّ فَلَهُ السَّفَرُ، لِأَنَّ الضَّرَرَ يَزُوْلُ بِذٰلِكَ. وَأَمَّا إِنْ

❶ المصنف، كتاب البيوع والأقضية، في الحبس في الدين، رقم الرواية ٩٦٧، ٦/ ٢٤٩. نیز ملاحظہ ہو: المحلّى، رقم المسألة ١٢٧٦، ٨/ ٦٢٩.

❷ المصنف، كتاب البيوع والأقضية، في الحبس في الدين، رقم الرواية ٩٦٨، ٦/ ٢٥٠. نیز ملاحظہ ہو: المحلّى، رقم المسألة ١٢٧٦، ٨/ ٦٢٩؛ وموسوعة فقه الحسن البصري ص ٤١٣.

كَانَ لَا يَحُلُّ إِلَّا بَعْدَ مَحَلِّ السَّفَرِ مِثْلُ أَنْ يَكُوْنَ مَحَلُّهُ فِي رَبِيْعٍ، وَقُدُوْمُهُ فِي صَفَرٍ نَظَرْنَا: فَإِنْ كَانَ سَفَرُهُ إِلَى الْجِهَادِ، فَلَهُ مَنْعُهُ إِلَّا بِضَمِيْنٍ أَوْ رَهْنٍ، لِأَنَّهُ سَفَرٌ يَتَعَرَّضُ فِيْهِ لِلشَّهَادَةِ، وَذِهَابِ النَّفْسِ، فَلَا يَأْمَنُ فَوَاتَ الْحَقِّ. وَإِنْ كَانَ سَفَرُهُ لِغَيْرِ الْجِهَادِ فَظَاهِرُ كَلَامِ الْخِرَقِيِّ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ مَنْعُهُ، وَهُوَ أَحَدُ الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ، لِأَنَّ هٰذَا السَّفَرَ لَيْسَ بِأَمَارَةٍ عَلٰى مَنْعِ الْحَقِّ فِيْ مَحَلِّهِ، فَلَمْ يَمْلِكْ مَنْعَهُ مِنْهُ كَالسَّفَرِ الْقَصِيْرِ، وَكَالسَّعْيِ إِلَى الْجُمْعَةِ۔" [1]

''اس بارے میں خلاصہ یہ ہے، کہ اگر مقروض سفر کرنا چاہے اور قرض خواہ روکنا چاہے، تو ہم دیکھیں گے:

- اگر قرض کی واپسی کا وقت سفر سے پلٹنے سے پہلے کا ہے، جیسے کہ وہ حج کے لیے جا رہا ہو اور واپسی ماہ صفر میں ہو اور ادائیگی کا وعدہ محرم یا ذوالحجہ ہو، تو اس کو مقروض کو سفر پر جانے سے روکنے کا حق ہوگا، کیونکہ اس سفر سے ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر اس کو ضرر لاحق ہوگا۔
- اگر وہ [مقروض] دولت مند ضامن مہیا کر دے یا قرض کے برابر رقم والی چیز بطورِ رہن رکھ دے، تو اس کو سفر کرنے کا حق ہوگا، کیونکہ اس طرح [متوقع] ضرر کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اگر ادائیگی کا وعدہ اس کی سفر سے واپسی کے بعد کا ہو، جیسے کہ اس کا ادائیگی کا وعدہ ماہ ربیع کا ہو اور اس کا سفر سے پلٹنا ماہ صفر میں ہو، تو ہم دیکھیں گے:

[1] المغني ٤/ ٥٠٣۔ ٥٠٤.

- اگر سفر جہاد کے لیے ہو، تو اس کو سفر سے منع کرنے کا حق ہوگا، کیونکہ اس سفر میں اس کی شہادت اور جان کے ختم ہونے کی بنا پر اس کے حق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، ہاں ضامن یا رہن مہیا کرنے کی صورت میں سفر کی اجازت ہوگی۔
- اگر سفر جہاد کی غرض سے نہ ہو، تو الخِرَقی [1] کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے، کہ اس کو سفر سے روکنے کا حق نہ ہوگا، اور یہی احمد سے ایک روایت ہے، کیونکہ اس سفر میں اس کی حق تلفی کی کوئی علامت نہیں، اسی لیے اس کو منع کرنے کا حق بھی نہیں، یہ ایسے ہی ہے، جیسے کہ تھوڑی مسافت کا سفر ہو یا جمعہ کے لیے جانا ہو۔''

(۲)

مقروض پر مالی اثرات والے قانونی اقدامات

قرض کے بروقت یا سرے سے ہی واپس نہ کرنے کی صورت میں اسلامی شریعت میں مقروض پر مالی اثرات مرتب کرنے والے قانونی اقدامات دو قسم کے ہیں:

۱: مقروض کی زندگی میں مالی اثرات والے اقدامات

۲: مقروض کی وفات کے بعد مالی اثرات والے اقدامات

۱: مقروض کی زندگی میں مالی اثرات والے اقدامات:

اس قسم کے اقدامات میں سے تین درج ذیل ہیں:

---

[1] (الخِرَقی): ابوالقاسم عمر بن الحسین الخرقی۔ امام احمد کے شاگرد المروزی اور ان کے دو صاحبزادوں صالح اور عبداللہ کے شاگرد ہیں۔ علامہ ابن قدامہ نے انہی کی کتاب [المختصر] کی شرح [المغنی] کے نام سے تالیف کی ہے۔ ۳۳۴ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: مقدمة التحقيق للمغني ص ٦ ـ ٧).

۱: قرض خواہ کا مفلس کے ہاں اپنے موجود مال کا زیادہ حق دار ہونا

۲: رہن شدہ چیز کی فروختگی

۳: نادہندہ مقروض کی اپنے مال کے حق استعمال سے محرومی

ذیل میں توفیق الٰہی سے انہی تینوں اقدامات کے متعلق تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

(۱)

قرض خواہ کا مفلس کے ہاں اپنے موجود مال کا زیادہ حق دار ہونا

قرض کی واپسی کو یقینی بنانے والی ایک شرعی تدبیر یہ ہے، کہ اگر کسی مقروض کا دیوالیہ ہوجائے اور اس کے پاس قرض خواہ سے لیا ہوا مال بجنسہ موجود ہو، تو قرض خواہ اس مال کا سب سے زیادہ حق دار ہوگا۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ أَوْ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ." [1]

"جو شخص ہو بہو اپنا مال دیوالیہ شخص کے پاس پالے، تو وہ کسی بھی دوسرے شخص سے، اس کا زیادہ حق دار ہوگا۔"

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابٌ إِذَا وَجَدَ مَالَهُ عِنْدَ مُفْلِسٍ فِي الْبَيْعِ وَالْقَرْضِ وَالْوَدِيعَةِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.]

[اس بارے میں باب کہ جب وہ دیوالیہ شخص کے پاس بطورِ تجارت، قرض

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، رقم الحديث ٢٤٠٢، ٥/ ٦٢.

یا امانت دیا ہوا مال پا لے، تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔]

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس بارے میں یہی فیصلہ دیا۔ امام بخاری نے سعید بن المسیب کے حوالے سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"قَضَى عُثْمَانُ رضي الله عنه مَنِ اقْتَضَى مِنْ حَقِّهِ قَبْلَ أَنْ يُفْلِسَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ." ❶

"عثمان رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا: "جو شخص [دوسرے شخص کے] دیوالیہ ہونے سے پہلے اپنا حق لے لے، تو وہ اس کا ہے اور جو کوئی اپنا ہی سامان [اس کے دیوالیہ ہونے کے بعد] پہچان لے، تو وہ دوسروں سے زیادہ، اس کا حق دار ہے۔"

(۲)

رہن شدہ چیز کی فروختگی

قرض کی واپسی کو یقینی بنانے کے لیے ایک شرعی تدبیر یہ ہے، کہ قرض لینے والا اپنی کسی چیز کو ادائیگی قرض کے لیے بطورِ ضمانت قرض خواہ کے پاس رکھے۔ اس کو شرعی اصطلاح میں [الرہن] کہا جاتا ہے اور اس کا لغوی معنی [روکنا] اور شرعی معنی: "جَعْلُ مَالٍ وَثِيْقَةً عَلٰى دَيْنٍ." [بطورِ قرض دیئے ہوئے مال کے لیے ضامن بنانا] کے ہیں۔ ❷

رہن کی مشروعیت:

رہن کی مشروعیت کتاب و سنت دونوں سے ثابت ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۭ﴾ ❸

"اور اگر تم کسی سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ، تو گروی ہے قبضے میں

---

❶ صحيح البخاري، ٥/ ٦٢. ❷ ملاحظہ ہو: فتح الباري ٥/ ١٤٠.

❸ سورة البقرة/ جزء من الآية ٢٨٣.

لی گئی ہوئی۔''

علاوہ ازیں امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

"وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ عَنْدَ يَهُوْدِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِأَهْلِهِ." ❶

''اور بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی رکھی تھی اور اس سے اپنے گھر والوں کے لیے جَو لیے تھے۔''

سفر و حضر میں گروی رکھنا:

آیت شریفہ میں گروی رکھنے کے لیے [سفر کی قید] اتفاقی ہے، کیونکہ سفر میں اکثر گروی رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں، کہ حضر میں گروی رکھنا درست نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے بحالت حضر مدینہ طیبہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی تھی۔ امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ فِيْ الرَّهْنِ فِيْ الْحَضَرِ، وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ﴾] ❷

[حضر میں ہوتے ہوئے رہن رکھنے کے متعلق باب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: (اور اگر تم کسی سفر میں ہو اور کوئی لکھنے والا نہ پاؤ، تو گروی ہے قبضے میں لی گئی)۔]

حافظ ابن حجر عنوان کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

---

❶ صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب شراء النبي ﷺ بالنسيئة، جزء من رقم الحديث ٢٠٦٩، ٤/ ٣٠٢.

❷ صحيح البخاري ٥/ ١٤٠.

"[فِي الْحَضَرِ] إِشَارَةٌ إِلَى التَّقْيِيْدِ بِالسَّفَرِ فِي الْآيَةِ خَرَجَ لِلْغَالِبِ فَلَا مَفْهُوْمَ لَهُ لِدَلَالَةِ الْحَدِيْثِ عَلَى مَشْرُوْعِيَّتِهِ فِي الْحَضَرِ." [1]

"[حضر میں] اس میں یہ اشارہ ہے، کہ آیت میں [سفر کی قید] عام حالات کے پیش نظر ہے۔ اس کا [یہ] معنی نہیں [کہ حضر میں رہن رکھنا جائز نہیں] کیونکہ حدیث حضر میں گروی رکھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔"

حضر میں رہن کے جواز کے بارے میں امام نووی لکھتے ہیں:

"وَجَوَازُ الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ، وَبِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَمَالِكٌ وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالْعُلَمَاءُ كَافَّةً إِلَّا مُجَاهِدًا وَدَاوُد." [2]

"حضر میں گروی رکھنے کے جواز کے شافعی، مالک، ابوحنیفہ اور دیگر تمام علماء سوائے مجاہد اور داؤد کے قائل ہیں۔"

عدم ادائیگی کی صورت میں رہن شدہ چیز کی فروختگی میں اختلاف:

اگر مقروض نے رہن شدہ چیز کو عدم ادائیگی کی صورت میں فروخت کرنے کا حق قرض خواہ کو دیا ہوا ہو، تو وہ اس چیز کو فروخت کر کے اپنا حق وصول کرے گا۔ اگر یہ بات پہلے سے طے نہ پائی ہو، تو قرض خواہ معاملہ قاضی کے پاس لے جائے گا، جو کہ مقروض کو قرض کی واپسی یا گروی شدہ چیز کی فروختگی میں سے ایک بات پر عمل کا پابند کرے گا۔ امام ابن قدامہ نے تحریر کیا ہے:

"إِذَا حَلَّ الْحَقُّ لَزِمَ الرَّاهِنَ الْإِيْفَاءُ، لِأَنَّهُ دَيْنٌ حَالٌ كَالَّذِيْ لَا رَهْنَ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يُوَفِّ، وَكَانَ قَدْ أَذِنَ لِلْمُرْتَهِنِ أَوْ لِلْعَدْلِ فِي بَيْعِ الرَّهْنِ، بَاعَهُ، وَوَفَّى الْحَقَّ مِنْ ثَمَنِهِ، وَمَا فَضَلَ مِنْ

---

[1] فتح الباري ٥/ ١٤٠.
[2] شرح النووي ١١/ ٤٠.

ثَمَنِهِ فَلِمَالِكِهِ، وَإِنْ فَضَلَ مِنَ الدَّيْنِ شَيْءٌ فَعَلَى الرَّاهِنِ.
وَإِنْ لَمْ يَكُنْ أَذِنَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِ، أَوْ كَانَ قَدْ أَذِنَ لَهُمَا، ثُمَّ عَزَلَهُمَا، طُوْلِبَ بِالْوَفَاءِ أَوْ بَيْعِ الرَّهْنِ. فَإِنْ فَعَلَ، وَإِلَّا فَعَلَ الْحَاكِمُ مَا يَرَى مِنْ حَبْسِهِ، وَتَعْزِيْرِهِ لِبَيْعِهِ، أَوْ يَبِيْعُهُ بِنَفْسِهِ، أَوْ أَمِيْنِهِ. وَبِهٰذَا قَالَ الشَّافِعِيّ.
وَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ: "لَا يَبِيْعُهُ الْحَاكِمُ؛ لِأَنَّ وِلَايَةَ الْحَاكِمِ عَلٰى مَنْ عَلَيْهِ الْحَقُّ، لَا عَلٰى مَالِهِ، فَلَمْ يَنْفُذْ بَيْعُهُ بِغَيْرِ إِذْنِهِ."
وَلَنَا: أَنَّهُ حَقٌّ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ، فَإِذَا امْتَنَعَ مِنْ أَدَائِهِ، قَامَ الْحَاكِمُ مَقَامَهُ فِيْ أَدَائِهِ كَالْإِيْفَاءِ مِنْ جِنْسِ الدَّيْنِ." [1]

''جب قرض کی واپسی کا وقت ہوگا، تو رہن رکھوانے والا دیگر مقروضوں کی طرح بروقت ادائیگی کا پابند ہوگا، کیونکہ وہ واجب الذمہ قرض ہے۔
اگر وہ قرض ادا نہیں کرتا اور اس نے قرض خواہ یا کسی عادل شخص کو گروی شدہ چیز فروخت کرنے کا حق دے رکھا ہو، تو اس چیز کو فروخت کر دیا جائے گا۔ قرض خواہ اپنی رقم لے لے گا۔ اگر حاصل شدہ رقم سے [قرض کی ادائیگی کے بعد] کچھ رقم بچی، تو وہ مقروض کو دے دی جائے گی اور اگر [رہن شدہ چیز فروخت کرنے کے باوجود] قرض میں سے کچھ رقم کم ہوئی، تو وہ مقروض کے ذمہ رہے گی۔
اگر مقروض نے فروختگی کی اجازت قرض خواہ یا منصف کو نہ دی ہو، یا اس نے اجازت دینے کے بعد ان سے یہ حق واپس لے لیا ہو، تو اس سے واپسی قرض یا گروی شدہ چیز (دونوں میں سے ایک) کا مطالبہ کیا جائے

[1] المغني ٦/ ٥٣١؛ نیز ملاحظہ ہو: فقه السنه ٣/ ١٥٩.

گا۔ اگر اس نے ایسا کیا تو بہتر، وگرنہ حاکم جیسا مناسب سمجھے گا: فروخت کرنے پر مجبور کرنے کی خاطر اس کو گرفتار کرے گا یا سزا دے گا یا خود یا اپنے نمائندے کی وساطت سے اس چیز کو فروخت کروا دے گا۔ امام شافعی کی بھی یہی رائے ہے۔ امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ حاکم اس کو فروخت نہیں کرے گا۔ کیونکہ حاکم کی ولایت اس پر ہے، اس کے مال پر نہیں۔ اس لیے اس کی اجازت کے بغیر حاکم کی طرف سے فروختگی معتبر نہ ہوگی اور ہماری دلیل یہ ہے، کہ اس پر حق کی ادائیگی واضح طور پر لازم ہو چکی ہے۔ اب ادائیگی سے گریز اور فرار کی صورت میں حاکم اس کی نیابت کرتے ہوئے، اس کی طرف سے ادا کرے گا، جس طرح کہ وہ [رہن] لی ہوئی چیز سے، اس کی نیابت کرتے ہوئے قرض کو ادا کرتا ہے۔"

میری ناقص رائے میں امام شافعی اور امام احمد ہی کی رائے درست ہے، کیونکہ اگر مقررہ وقت پر ادائیگی نہ کرنے پر حاکم یا قرض خواہ گروی شدہ چیز فروخت کرنے کا مجاز نہ ہو، تو پھر گروی رکھنے کا مقصد کیا باقی رہ جائے گا؟ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب.

(۳)

اپنے مال کے استعمال سے محرومی

جس شخص کے واجب الذمہ قرضہ جات اس کی مالی حیثیت سے تجاوز کر جائیں، تو اسلامی عدالت خود ہی یا قرض خواہوں کے مطالبے پر مقروض کو اپنے مال میں تصرف کرنے سے روک دیتی ہے۔ اسلامی فقہ میں اس کا نام [اَلْحَجْر] ہے۔

امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"اَلْحَجْرُ هُوَ فِي الشَّرِيْعَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ مَنْعُ الْإِنْسَانِ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيْ مَالِهِ." [1]

---

[1] المغني ٤/ ٥٠٥.

’’شریعت اسلامیہ میں کسی انسان کو اپنے مال میں تصرف سے روکنے کا نام [الحَجَر] ہے۔‘‘

اسی سلسلے میں امام نووی رقم طراز ہیں:

"مَنْ عَلَيْهِ دُيُوْنٌ حَالَةٌ زَائِدَةٌ عَلَى مَالِهِ يُحْجَرُ عَلَيْهِ بِسُؤَالِ غُرَمَائِهِ." [1]

’’جس شخص پر واجب الذمہ قرضہ جات اس کے مال سے زیادہ ہوں، [تو] قرض خواہ کی درخواست پر (اس کو اپنے مال کے استعمال سے) روک دیا جاتا ہے۔‘‘

[اَلْحَجْر] کی دو دلیلیں:

اس بارے میں ذیل میں دو دلیلیں ملاحظہ فرمایئے:

۱: امام حاکم اور امام دارقطنی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَجَرَ عَلَى مُعَاذٍ رضي الله عنه مَالَهُ، وَبَاعَهُ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلَيْهِ." [2]

---

[1] المنهاج ۲/ ۱٤٦.

[2] المستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ۲/ ٥٨ ؛ والسنن الكبرى، كتاب التفليس، باب الحجر على المفلس وبيع ماله في ديوانه، ٦/ ٤٨. امام حاکم نے اس کو [صحیحین کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ٥٨ ؛ والتلخیص ۲/ ٥٨ ـ ٥٩). حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ’’دارِقطنی نے اسے روایت کیا ہے، حاکم نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے اور ابوداؤد نے اسے [مرسل] روایت کیا ہے اور اس کے مرسل ہونے کو قابل ترجیح ٹھہرایا ہے۔ (بلوغ المرام ص ۱۱٥). حافظ ابن الصلاح نے لکھا ہے: ’’یہ حدیث ثابت ہے۔‘‘ (منقول از سبل السلام ۳/ ۱۰٥) ؛ نیز ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء ۱/ ٤٥٣ـ ٤٥٤.

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے مال میں تصرف سے روک دیا تھا اور ان کے ذمے قرض کی [ادائیگی] کے لیے اس کو فروخت کر دیا تھا۔''

علامہ شوکانی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

" وَقَدْ اسْتَدَلَّ بِحَجْرِهِ ﷺ عَلٰی مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ عَلٰی أَنَّهُ يَجُوْزُ الْحَجْرُعَلٰی كُلِّ مَدْيُوْن ، وَعَلٰی أَنَّهُ يَجُوْزُ لِلْحَاكِمِ بَيْعُ مَالِ الْمَدْيُوْنِ لِقَضَاءِ دَيْنِهِ مِنْ غَيْرِ فَرْق بَيْنَ مَنْ كَانَ مَالُهُ مُسْتَغْرِقًا بِالدَّيْنِ ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَا لُهُ كَذٰلِكَ . وَقَدْ حَكَى صَاحِبُ الْبَحْرِ هٰذَا عَنِ الْعِتْرَةِ وَالشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ ، وَقَيَّدُوْا الْجَوَازَ بِطَلَبِ أَهْلِ الدَّيْنِ لِلْحَجْرِ مِنَ الْحَاكِمِ . وَرُوِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ يَجُوْزُ قَبْلَ الطَّلَبِ لِلْمَصْلَحَةِ .

وُحُكِيَ فِي الْبَحْرِ أَيْضًا عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ وَالنَّاصِرِ وَأَبِيْ حَنِيْفَةَ أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ الْحَجْرُ عَلَى الْمَدْيُوْن ، وَلَا بَيْعُ مَالِهِ ، بَلْ يَحْبِسُهُ الْحَاكِمُ ، حَتّٰى يَقْضِيَ وَاسْتُدِلَّ لَهُمْ بِقَوْلِهِ ﷺ : "لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ" الحديث . وهو مخصّص بِحَدِيْثِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ الْمَذْكُوْرِ . " [1]

''آنحضرت ﷺ کے معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے مال میں تصرف سے روکنے سے یہ استدلال کیا گیا ہے، کہ ہر مقروض کو اپنے مال میں تصرف سے روکنا درست ہے اور یہ کہ حاکم کے لیے مقروض کا مال، اس کے قرضہ کی

[1] نیل الأوطار ۵/ ۳۶۶۔ ۳۶۷.

ادائیگی کے لیے بیچنا جائز ہے، خواہ وہ مال قرض کی واپسی کے لیے کافی ہو یا نہ ہو۔ البحر [کتاب] کے مؤلف نے اہل بیت، شافعی، مالک، ابو یوسف اور محمد کا یہی مذہب ذکر کیا ہے، [البتہ] انھوں نے حاکم کے مال میں تصرف سے منع کرنے کے جواز کے لیے قرض خواہوں کے مطالبہ کی قید لگائی ہے۔ شافعی سے روایت کیا گیا ہے، کہ مصلحت کی خاطر، اس پابندی کا [قرض خواہوں کے] مطالبہ سے پہلے لگانا بھی صحیح ہے۔

[کتاب] البحر میں یہ بھی نقل کیا گیا ہے، کہ زید بن علی، ناصر اور ابوحنیفہ کے نزدیک مقروض کو اپنے مال میں تصرف سے روکنا درست نہیں، بلکہ حاکم اس کو قید میں ڈال دے، یہاں تک کہ وہ [قرض] ادا کردے۔ اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد: ''مسلمان کا مال حلال نہیں۔'' [یعنی اس کا لینا جائز نہیں] ...... الحدیث۔ سے دلیل پکڑی گئی ہے، [لیکن] اس حدیث کی معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے تخصیص ہو چکی ہے۔ [لہٰذا اس سے حدیث سے مقروض کو مال میں تصرف سے روکنے کی ممانعت پر ان حضرات کرام کا استدلال درست نہیں۔] واللہ تعالیٰ أعلم.

امیر صنعانی لکھتے ہیں:

" وَالْحَدِيْثُ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّهُ يَحْجُرُ الْحَاكِمُ عَلَى الْمَدِيْنِ التَّصَرُّفَ فِيْ مَالِهِ، وَيَبِيْعُهُ عَنْهُ لِقَضَاءِ غُرَمَائِهِ. "[1]

''[یہ] حدیث اس بات کی دلیل ہے، کہ حاکم مقروض کو اپنے مال میں تصرف سے روک دے گا اور اس کے مال کو قرض خواہوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے اس کی طرف سے فروخت کردے گا۔''

[1] سبل السلام ۳/۱۰۵.

علامہ صنعانی مزید لکھتے ہیں:

"هٰذَا وَقَدْ حَكَمَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فِيْ أُسَيْفِعِ جُهَيْنَةَ كَحُكْمِهِ ﷺ فِيْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ." ❶

"علاوہ ازیں عمر رضی اللہ عنہ نے جہینہ قبیلہ کے اسیفع نامی شخص کے متعلق اسی طرح فیصلہ کیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا۔"

۲: امام مالک نے عبدالرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"بلاشبہ جہینہ [قبیلہ] کا ایک شخص حاجیوں پر سبقت لینے کی غرض سے ❷ گراں قیمت میں سواریاں خریدتا تھا، پھر وہ ان پر تیز رفتاری سے آتا اور حجاج پر سبقت لے جاتا۔ وہ [اسی شوق کو پورا کرتے کرتے] مفلس ہوگیا، تو اس کا معاملہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

" أَمَّا بَعْدُ! أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّ الْأُسَيْفِعَ، أُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ، رَضِيَ مِنْ دِيْنِهِ وَأَمَانَتِهِ بِأَنْ يُقَالَ: " سَبَقَ الْحَاجَّ ."

أَلَا! وَإِنَّهُ قَدْ دَانَ مُعْرِضًا، فَأَصْبَحَ قَدْرِيْنَ بِهِ. فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا بِالْغَدَاةِ، نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ.

وَإِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ، فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ، وَآخِرُهُ حَرْبٌ. " ❸

"اما بعد، اے لوگو! بے شک اُسیفع، جو کہ جہینہ قبیلہ کا اُسیفع ہے، اپنے دین و امانت کو اس بنا پر برباد کرنے پر راضی ہوگیا، کہ کہا جائے: "کہ وہ حاجیوں پر سبقت لے گیا۔"

خبردار! بلاشبہ وہ قرض پر خریداری تو کرتا رہا، لیکن ادائیگی سے اعراض کرتا

---

❶ سبل السلام ۳/ ۱۰۶. ❷ یعنی حج کے اعمال میں دوسرے حاجیوں سے پہلے فارغ ہونے کی خاطر۔

❸ الموطأ، كتاب الوصية، باب جامع القضاء وكراهيته، رقم الرواية ۸، ۲/ ۷۷۰.

رہا، یہاں تک کہ قرض نے اس کو گھیر لیا۔ پس جس کا اس کے ذمہ قرض ہو، وہ کل دن میں ہمارے پاس آجائے، ہم اس کا مال ان [یعنی اس کے قرض خواہوں] کے درمیان تقسیم کردیں گے۔

خبردار! قرض سے بچو، کیونکہ اس کا آغاز غم اور انتہا مفلسی ہے۔''

اس سلسلے میں علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں:

"فَلِلْحَاكِمِ أَنْ يَحْجُرَ عَلَيْهِ، وَيَمْنَعَهُ مِنَ التَّصَرُّفِ فِيمَا بِيَدِهِ، وَيُحَصِّلُهُ، وَيَجْمَعُ الْغُرَمَاءَ فَيُقَسِّمُهُ عَلَيْهِمْ.

وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَغَيْرِهِمْ كَعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، وَعَلِيٍّ، وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهم وَالْأَوْزَاعِيِّ، وَمَالِكٍ، وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ.

وَقَالَ النَّخَعِيُّ، وَالْحَسَنُ الْبَصَرِيُّ، وَأَبُوْ حَنِيْفَةَ: "لَيْسَ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَحْجُرَ عَلَيْهِ، وَلَا يَمْنَعُهُ مِنَ التَّصَرُّفِ فِي مَالِهِ، لٰكِنْ يَحْبِسُهُ لِيُوَفِّيَ مَا عَلَيْهِ، وَيَبِيْعُ مَا عِنْدَهُ."

وَالْحُجَّةُ لِلْجُمْهُوْرِ عَلٰى هٰؤُلَاءِ حَدِيْثُ تَفْلِيْسِ مُعَاذٍ رضي الله عنه الْمُتَقَدِّمِ، وَكَذٰلِكَ فِعْلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه بِالْجُهَنِيِّ، وَلَمْ يُخَالِفْهُ أَحَدٌ." [1]

''حاکم کو اختیار ہے، کہ اس پر [الحجر] عائد کردے اور اس کے ہاں موجود مال میں حق استعمال سے اس کو محروم کردے۔ اس کے مال کو جمع کرے اور قرض خواہوں کو جمع کرکے ان میں تقسیم کردے۔ حضرات صحابہ اور دیگر اہل علم میں جمہور جیسے عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم،

[1] ملاحظہ ہو: المفہم ٤/ ٤٣١۔ ٤٣٢.

اوزاعی، مالک، شافعی اور احمد کا یہی مذہب ہے۔
نخعی، حسن بصری اور ابوحنیفہ نے کہا ہے: ''حاکم کو [الحجر] لگانے اور اس کے ہاں موجود مال میں استعمال کے حق سے محروم کرنے کا اختیار نہیں۔ اس کی بجائے حاکم اس کو گرفتار کرے گا، تاکہ وہ اپنا مال فروخت کر کے ان کا پورا پورا حق ادا کرے۔
ان حضرات کے خلاف جمہور کی دلیل معاذ رضی اللہ عنہ کے مفلس ہونے والی سابقہ حدیث ہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جہینہ قبیلہ کے شخص کے متعلق بھی اسی طرح فیصلہ فرمایا۔''

ایسے مقروض کے صدقہ کی واپسی:

اس قسم کا مقروض اگر اپنا مال بطورِ صدقہ دے، تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔
امام بخاری تحریر کرتے ہیں:

[بَابٌ لا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى. وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ، أَوْ أَهْلُهُ مُحْتَاجٌ، أَوْ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَالدَّيْنُ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْعِتْقِ وَالْهِبَةِ، وَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ، لَيْسَ لَهُ أَنْ يُتْلِفَ أَمْوَالَ النَّاسِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَمَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ إِتْلافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ."] [1]

[اس بارے میں باب، کہ بہترین صدقہ وہی ہے، کہ اس کے بعد بھی آدمی مالدار رہ جائے اور جو شخص صدقہ کر کے خود محتاج ہو جائے، یا اس کے بال بچے محتاج ہوں، یا اس کے ذمے قرض ہو، تو قرض کی واپسی، صدقہ، [غلام] آزاد کرنے اور ہبہ پر مقدم ہوگی اور وہ [یعنی اس کا

---

[1] صحیح البخاري ۳/ ۲۹٤.

صدقہ، غلام آزاد کروانے کے لیے اور بطورِ ہبہ دیا ہوا مال] اس کو لوٹا دیا جائے گا، اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ [صدقہ وغیرہ کر کے قرض کی عدم ادائیگی سے] لوگوں کے مالوں کو ضائع کرے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگوں کے مال برباد کرنے کی غرض سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برباد کر دیتے ہیں۔'']

صدقہ واپس کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ عینی لکھتے ہیں:

''لِأَنَّ قَضَاءَ الدَّيْنِ وَاجِبٌ، وَالصَّدَقَةُ تَطَوُّعٌ، وَمَنْ أَخَذَ دَيْنًا وَتَصَدَّقَ بِهِ، وَلَا يَجِدُ مَا يَقْضِي بِهِ الدَّيْنَ، فَقَدْ دَخَلَ تَحْتَ وَعِيدٍ: ''مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ ....'' [1]

''کیونکہ قرض کی واپسی واجب ہے اور صدقہ کرنا نفلی کام ہے۔ سو جس شخص نے قرض لے کر صدقہ کیا اور اس کے پاس ادائیگی کے لیے کچھ نہیں، تو وہ اس وعید میں داخل ہو گیا: ''جس نے لوگوں کے مالوں کو لیا......''

اسی بات کی ایک دلیل امام نسائی کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کردہ روایت ہے، کہ:

''أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، وَكَانَ مُحْتَاجًا، وَكَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَبَاعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ، فَأَعْطَاهُ، فَقَالَ: اقْضِ دَيْنَكَ.'' [2]

---

[1] عمدة القاري ٨/ ١٩٣؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ٣/ ٢٩٤.

[2] السنن الكبرى، كتاب العتق والتدبير، رقم الحديث ٤٩٨٥، ٥/ ٤٤. امام بخاری نے اس حدیث کو مختصر طور پر روایت کیا ہے، البتہ ان کی روایت میں یہ نہیں کہ [اس کے ذمے قرض تھا]۔ (ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، رقم الحديث ٢٤٠٣، ٥/ ٦٥). البتہ اس پر انہوں نے یہ عنوان تحریر کیا ہے: [بَابُ مَنْ بَاعَ مَالَ الْمُفْلِسِ أَوِ الْمُعْدِمِ ⇦⇦⇦

''ایک انصاری شخص نے اپنا ایک غلام اپنی موت کے ساتھ آزاد کرنے کے لیے کہا، اور وہ شخص محتاج تھا اور اس کے ذمے قرض [بھی] تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں فروخت کر دیا اور یہ [رقم] اس کے مالک کو دے دی اور فرمایا: ''اپنا قرض ادا کرو۔''

(ب)

مقروض کی وفات کے بعد مالی اثرات والے قانونی اقدامات

مقروض کے انتقال کے بعد قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے والے مالی اثرات کے حامل قانونی اقدامات میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: وصیت پر قرض کی ادائیگی کے بعد عمل ہونا

ب: تقسیم وراثت کا قرض کی ادائیگی کے بعد ہونا

توفیق الٰہی سے ذیل میں انہی کے بارے میں تفصیل پیش کی جا رہی ہے:

ا۔ وصیت پر عمل قرض کی ادائیگی کے بعد ہونا:

ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کی خاطر شریعت کا ایک حکم یہ ہے، کہ میت کی وصیت پر عمل قرض ادا کرنے کے بعد ہو۔ قرآنِ کریم میں اگرچہ تنفیذِ وصیت کا ذکر قرض سے پہلے ہوا ہے، لیکن علمائے امت کا اس بات پر اجماع ہے، کہ ابتدا قرض کی ادائیگی سے ہوگی۔ اس بارے میں انہوں نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے، جس کو حضرات

⇦⇦ فَقَسَمَهُ عَلَى الْغُرَمَاءِ أَوْ أَعْطَاهُ حَتَّى يُنْفِقَ عَلَىٰ نَفْسِهِ] [اس بارے میں باب، کہ دیوالیہ یا محتاج کا مال بیچ کر قرض خواہوں میں تقسیم کرنا یا اس کو دینا، تاکہ وہ اپنی ذات پر خرچ کرے]۔ حافظ ابن حجر نے امام بخاری کی روایت کردہ حدیث شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ نسائی وغیرہ کی روایت کردہ حدیث میں یہ بات ثابت ہے، کہ اس کے ذمے قرض تھا۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ٥ / ٦٦).

ائمہ شافعی، احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابو داود طیالسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصِيْ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾ وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ." ❶

"بلاشبہ تم یہ آیت پڑھتے ہو: "وصیت کے بعد، جو تم وصیت کرتے ہو، یا قرض (کے بعد)" اور بے شک رسول اللہ ﷺ نے وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔"

امام ترمذی نے تحریر کیا ہے:

"وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّهُ يُبْدَأُ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ." ❷

"عام اہل علم کا عمل اسی پر ہے، کہ بے شک وصیت سے پہلے قرض [کی ادائیگی] سے ابتدا کی جاتی ہے۔"

---

❶ بدائع المنن في جمع و ترتيب مسند الشافعي والسنن، كتاب الوقف والوصايا، باب ماجاء في الدين وقضائه قبل الوصية والتشديد فيه، ۲/ ۲۲۵۔ ۲۲۶ ؛ والمسند، جزء من رقم الحديث ۱۲۲۱، ۲/ ۲۹۳ ؛ (ط. دار المعارف مصر) ؛ وجامع الترمذي، أبواب الفرائض، باب ماجاء في ميراث الإخوة من الأب والأم، جزء من رقم الحديث ۲۱۷٤، ٦/ ۲۲٦ ؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الوصايا، الدين قبل الوصية، جزء من رقم الحديث ۲۷٤۷، ۲/ ۱۱۷ ؛ ومسند أبي داود الطيالسي، جزء من رقم الحديث ۱۷۵، ۱/ ۱٤۸. **الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی نے حدیث کے ایک راوی [الحارث] کے متعلق لکھا ہے، کہ بعض اہل علم نے اس پر تنقید کی ہے۔** (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٦/ ۲۲۷)؛ **البتہ شیخ البانی نے اس حدیث کے معنی کی ایک دوسری حدیث سے تائید کی بنا پر اس کو [حسن] کہا ہے:** (ملاحظہ ہو: إرواء الغليل، رقم الحديث ۱٦٦۷، ٦/ ۱۰۸۔ ۱۰۹ ؛ **نیز ملاحظہ ہو:** صحيح سنن الترمذي ۲/ ۲۱۲ ؛ وصحيح سنن ابن ماجه ۲/ ۱۱۲).

❷ جامع الترمذي ٦/ ۲٦۳.

اس سلسلے میں امام بخاری تحریر کرتے ہیں:

[بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِىْ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾ وَيُذْكَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ، وَقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا﴾ [1] فَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ أَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الصَّدَقَةِ] [2]

[اللہ تعالیٰ کے ارشاد [ترجمہ: (حصوں کی تقسیم) وصیت کے بعد، جو کہ وہ کرتا ہے اور قرض (کے بعد)] کی تفسیر کے متعلق باب اور منقول ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے قرض کو وصیت پر مقدم کرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: [ترجمہ: بلاشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں، کہ امانتیں ان کے حق داروں کو ادا کرو۔]، تو امانت [قرض] کا ادا کرنا نفل وصیت [کے پورا کرنے] سے زیادہ ضروری ہے۔]

امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

"وَهٰذَا لَا خِلَافَ فِيْهِ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ." [3]

''اس بارے میں اہل اسلام میں کوئی خلاف نہیں۔''

حافظ ابن کثیر نے تحریر کیا ہے:

"أَجْمَعُ الْعُلَمَاءُ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ عَلَى أَنَّ الدَّيْنَ مُقَدَّمٌ عَلَى الْوَصِيَّةِ." [4]

''علمائے متقدمین اور متاخرین کا اس بات پر اجماع ہے، کہ قرض وصیت

---

[1] سورة النساء/ جزء من الآية ٥٨.

[2] صحيح البخاري، كتاب الوصايا، ٥/ ٣٧٧.

[3] أحكام القرآن ١/ ٩٥.

[4] تفسير ابن كثير ١/ ٤٩٩.

پر مقدم ہے۔''

آیت شریفہ میں وصیت کے پہلے ذکر کرنے کا تقاضا یہ نہیں، کہ آغاز بھی اسی کے ساتھ کیا جائے، کیونکہ آیت شریفہ میں موجود لفظ ﴿ أَوْ ﴾ ترتیب پر دلالت نہیں کرتا۔ امام ابوبکر جصاص لکھتے ہیں:

"وَتَقْدِيمُ الْوَصِيَّةِ عَلَى الدَّيْنِ فِي الذِّكْرِ غَيْرُ مُوْجِبٍ لِلتَّبْدِئَةِ بِهَا عَلَى الدَّيْنِ، لِأَنَّ ﴿ أَوْ ﴾ لَا تُوْجِبُ التَّرْتِيْبَ."

''وصیت کے قرض سے پہلے ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا، کہ قرض سے پہلے ابتدا بھی اسی کے ساتھ کی جائے، کیونکہ لفظ ﴿ أَوْ ﴾ سے ترتیب لازم نہیں ہوتی۔'' [1]

باقی وصیت کے قرض سے پہلے ذکر کرنے کی مفسرین نے متعدد حکمتیں [2] بیان کی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے، کہ وصیت میں کوتاہی کا اندیشہ، قرض کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ وصیت کرنے والا تو فوت ہو چکا ہوتا ہے، مگر قرض خواہ ادائیگی قرض میں کوتاہی کی راہ میں موثر رکاوٹ ہوتے ہیں۔ [3]

۲۔ تقسیم وراثت کا ادائیگی قرض کے بعد ہونا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

---

[1] أحكام القرآن ۱ / ۹۵ ؛ نیز ملاحظہ ہو: أحكام القرآن لابن العربي ۱ / ۳۴۳ ؛ وزاد المسير لابن الجوزي ۲ / ۲۸ ؛ وفتح الباري ۵ / ۳۷۸.

[2] حافظ ابن حجر نے اس کی چھ حکمتیں بیان کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۵ / ۳۷۸).

[3] ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود ۲ / ۱۵۰ ؛ والإكليل في استنباط التنزيل للسيوطي ص ۸۲.

یُوۡصِیۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَکۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّکُمۡ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ کَانَ لَکُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَکۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ ؕ﴾ ❶

[اور تمہارے لیے اس کا نصف ہے، جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں، اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، پس اگر ان کی اولاد ہو، تو تمہارے لیے ان کے چھوڑے ہوئے میں سے چوتھا حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو وہ کر جائیں یا قرض (کے بعد)۔ اور ان کے لیے اس میں سے چوتھا حصہ ہے، جو تم چھوڑ جاؤ، اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو۔ پس اگر تمہاری کوئی اولاد ہو، تو ان کے لیے تمہارے چھوڑے ہوئے میں سے آٹھواں حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو تم کر جاؤ یا قرض [کے بعد].]

علامہ قرطبی نے آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

" وَلَا مِيْرَاثَ إِلَّا بَعْدَ أَدَاءِ الدَّيْنِ وَالْوَصِيَّةِ. " ❷

''میراث قرض کی ادائیگی اور وصیت کے [پورا کرنے کے] بعد ہے۔''

وارثوں کی صِغرسنی اور معاشی حالت کی کمزوری کی صورت میں بھی وراثت کی تقسیم، قرض کی ادائیگی کے بعد ہی ہوگی۔ امام احمد اور امام ابن ماجہ نے حضرت سعد بن اطول رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

" مَاتَ أَخِيْ، وَتَرَكَ ثَلَاثَمِائَةَ دِيْنَارٍ، وَتَرَكَ صِغَارًا، فَأَرَدْتُ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَخَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَيْنِهِ، فَاذْهَبْ فَاقْضِ عَنْهُ. "

---

❶ سورة النساء / الآية ١٢.

❷ تفسير القرطبي ٥ / ٦١.

''میرے بھائی فوت ہوئے اور تین سو دینار اور چھوٹے بچے چھوڑے۔ سو میں نے ان پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا، تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کی بنا پر تمہارا بھائی بند کیا گیا ہے، پس جاؤ اور اس سے [قرض] ادا کرو۔''

انہوں نے بیان کیا:

" فَذَهَبْتُ ، فَقَضَيْتُ عَنْهُ ، ثُمَّ جِئْتُ ، فَقُلْتُ: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ ، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا امْرَأَةٌ تَدَّعِي دِيْنَارَيْنِ ، وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ . "

''میں نے جاکر ان کا قرضہ ادا کردیا، پھر میں نے واپس آکر عرض کیا: ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول! میں نے ان کا قرضہ ادا کردیا ہے، البتہ ایک عورت باقی ہے، جو کہ ان کے ذمے دو دینار بتلا رہی ہے، لیکن اس کے پاس کوئی گواہی نہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" أَعْطِهَا، فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ. " [1]

''اس کو ادا کردو، کیونکہ وہ سچی ہے۔''

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٧٢٢٧، ٢٨/ ٤٦٣ ؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، أداء الدين عن الميت، ٢٤٨٥، ٢/ ٦١. حافظ بوصیری نے ابن ماجہ کی [سند کو صحیح] اور شیخ البانی نے حدیث کو [صحیح] کہا ہے۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے بوصیری کی حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مصباح الزجاجة، رقم الحديث ٨٦١، ٢/ ٤٨۔ ٤٩؛ وصحيح سنن ابن ماجه ٢/ ٥٧ ؛ وهامش المسند ٢٨/ ٤٦٣).

مبحث پنجم

ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں

تمہید:

شریعت اسلامیہ میں قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے متعدد تدابیر موجود ہیں۔ ان میں سے قرض لیتے وقت مقروض کا قرض خواہ کے پاس کوئی چیز رہن رکھنا، ادائیگی قرض کے لیے ضامن کا تقرر اور حوالہ قرض ہیں۔ رہن کے متعلق گزشتہ صفحات میں توفیق الٰہی سے قدرے تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ بقیہ دو کے متعلق درج ذیل دو عنوانوں کے ضمن میں تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

1: ادائیگی قرض کے لیے ضامن

2: حوالۂ قرض

(1)

ادائیگی قرض کے لیے ضامن

شریعتِ اسلامیہ میں قرض کی واپسی کو یقینی بنانے والی ایک تدبیر ضامن کا مقرر کرنا ہے، کہ وہ مقروض کی عدم ادائیگی کی صورت میں ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرلے۔ اس بات پر امام ابن ماجہ کی حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث دلالت کرتی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"اَلزَّعِیمُ غَارِمٌ، وَالدَّیْنُ مَقْضِيٌّ." [1]

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب الکفالة، رقم الحدیث ٢٤٠٥، ٤/ ٦٧. (المطبوع بتحقیق د. بشار عوّاد معروف). ڈاکٹر بشار نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش سنن ابن ماجہ ٤/ ٦٧).

"ضامن ادائیگی کرنے کا پابند ہے اور قرض تو ادا کیا جانا ہے۔"

ادائیگی قرض کے لیے ضامن کا تعین مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے ہو سکتا ہے:

ا: قرض لیتے وقت

ب: قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں

ج: مقروض کی وفات کے بعد

ذیل میں تینوں صورتوں کے متعلق قدرے تفصیل پیش خدمت ہے:

ا۔ قرض لیتے وقت:

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا، کہ اس نے بنو اسرائیل کے ایک دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار بطورِ قرض مانگے۔ اس شخص نے کہا: " اِئْتِنِيْ بِالشُّهَدَاءِ أُشْهِدُهُمْ. "

[میرے پاس ایسے گواہ لاؤ، جن کی گواہی قابل اعتماد ہو۔]

اس [قرض طلب کرنے والے] نے جواب دیا: " كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا. "

[گواہ تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں۔]

اس نے کہا: " فَائْتِنِيْ بِكَفِيْلٍ. "

[تو میرے پاس کوئی ضامن لاؤ۔]

اس نے جواب دیا: " كَفَى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا. "

[اللہ تعالیٰ بطورِ ضامن کافی ہیں۔]

اس نے کہا: " صَدَقْتَ ..... الحديث. " [1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الكفالة، جزء من رقم الحديث ٢٢٩١، ٤/ ٤٦٩.

''تو نے سچ کہا ہے...... آخر حدیث تک۔'' ☆

امام بخاری نے اس حدیث کو درج ذیل عنوان کے ضمن میں روایت کیا ہے:

[بَابُ الْكَفَالَةِ فِي الْقَرْضِ وَالدُّيُوْنِ بِالْأَبْدَانِ وَغَيْرِهَا.] ❶

[قرض کی شخصی اور دیگر (یعنی مالی) ضمانتوں کے متعلق باب]

حافظ ابن حجر نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:

"وَفِيْهِ طَلَبُ الشُّهُوْدِ فِي الدَّيْنِ وَطَلَبُ الْكَفِيْلِ بِهِ." ❷

''اس [حدیث] سے قرض میں گواہوں اور ادائیگی قرض کے لیے ضامن طلب کرنا ثابت ہوتا ہے۔''

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ مزید لکھتے ہیں:

"وَوَجْهُ الدَّلَالَةِ مِنْهُ عَلَى الْكَفَالَةِ تَحَدُّثُ النَّبِيِّ ﷺ بِذٰلِكَ، وَتَقْرِيْرُهُ لَهُ. وَإِنَّمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِيُتَأَسّٰى بِهِ فِيْهِ، وَإِلَّا لَمْ يَكُنْ لِذِكْرِهِ فَائِدَةٌ." ❸

''[قرض کی ادائیگی میں] ضامن کے طلب کرنے پر دلالت اس لیے ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے بلا انکار اس کا ذکر فرمایا۔ اور بلاشبہ آپ ﷺ نے یہ بات اس لیے بیان کی، کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے، وگرنہ آپ کے بیان کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔''

ب: قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں:

امام ابوداود اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

---

❶ صحيح البخاري ٤/ ٤٦٩.

❷ فتح الباري ٤/ ٤٧٠.

❸ المرجع السابق ٤/ ٤٧٠.

☆ مکمل حدیث اس کتاب کے ص ۹۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

"أَنَّ رَجُلًا لَزِمَ غَرِيمًا لَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: "مَا عِنْدِي شَيْءٌ أُعْطِيكَهُ."

فَقَالَ: "لَا، وَاللّٰهِ! لَا أُفَارِقُكَ حَتَّى تَقْضِيَنِي أَوْ تَأْتِيَنِي بِحَمِيلٍ."

فَجَرَّهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: "كَمْ يَسْتَنْظِرُهُ؟"

فَقَالَ: "شَهْرًا."

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: "فَأَنَا أَحْمِلُ لَهُ."

فَجَاءَهُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

"مِنْ أَيْنَ أَصَبْتَ هٰذَا؟"

قَالَ: "مِنْ مَعْدِنٍ."

قَالَ: "لَا خَيْرَ فِيهَا."

وَقَضَاهَا عَنْهُ." [1]

"بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص دس دینار ادا نہ کرنے کی بنا پر مقروض کو چمٹ گیا، تو اس [مقروض] نے کہا: "میرے پاس کوئی چیز بھی نہیں، کہ میں تمہیں دوں۔"

اس نے کہا: "نہیں، اللہ کی قسم! میں اس وقت تجھے نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ تم میری رقم ادا کرو یا مجھے کوئی ضامن دو۔"

پھر وہ اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس کھینچ کر لے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: "وہ کتنی مہلت طلب کر رہا ہے؟"

---

[1] سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب في استخراج المعادن، رقم الحدیث ۳۳۲۶، ۱۲۵/۹۔ ۱۲۶؛ و سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام الكفالة، رقم الحديث ۲۴۰۲، ۵٦/۲. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن أبي داود ۶۴۰/۲)۔ الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔

اس نے عرض کیا: ''ایک ماہ۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔''

وہ نبی کریم ﷺ کے فرمائے ہوئے وقت پر آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تم نے یہ [رقم] کہاں سے حاصل کی ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''ایک کان سے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس میں خیر نہیں۔'' [1]

پھر آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف سے (قرض) ادا کر دیا۔'' [2]

ج۔ مقروض کی وفات کے بعد:

امام بخاری نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا، تا کہ آپ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟''

''کیا اس کے ذمے کوئی قرض ہے؟''

انہوں نے عرض کیا: ''لا ۔'' ...... ''نہیں!''، تو آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

---

[1] آنحضرت ﷺ کے ارشاد [اس میں خیر نہیں] کے متعلق علامہ خطابی کے بیان کردہ احتمالات میں سے چار درج ذیل ہیں:

۱۔ آنحضرت ﷺ کو اس لائے ہوئے سونے کے بارے میں کسی ایسی بات کا علم ہو، کہ اس کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا۔

۲۔ کان والے کان سے نکلی ہوئی مٹی بیچتے ہیں، اس میں سونا چاندی کے نکلنے، نہ نکلنے اور نکلنے کی صورت میں اس کی مقدار کا قطعی علم نہ ہونے کی بنا پر غرر [دھوکا] کا امکان ہوتا ہے۔

۳۔ خام سونے کا لین دین میں رواج نہیں ہوتا۔ لین دین میں ڈھالا ہوا سونا اور چاندی کام آتے ہیں۔

۴۔ کانوں سے سونا چاندی نکالتے وقت انسانی جانوں کے ضیاع کا خطرہ ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(ملاحظہ ہو: معالم السنن ۳/ ۵۴۔۵۵.)

[2] ملاحظہ ہو: بذل المجهود ۱۴/ ۲۹۰.

پھر آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دوسرا جنازہ لایا گیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: " هَلْ عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ "

''کیا اس کے ذمے کوئی قرض ہے؟''

انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں!''

آپ ﷺ نے فرمایا: " فَصَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ. "

''تم [ہی] اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھ لو۔''

ابوقتادہ نے عرض کیا: " عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. "

'' اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! اس کا قرض میرے ذمے ہے۔''

[یعنی میں اس کا قرض ادا کردوں گا۔]

" فَصَلّٰى عَلَيْهِ. " ❶

''تب آنحضرت ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔''

سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: " بِالْوَفَاءِ؟ "

''(تم ذمہ داری لیتے ہو) ادائیگی کی؟''

انہوں نے عرض کیا: " بِالْوَفَاءِ. "

''(جی ہاں!) ادائیگی کی۔'' ❷

المستدرک میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" هُمَا عَلَيْكَ، وَفِيْ مَالِكَ، وَالْمَيِّتُ مِنْهُمَا بَرِيْءٌ. "

''وہ دو (قرض والے دینار) تجھ پر اور تیرے مال پر ہیں اور میت دونوں (کی ادائیگی) سے بری ہوچکی ہے۔''

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الكفالة، رقم الحديث ٢٢٩٥، ٤/ ٤٧٤.

❷ صحيح سنن النسائي ٢/ ٩٧٠؛ وصحيح سنن ابن ماجه ٢/ ٥١.

انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں۔''

تو آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

" فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا لَقِيَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُوْلُ: "مَا صَنَعَتِ الدِّيْنَارَانِ؟ "

حَتّٰى كَانَ آخِرَ ذٰلِكَ قَالَ: " قَدْ قَضَيْتُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ "

''(اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ کی جب بھی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی، تو فرماتے: ''ان دو دیناروں کا کیا بنا ہے؟''

یہاں تک کہ آخرکار انہوں نے عرض کیا: ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! میں نے ان دونوں کو ادا کردیا ہے۔''

[یہ سن کر] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' اَلْآنَ حِيْنَ بَرَدَتْ عَلَيْهِ جِلْدَهُ. '' ❶

''اب اس پر اس کی جلد ٹھنڈی ہوئی ہے۔''

امام بخاری نے مذکورہ بالا روایت کو صحیح بخاری میں درج ذیل عنوان کے ضمن میں نقل کیا ہے:

[بَابُ مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَرْجِعَ.] ❷

[اس بارے میں باب کہ میت کے قرض کا ضامن بننے والا [اس سے] رجوع نہیں کرسکتا۔]

---

❶ المستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، التشديد في أداء الدين، ۲/ ۵۸. امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۷/ ۵۸؛ والتلخيص ۲/ ۵۸).

❷ صحيح البخاري ۴/ ۴۷۴.

علامہ عینی فوائد حدیث بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

" فِيْهِ الْكَفَالَةُ عَنِ الْمَيِّتِ . " ❶

''اس [حدیث] میں میت کی طرف سے [ادائیگی قرض میں] ضامن ہونا ثابت ہوتا ہے۔''

بلاشک وشبہ ضمانت کی یہ تینوں صورتیں قرض کی واپسی میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں۔

(۲)

حوالۂ قرض

ادائیگی قرض کو ممکن بنانے کے لیے ایک شرعی تدبیر [حوالہ قرض] ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

" وَهِيَ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ نَقْلُ دَيْنٍ مِنْ ذِمَّةٍ إِلَى ذِمَّةٍ . " ❷

''وہ فقہاء کے نزدیک قرض کو ایک شخص کی ذمہ داری سے دوسرے شخص کی ذمہ داری میں منتقل کرنا ہے۔''

اس کی دلیل امام بخاری اور امام مسلم کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ، فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَىٰ مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ. " ❸

''دولت مند کی طرف سے ٹال مٹول ظلم ہے، سو جب کسی کو دولت مند کے حوالے کیا جائے، تو وہ اس کو قبول کرے۔''

حدیث کی شرح میں امام نووی نے تحریر کیا ہے:

---

❶ عمدة القاري ۱۲/ ۱۱۳. ❷ فتح الباري ٤/ ٤٦٤.

❸ صحيح البخاري، كتاب الحوالة، باب الحوالة، وَهَلْ يَرْجِعُ فِي الحواله، رقم الحديث ۲۲۸۷، ٤/ ٤٦٤؛ وصحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم مطل الغني، وصحة الحوالة، واستحباب قبولها إذا أحيل على مَلِيءٍ، رقم الحديث ۳۳ـ(۱٥٦٤)، ۳/ ۱۱۹۷.

"وَإِذَا أُحِيلَ بِالدَّيْنِ الَّذِيْ لَهُ، عَلىٰ مُوْسِرٍ فَلْيَحْتَلْ." ❶

''جب اس کے قرض کو کسی غنی کے ذمے لگایا جائے، تو اس کو چاہیے، کہ اسے قبول کرلے۔''

قرض خواہ کی طرف سے اس حوالہ کو قبول کرنے کے متعلق علماء کی تین آراء ہیں۔ بعض نے اس کو مباح، بعض نے مستحب اور بعض نے واجب قرار دیا ہے۔ ❷ ان تینوں میں سے جو رائے بھی راجح ہو، اس سے قطع نظر، یہ بات تو واضح ہے، کہ قرض کی واپسی کو ممکن بنانے والی ایک شرعی تدبیر [حوالۂ قرض] بھی ہے۔

❶ شرح النووي ۱۰/ ۲۲۸.

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباري ٤/ ٤٦٥؛ نیز ملاحظہ ہو: المفهم ٤/ ٤٣٩.

مبحث ششم

نادار مقروض کی اعانت

تمہید:

بسا اوقات مقروض کوشش کے باوجود قرض ادا نہیں کر پاتا۔ اسلام میں جہاں ایک طرف قرض خواہ کو اس کے ساتھ مطالبہ میں نرمی، ادائیگی میں مہلت، قرض کے کچھ حصہ یا مکمل قرضہ کی معافی کی ترغیب دی گئی ہے، وہاں دوسری طرف عام مسلمانوں، اس کے رشتہ داروں اور اسلامی ریاست کو بھی اس کی اعانت کی تلقین کی گئی ہے۔

اس سلسلے میں قرض خواہ کو دی ہوئی ہدایات کا قدرے تفصیلی ذکر توفیق الٰہی سے گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے۔ [1]

اس مقام پر عام مسلمانوں، اقارب اور اسلامی ریاست کو دی ہوئی ہدایات کا ذکر توفیق الٰہی سے درج ذیل تین عنوانوں کے ضمن میں کیا جا رہا ہے:

ا۔ اسلامی معاشرہ کی طرف سے اعانت:

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو، جو قرض کے زیر بار آ جائیں اور کوشش کے باوجود، ادائیگی کی استطاعت نہ رکھیں، زکوٰۃ کے مستحقین میں شامل فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ

[1] اس کتاب کے صفحات ۶۹ تا ۸۵ ملاحظہ فرمائیے۔

﴿فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ ❶

''بے شک اموالِ صدقہ فقیروں کے لیے اور مسکینوں کے لیے اور انھیں اکٹھا کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے، جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہو اور گردنیں چھڑانے کے لیے ❷ اور قرض داروں کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے اور مسافر کے لیے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے کمال حکمت والے ہیں۔''

امام قرطبی ﴿الْغَارِمُوْنَ﴾ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

"هُمُ الَّذِيْنَ رَكِبَهُمُ الدَّيْنُ، وَلَا وَفَاءَ عِنْدَهُمْ بِهِ، وَلَا خِلَافَ فِيْهِ، اللّٰهُمَّ مَنِ ادَّانَ فِيْ سَفَاهَةٍ، فَإِنَّهُ لَا يُعْطَى مِنْهَا وَلَا مِنْ غَيْرِهَا إِلَّا أَنْ يَتُوْبَ." ❸

''وہ ایسے لوگ ہیں، کہ ان پر قرض چڑھ جائے اور اس کی ادائیگی کی ان میں استطاعت نہ ہو، البتہ جس نے حماقت کے کاموں کے لیے قرض لیا ہو، اس کی نہ زکوٰۃ کی مد سے اور نہ ہی کسی اور مد سے مدد کی جائے گی، ہاں اگر وہ توبہ کرے [تو پھر اعانت کی جائے گی]۔''

قاضی ابوسعود تحریر کرتے ہیں:

"الَّذِيْنَ تَدَايَنُوْا لِأَنْفُسِهِمْ فِيْ غَيْرِ مَعْصِيَتِهِمْ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ نِصَابٌ فَاضِلٌ عَنْ دُيُوْنِهِمْ." ❹

❶ سورة التوبة/ الآية ٦٠.

❷ یعنی غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کرانے کے لیے۔

❸ تفسير القرطبي ٨/ ١٨٣ـ ١٨٤.

❹ تفسير أبي السعود ٤/ ٧٦.

''وہ ایسے لوگ ہیں، کہ انہوں نے اپنی جانوں کے لیے نافرمانی کے کاموں کی بجائے (ٹھیک اغراض) کے لیے قرضہ لیا ہو، جب کہ (ادائیگی) قرض کے بعد ان کے پاس بقدرِ نصاب مال نہ رہ جائے۔''

نبی کریم ﷺ نے بھی اس قسم کے مقروض کو صدقہ وخیرات دینے کی ترغیب دی ہے۔ امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

" أُصِيْبَ رَجُلٌ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ ثِمَارٍ ابْتَاعِها ، فَكَثُرَ دَيْنُهُ .

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ . "

فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ ، فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: " خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ، وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ ." [1]

''نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص [2] نے [باغ کا] پھل خریدا۔ جس میں نقصان کی بنا پر اس کے ذمہ کافی قرض چڑھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر صدقہ کرو۔''

لوگوں نے اس پر صدقہ کیا، لیکن اس سے قرضہ کی رقم پوری نہ ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے [ان کے قرض خواہوں سے] فرمایا: ''جو تمھیں ملا ہے، وہی لے لو۔ اس کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہیں۔''

حدیث کی شرح میں علامہ قرطبی تحریر کرتے ہیں:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب استحباب وضع الدين، رقم الحديث ١٥٥٦، ٣/ ١١٩١.

[2] یہ شخص حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔

" وَلَا يَجِبُ أَنْ يُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ. وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ، أَوْ حَضَّ عَلَيْهِ كَانَ خَيْرًا لَهُ، وَفِيْهِ ثَوَابٌ كَثِيْرٌ. وَفِعْلُ النَّبِيِّ ﷺ ذٰلِكَ بِمُعَاذٍ ـ رضی اللہ عنہ ـ لِيَتَبَيَّنَ خُصُوْمُهُ أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدَهُ شَيْءٌ وَلِتَطِيْبَ قُلُوْبُهُمْ بِمَا أَخَذُوْا، فَيَسْهُلَ عَلَيْهِمْ تَرْكُ مَا بَقِيَ، وَلِيَخِفَّ الدَّيْنُ عَنْ مُعَاذٍ ـ رضی اللہ عنہ ـ وَلِيَتَشَارَكَ الْمُتَصَدِّقُوْنَ فِيْ أَجْرِ الْمَعُوْنَةِ وَثَوَابِهَا، وَلْيَكُنْ ذٰلِكَ سُنَّةً حَسَنَةً. " [1]

"اُس پر صدقہ کرنا واجب نہیں۔ اور جس نے کیا یا اس کی ترغیب دی، تو اس نے اپنے لیے بھلائی کی، اور اس میں بہت ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ طرزِ عمل اس لیے اختیار کیا، تاکہ ان کے قرض خواہوں پر واضح ہو جائے، کہ ان کے پاس (دینے کے لیے) کچھ بھی نہیں اور جو کچھ وہ لے چکے ہیں، اس کے ساتھ ان کے دل راضی ہو جائیں اور قرض کا باقی حصہ چھوڑنا، ان کے لیے آسان ہو جائے۔ اور اسی طرح معاذ رضی اللہ عنہ سے قرض کی تخفیف ہو جائے، صدقہ کرنے والے تعاون کے اجر و ثواب میں شریک ہو جائیں، اور یہ [نادار قرض دار پر صدقہ کرنا] اچھی سنت بن جائے۔"

تنبیہ:

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے قرض داروں کو مفلس کے ہاں پائی جانے والی ہر چیز لینے کا حق دیا ہے۔ علامہ قرطبی شرح حدیث میں لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: ﴿خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ﴾ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْمُفْلِسَ يُؤْخَذُ مِنْهُ كُلُّ مَا يُوْجَدُ لَهُ، وَيُسْتَثْنٰى مِنْ ذٰلِكَ مَا كَانَ مِنْ ضَرُوْرَتِهِ.

---

[1] المفهم ٤/ ٤٢٧ باختصار.

وَرَوَي ابْنُ نَافِعٍ عَنْ مَالِكٍ: "أَنَّهُ لَا يُتْرَكُ لَهُ إِلَّا مَا يُوَارِيْهِ۔ "
وَلَا يُتْرَكُ لَهُ مَسْكَنٌ، وَلَا خَاتَمٌ، وَلَا ثَوْبُ جُمْعَتِهِ مَا لَمْ تَقِلَّ قِيْمَتُهَا۔ ❶

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد: [جو تم پاؤ، لے لو] اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ اس کے ہاں موجود ہر چیز لے لی جائے گی، البتہ اس کی ضرورت کی چیزیں چھوڑی جائیں گی۔ ابن نافع نے مالک سے روایت نقل کی گئی ہے: ''بدن کو چھپانے والے کپڑوں کے سوا کوئی چیز اس کے لیے چھوڑی نہ جائے گی۔'' اس کی رہائش گاہ، انگوٹھی حتی کہ جمعہ کا لباس بھی اس کے لیے چھوڑا نہ جائے گا، البتہ اگر اس کی قیمت معمولی ہو، تو اس کے پاس رہنے دیا جائے گا۔''

اور اس کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: '' وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ۔ ''
......'' اور تمہارے لیے اس کے سوا کچھ نہیں۔'' اس طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے فیصلہ میں توازن برقرار رکھا۔ ایک طرف قرض خواہوں کو مقروض کی بساط سے باہر کسی چیز کے تقاضا سے روک دیا، تو دوسری طرف قرض دار کو اس بات کا پابند کیا ہے، کہ جو کچھ بھی اس کے ہاں موجود ہے، اپنے قرض خواہوں کے حوالہ کردے۔

حدیث کی شرح میں علامہ نووی نے تحریر کیا ہے:

"فِيْهِ التَّعَاوُنُ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى، وَمُوَاسَاةُ الْمُحْتَاجِ، وَمَنْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ، وَالْحَثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ عَلَيْهِ۔ " ❷

'' اس [حدیث] میں نیکی اور تقویٰ [کے کاموں] میں تعاون، نادار اور [خصوصی طور پر] مقروض کے ساتھ ہمدردی اور اس پر صدقہ کرنے کی

❶ المفهم ٤/ ٤٢٨ باختصار. ❷ شرح النووي ١٠/ ٢١٨.

ترغیب ہے۔''

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے شخص کو سوال کرنے کی اجازت دی ہے۔ امام احمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثٍ: ذِي دَمٍ مُوجِعٍ، أَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ، أَوْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ. " ❶

''بلاشبہ تین قسم کے اشخاص میں سے کسی ایک کے علاوہ سوال کرنا جائز نہیں: اذیت ناک خون والے، ❷ یا بھاری قرض والے، یا شدید فقر والے۔''

مزید برآں آنحضرت ﷺ کا نادار مقروض میت کی نمازِ جنازہ خود پڑھانے کی بجائے حضراتِ صحابہ سے یہ فرمانا:

" صَلُّوا عَلَىٰ صَاحِبِكُمْ. "

''تم [ہی] اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو۔''

اس میں بھی ضمنی طور عام لوگوں کو اس بات کی ترغیب ہے، کہ وہ اس کا قرض ادا کردیں، تاکہ وہ نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ سے محروم نہ رہے۔ ❸

۲۔ اقارب کو نادار میت کے قرض کی ادائیگی کی تلقین:

نبی کریم ﷺ سے یہ بات بھی ثابت ہے، کہ آپ ﷺ نے نادار میت کا قرضہ ادا کرنے کی رشتہ داروں کو پرزور ترغیب دی۔ حضراتِ ائمہ ابوداود الطیالسی، احمد،

---

❶ المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۲۱۳٤، ۱۹/ ۱۸۲۔ ۱۸۳. شیخ ارناؤوط اوران کے رفقاء نے [شواہد کی بنا پر اس کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ۱۹/ ۱۸۳).

❷ وہ قتل، کہ اس کی دیت کا ادا کرنا قاتل یا اس کے اولیاء کے بس میں نہ ہو۔

❸ حدیث کی تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو اس کتاب کا صفحہ ۱۶۲۔

ابو داود، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

" خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ: " هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟ "

فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ .

ثُمَّ قَالَ: " هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟ "

فَلَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ .

ثُمَّ قَالَ: " هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ؟ "

فَقَامَ رَجُلٌ ، فَقَالَ: " أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ﷺ . "

فَقَالَ: " مَا مَنَعَكَ أَنْ تُجِيْبَنِي فِي الْمَرَّتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ؟ " أَمَا إِنِّي لَمْ أُنَوِّهْ بِكُمْ إِلَّا خَيْرًا. إِنَّ صَاحِبَكُمْ مَأْسُوْرٌ بِدَيْنِهِ. "

فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَدَّى عَنْهُ حَتَّى مَا بَقِيَ أَحَدٌ يَطْلُبُهُ بِشَيْءٍ . " [1]

" رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: " فلاں قبیلہ کا کوئی شخص یہاں ہے؟ "

---

[1] مسند أبي داود الطيالسی، وما أسند عن سمرة بن جندب رضی الله عنه، رقم الحديث ۹۳۳، ۲/ ۲۱۳- ۲۱۴ ؛ والمسند، رقم الحديث ۲۰۱۲۴، ۳۳/ ۳۱۰ ؛ وسنن أبي داود، كتاب البيوع، باب التشديد في الدين، رقم الحديث ۳۳۳۹، ۹/ ۱۳۷ ؛ وسنن النسائي، كتاب البيوع، التسهيل فيه، ۷/ ۳۱۵؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ۲/ ۲۵ ؛ والسنن الكبرى للبيهقی، كتاب التفليس، باب حلول الدين عن الميت، رقم الحديث ۱۱۲۶۷، ۶/ ۸۱. الفاظ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ امام حاکم، شیخ البانی اور ڈاکٹر محمد الترکی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ۲/ ۲۵ ؛ وصحيح الترغيب والترهيب ۲/ ۳۵۳ ؛ وهامش مسند أبي داود الطيالسی ۲/ ۲۱۴). نیز ملاحظہ ہو: أحكام الجنائز ويدعها ص ۱۵.

کسی شخص نے بھی جواب نہ دیا۔

آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: ''فلاں قبیلہ کا کوئی شخص یہاں ہے؟''

کسی شخص نے بھی جواب نہ دیا۔

آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: ''یہاں فلاں قبیلہ کا کوئی شخص ہے؟''

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ''میں ہوں یا رسول اللہ ﷺ!''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پہلی دو مرتبہ جواب دینے سے تجھے کس چیز نے روکا۔ خبردار! [یعنی خوب توجہ سے سنو] بلاشبہ میں تو تمہارا ذکر تمہاری بھلائی ہی کے لیے کرتا ہوں۔ بے شک تمہارا ساتھی قرض کی وجہ سے روکا گیا ہے۔ ❶

(سمرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا): یقیناً میں نے دیکھا، کہ اس نے اس کی طرف سے ادا کر دیا، یہاں تک کہ کوئی کسی چیز کا مطالبہ کرنے والا باقی نہ رہا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

'' فَإِنْ شِئْتُمْ فَافْدُوْهُ، وَإِنْ شِئْتُمْ فَأَسْلِمُوْهُ إِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ. '' ❷

''پس اگر تم چاہو، تو اس کی طرف سے فدیہ دے ❸ دو اور اگر چاہو، تو اس کو عذابِ الٰہی کے سپرد کر دو۔''

ایک اور روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

---

❶ مسند ابی داود الطیالسی میں ہے: '' إِنَّ صَاحِبَكُمْ مَحْبُوْسٌ بِبَابِ الْجَنَّةِ بِدَيْنٍ عَلَيْهِ. '' (۲/ ۲۱۴). ''بلاشبہ تمہارا ساتھی اپنے ذمہ قرض کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روکا گیا ہے۔''

❷ المستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، ۲/ ۲۵.

❸ یعنی قرض ادا کر کے اس کو چھڑا لو۔ ایک اور روایت میں ہے: '' وَإِنْ شِئْتُمْ فَفُكُّوْهُ. '' (مسند أبي داود الطيالسي، رقم الحديث ۹۳۴، ۲/ ۲۱۵).

"فَلَوْ رَأَيْتُ أَهْلَهُ وَمَنْ يَتَحَرَّوْنَ أَمْرَهُ قَامُوا فَقَضَوْا عَنْهُ." [1]

"میں چاہتا ہوں، کہ اس کے کنبہ والے اور اس کے معاملہ کی فکر کرنے والے لوگ اُٹھیں اور اس کی طرف سے ادائیگی کر دیں۔"

۳: نادار مقروض کے سلسلے میں اسلامی ریاست کی ذمہ داری:

اسلامی ریاست کی گوناگوں ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ وہ نادار اور مفلس مقروض لوگوں کے قرض کی ادائیگی میں ان کی اعانت کرے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کسی ایسی میت کو لایا جاتا، جس پر قرض ہوتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

"هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا؟"

"کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟"

پھر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا جاتا، کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے، کہ اس سے قرض ادا ہوسکتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز (جنازہ) پڑھاتے، وگرنہ مسلمانوں سے فرماتے:

"صَلُّوا عَلَىٰ صَاحِبِكُمْ."

"اپنے ساتھی کی نماز (جنازہ) پڑھ لو۔"

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَنَا أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ." [2]

---

[1] السنن الكبرى للبيهقي، كتاب التفليس، باب حلول الدين على الميت، جزء من رقم الحديث ١١٢٦٨، ٦/ ٨٢.

[2] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الكفالة، باب الدين، رقم الحديث ٢٢٩٨، ٤/ ٤٧٧؛ وصحيح مسلم، كتاب الفرائض، باب من ترك مالا فلورثته، ١٤ ـ (١٦١٩)، ٣/ ١٢٣٧.

''میں ایمان والوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتا ہوں۔ اس لیے [اب] جو بھی اہل ایمان میں سے وفات پا جائے اور اس کے ذمہ قرض ہو، تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔ اور جو کوئی مال چھوڑے، تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔''

آنحضرت ﷺ کا یہ اعلان اسلامی حکومت کے سربراہ کی حیثیت سے تھا۔ اسی لیے آپ ﷺ کے انتقال کے بعد، یہ ذمہ داری مسلمان حکام کی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں حضراتِ محدثین نے اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے تین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام ابن بطال تحریر کرتے ہیں:

وَهٰكَذَا يَلْزَمُ السُّلْطَانَ أَنْ يَفْعَلَهُ لِمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ ، فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ وَقَعَ الْقَصَاصُ مِنْهُ فِي الْآخِرَةِ ، وَلَمْ يُحْبَسِ الْغَرِيْمُ عَنِ الْجَنَّةِ بِدَيْنٍ ، لَهُ مِثْلُهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ وَإِلَّا فَبِقِسْطِهِ . ❶

سلطان پر لازم ہے، کہ وہ مقروض ہونے کی حالت میں فوت ہونے والے شخص کے ساتھ ایسا معاملہ کرے، اگر وہ ایسے نہیں کرے گا، تو آخرت میں اس سے قصاص لیا جائے گا۔ مقروض کو ایسے قرض کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے جنت میں جانے سے روکا نہ جائے گا، کہ جس کے برابر اس کا بیت المال میں حق تھا۔ اگر ایسا نہ ہو، تو اس کے حصہ کے مطابق۔ ❷

ب: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وَهَلْ كَانَ ذٰلِكَ مِنْ خَصَائِصِهِ أَوْ يَجِبُ عَلٰى وُلَاةِ الْأَمْرِ

---

❶ ملاحظہ ہو: شرح ابن بطال ٦/ ٤٢٨ ؛ وفتح الباري ١٢/ ١٠.

❷ یعنی اگر قرض کے برابر مقروض کا بیت المال میں حق نہ ہو، تو جس قدر اس کا حق بنتا ہو، اسی حساب سے سلطان بیت المال سے اس کا قرض ادا کرے۔

بَعْدَهُ؟ وَالرَّاجِحُ الْاِسْتِمْرَارُ . " ❶

"کیا یہ آنحضرت ﷺ کے خصائص میں سے تھا یا آپ کے بعد حکام پر بھی واجب ہے؟

راجح بات یہ ہے، کہ اس کا وجوب [ان پر] جاری ہے۔"

ج: علامہ عینی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

" وَفِيْهِ أَنَّ الْاِمَامَ يَلْزَمُهُ أَنْ يَفْعَلَ هٰكَذَا فِيْمَنْ مَاتَ ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ . فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ وَقَعَ الْقِصَاصُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَالْإِثْمُ عَلَيْهِ فِيْ الدُّنْيَا ، إِنْ كَانَ حَقُّ الْمَيِّتِ فِيْ الْمَالِ بَقِيَ بِقَدْرِ مَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ وَإِلَّا فَبِقِسْطِهِ . " ❷

"اس [حدیث] میں یہ ہے، کہ بلاشبہ امام پر لازم ہے، کہ وہ فوت ہونے والے مقروض شخص کے ساتھ ایسے ہی کرے۔ اگر وہ ایسے نہیں کرے گا، تو روزِ قیامت اس سے قصاص لیا جائے گا اور دنیا میں وہ گناہ گار ہے۔ اگر بیت المال میں میت کا حق قرض کے برابر ہو [تو مکمل قرض ادا کیا جائے گا]، وگرنہ اس کے حق کے برابر اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔"

۴: شیخ البانی لکھتے ہیں:

" فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ ، فَعَلَى الدَّوْلَةِ أَنْ تُؤَدِّيَ عَنْهُ ، إِنْ كَانَ جَهَدَ فِيْ قَضَائِهِ . "

"اگر اس [یعنی مقروض میت] کے پاس مال نہ ہو، اور اس نے [پہلے سے خود] اس کے ادا کرنے کے لیے جدوجہد کی ہو، [لیکن ادا نہ کرسکا ہو]

❶ فتح الباري ١٢/ ١٠.

❷ عمدة القاري ١٢/ ١٢٦.

تو ریاست کی ذمہ داری ہے، کہ اس کی طرف سے ادا کرے۔'' ❶

آنحضرت ﷺ کے بعد بھی بعض مسلمان حکام اس ذمہ داری کو پورا کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ امام ابوعبید القاسم بن سلام نے روایت نقل کی ہے، کہ:

عمر بن عبدالعزیز نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو، جو کہ عراق میں تھے، لکھا کہ لوگوں کے عطیات دے دو۔

انہوں نے جواب میں لکھا: ''بلاشبہ میں لوگوں کے عطیات ان کو دے چکا ہوں، [لیکن پھر بھی] بیت المال میں مال باقی ہے۔''

انہوں نے ان کو لکھا:

أَنِ انْظُرْ كُلَّ مَنْ ادَّانَ فِي غَيْرِ سَفَهٍ وَّلَا سَرَفٍ، فَاقْضِ عَنْهُ. ❷

''تم دیکھو، کہ ہر وہ شخص جس نے بیوقوفی کے کاموں یا اسراف سے خرچ کرنے کے لیے قرض نہ لیا ہو، اس کی طرف سے قرض ادا کردو۔''

بیت المال سے اعانت کے حصول کے لیے شرائط:

اس گفتگو سے کوئی یہ نہ سمجھ لے، کہ وہ لوگوں سے قرضے لے کر اسراف و تبذیر سے لوگوں کے مالوں کو برباد کرتا رہے، پھر اس کے مرنے کے بعد بیت المال اس کے ذمہ قرضوں کو ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ یہ تصور خام خیالی اور دین سے نافہمی کی پیداوار ہے۔ بیت المال پر میت کے قرضہ جات کی ادائیگی کی ذمہ داری کے لیے کچھ شرائط ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا۔ قرض لینے کا معقول اور جائز سبب:

بیت المال صرف انہی قرضوں کی ادائیگی کا پابند ہوگا، جو کہ معقول اور جائز

❶ أحكام الجنائز وبدعها، ص ١٤.

❷ كتاب الأموال، باب تعجيل إخراج الفيء وقسمته بين أهله، رقم الرواية ٦٢٥، ص ٢٣٤.

مقاصد کی خاطر لیے گئے ہوں۔ اسراف و تبذیر کی غرض سے لیے ہوئے قرضوں کی ادائیگی کی ذمہ داری بیت المال پر نہیں۔ اس شرط کی تائید حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس حکم سے ہوتی ہے، جو کہ انہوں نے حاکم عراق عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو دیا تھا، کہ اس شخص کا قرض بیت المال سے ادا کرو، جس نے حماقت کے کاموں یا اسراف سے خرچ کرنے کے لیے قرض نہ لیا ہو۔ اسی طرح اس کی تائید امام قرطبی اور قاضی ابوسعود کے بیانوں سے بھی ہوتی ہے، کہ زکوٰۃ کا مستحق وہ مقروض شخص ہے، کہ جس نے بیوقوفی اور گناہ کے کاموں کی خاطر قرض نہ لیا ہو۔ [1]

۲۔ ادائیگی قرض کے لیے مقروض کی تاحدِ استطاعت کوشش:

کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں، کہ وہ قرض لے کر اجاڑ دے، پھر اس انتظار میں رہے، کہ بیت المال اس کو ادا کرے۔ وہ اس بات کا پابند ہے، کہ قرض کی واپسی کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہوئے تاحدِ استطاعت کوشش کرے۔ اگر پھر بھی اس کو کامیابی نہ ہو اور وہ قرض ادا کیے بغیر مرجائے، تو پھر بیت المال اس کی جانب سے قرض ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِيْ دَيْنًا، ثُمَّ جَهَدَ فِيْ قَضَائِهِ، فَمَاتَ، وَلَمْ يَقْضِهِ، فَأَنَا وَلِيُّهُ.'' [2]

''میری اُمت میں سے جس شخص نے قرض لیا، پھر اس کی ادائیگی کی

---

[1] ملاحظہ ہو اس کتاب کے صفحات ۴۷ تا ۴۹ اور ص ۱۵٦۔

[2] المسند، رقم الحديث ۲٤٤٥٥، ٤٠/ ٥١١. حافظ منذری اس کے متعلق لکھتے ہیں، کہ احمد نے اس کو [عمدہ اسناد] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابویعلی اور طبرانی نے [المعجم] الاوسط میں اس کو روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغيب والترهيب ۲/ ٥٩٨). شیخ البانی اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب ۲/ ۳٤۹؛ وهامش المسند ٤/ ٥١١).

خاطر جدوجہد کی، [لیکن] پھر [بھی] وہ ادا کیے بغیر مر گیا، تو میں قرض کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔''

۳۔ بیت المال میں مال کی موجودگی:

مذکورہ بالا دونوں شرطوں کی موجودگی کے باوجود، خزانہ خالی ہونے کی صورت میں اسلامی ریاست ادائیگی قرض کی ذمہ دار نہ ہوگی۔ اس کے لیے دونوں شرطوں کے ساتھ بیت المال میں مال کی موجودگی، تیسری شرط کا ہونا بھی ضروری ہے، جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے، کہ آنحضرت ﷺ بیت المال خالی ہونے کی صورت میں جنازہ پڑھانے سے انکار کر کے دیگر مسلمانوں کو میت کا قرضہ ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتوحات کے دروازے کھلنے پر قرض کی ادائیگی بیت المال سے فرما دیتے۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ عام لوگوں اور اقارب کو ترغیب دی گئی ہے، کہ وہ نادار قرض دار کی اس کی زندگی اور اس کے بعد بھی، قرض کی ادائیگی میں اعانت کریں اور مذکورہ بالا تینوں شرائط کی موجودگی میں بیت المال مرنے والے نادار مقروض کا قرض ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ اور اس طرح ایک طرف مقروض آخرت کی جوابدہی سے محفوظ ہو جائے گا اور دوسری جانب قرض خواہ کو اس کا مال بھی واپس مل جائے گا۔

مبحث ہفتم

ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دو سزاؤں کی شرعی حیثیت

بعض مفکرین نے قرض کی بروقت واپسی نہ ہونے کی صورت میں کچھ سزائیں تجویز کی ہیں۔توفیق الٰہی سے ان میں سے دو کے متعلق درج ذیل عنوانوں کے ضمن میں گفتگو کی جارہی ہے:

۱: ادائیگی قرض میں تاخیر پر جرمانہ

۲: مقروض پر ادائیگی میں تاخیر کے بقدر قرض دینے کی پابندی

(۱)

ادائیگی قرض میں تاخیر پر جرمانہ

قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کے حوالے سے ایک سوال اُٹھایا جاتا ہے، کہ کیا مقروض کو، بروقت ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں، جرمانہ کیا جاسکتا ہے؟ یا بالفاظِ دیگر کیا مقروض کو بطورِ قرض لی ہوئی رقم سے زیادہ کی ادائیگی کا پابند کیا جاسکتا ہے؟

سوال کا جواب دینے سے پیشتر یہ سمجھنا ضروری اور مفید ہے، کہ یہ جرمانہ یا زائد رقم کیا ہے۔اصل رقم کے علاوہ مدت کی بنا پر دی اور لی جانے والی رقم ہی کا نام سود ہے اور سود کی حرمت قطعی اور اٹل ہے۔

بعض مفکرین کا نقطہ نظر یہ ہے، کہ یہ زائد رقم یا جرمانہ،سود ہونے کی بنا پر، قرض خواہ نہ لے،لیکن مقروض کو اس کی ادائیگی کا پابند کیا جائے اور اس رقم کو خیراتی کاموں میں صرف کیا جائے۔

اسی بارے میں اردنی عالم ڈاکٹر مصطفیٰ زرقاء لکھتے ہیں:

''حل یہ ہے، کہ ٹال مٹول کرنے والے مقروض پر قرض کی رقم اور ٹال مٹول کی مدت کے تناسب سے تعزیری طور پر نقد جرمانہ عائد کیا جائے۔ [جرمانہ] سود کے شبہ کی بنا پر قرض خواہ کو نہ دیا جائے، بلکہ اس کو خیراتی کاموں کے لیے مخصوص کر دیا جائے۔'' ❶

تبصرہ:

اس نقطہ نظر پر تبصرہ توفیق الٰہی سے درج ذیل نکات کے ضمن میں پیش کیا جا رہا ہے:

۱: اس نقطہ نظر کے حامل حضرات بطورِ جرمانہ لی ہوئی رقم قرض خواہ کو دینے کی اجازت نہیں دیتے، کہ اس میں سود کا شبہ ہے اور سود لینا حرام ہے۔

یہاں قابلِ توجہ بات یہ ہے، کہ اگر سود کا لینا حرام ہے، تو کیا دینا جائز ہے؟ اور کیا کسی کو سود کی ادائیگی کا پابند کرنا درست ہے؟

رسول کریم ﷺ نے جہاں سود کھانے والوں پر لعنت کی ہے، وہاں کھلانے والے پر بھی لعنت کی ہے۔ امام مسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا:

''لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ.'' ❷

[رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔]

امام نووی نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

---

❶ مجلة دراسات اقتصادية إسلامية ص ٤٤. منقول از کتاب: أحكام تغير قيمة العملة النقدية وأثرها في تسديد القرض " ص ٩٦.

❷ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، رقم الحديث ١٠٥ - (١٥٩٧)؛ ١٢١٨/٣.

[بَابُ لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ] ❶

[سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت کے متعلق باب]

آنحضرت ﷺ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ انہیں گناہ میں برابر کا شریک قرار دیا۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا:

"لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدَيْهِ،

وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ" ❷

"رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، اس کے کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی، اور فرمایا: "وہ [گناہ میں] برابر ہیں۔"

کیا مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کی روشنی میں قرض کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر کسی مسلمان کو ایسا کام کرنے کا پابند کرنا درست ہو سکتا ہے، کہ جس کے کرنے کی بنا پر وہ رسول کریم ﷺ کی لعنت کا مستحق قرار پائے؟

۲: اسلامی شریعت میں قرض کی واپسی کے لیے متعدد اخلاقی اور قانونی اقدامات ہیں، جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

ا: عدم ادائیگی اور تاخیر کا ظلم ہونا

ب: ٹال مٹول کرنے والے مقروض کا فاسق قرار پانا اور اس کی گواہی کا مسترد ہونا

ج: عزت کا مباح ہونا

د: قید میں ڈالنا

ہ: سفر پر پابندی

و: اپنے مال کے استعمال سے محرومی

ز: رہن شدہ چیز کی فروختگی

❶ صحیح مسلم ۱۲۱۸/۳. ❷ المرجع السابق، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا ومؤکلہ، رقم الحدیث ۱۰۶ - (۱۵۹۸)، ۱۲۱۸/۳.

ح: قرض خواہ کا مفلس کے ہاں اپنے موجود مال کا زیادہ حق دار ہونا

ط: مقروض میت کی وصیت پر عمل قرض کی ادیگی کے بعد ہونا

ی: تقسیم وراثت کا ادائیگی قرض کے بعد ہونا

ک: ضامن کا تقرر

ل: حوالۂ دین کی بنا پر ذمہ داری قبول کرنے والے کا ادائیگی کا پابند ہونا [1]

علاوہ ازیں اگر کسی شخص نے معقول اور جائز غرض کے لیے قرض لیا ہو اور جدوجہد کے باوجود اپنے وسائل کی قلت کی بنا پر قرض کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو، تو اسلامی شریعت میں اس کو سوال کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور دوسرے لوگوں اور اسلامی ریاست کو اس کی مدد کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جس کا خاکہ حسب ذیل ہے:

ا: اسلامی معاشرہ کی طرف سے اعانت

ب: اقارب کو نادار میت کے قرض کی ادیگی کی تلقین

ج: اسلامی ریاست کی نادار شخص کے قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں ذمہ داری [2]

قرض کی رقم واپس کروانے کے لیے جرمانہ کی غیر شرعی تدبیر اختیار کرنے کا فتویٰ دینے کی بجائے، ضرورت اس بات کی ہے، کہ مذکورہ بالا شرعی تدابیر پر سنجیدگی اور دلجمعی سے عمل پیرا ہونے کی پرزور تلقین کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوی اُمید ہے، کہ اس طرح قرض خواہ کی دی ہوئی رقم ضائع نہیں ہوگی۔

۳: اگر کوئی شخص یا ادارہ یہ سمجھتا ہے، کہ مذکورہ بالا ساری تدبیریں اس کی رقم کی واپسی کے لیے ناکافی ہیں، تو اس کو درج ذیل دو سوال اور ان کے جواب کو واضح طور پر اپنی نگاہوں کے سامنے رکھنا چاہیے:

ا: عام حالات میں قرض دینے کا شرعی حکم کیا ہے؟

ب: سود دینے یا کسی کو سود دینے کا پابند کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

---

[1] ان سب تدبیروں کی تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۱۱ تا ۱۵۳ میں ملاحظہ فرمائیے۔

[2] ان تینوں باتوں کی تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۵۵ تا ۱۶۸ میں ملاحظہ فرمائیے۔

پہلے سوال کا یقینا جواب یہ ہے، کہ عام حالات میں قرض دینا مستحب [1] ہے اور دوسرے سوال کا قطعی طور پر جواب یہ ہے، کہ سود کا دینا یا اس کے دینے کا کسی کو پابند کرنا حرام ہے۔

مذکورہ بالا جوابات کی روشنی میں کیا یہ عقل مندی ہے، کہ ایک مستحب کام کی خاطر حرام کے ارتکاب کی پابندی فتوی دیا جائے؟ کیا قرض کی بروقت ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مقروض پر جرمانہ عائد کرنے پر اصرار کرنے والے قرض خواہ کے لیے یہ مناسب نہیں، کہ وہ قرض ہی نہ دے، تاکہ اس کا ایک مستحب کام دوسرے اشخاص کے لیے حرام کام کرنے کی پابندی کا سبب نہ بنے؟

۴: علاوہ ازیں کیا لوگوں کی اصلاح اور ان کے حقوق واپس دلوانے کی خاطر اپنی مرضی سے سزائیں ایجاد کرنے کا کسی کو اختیار حاصل ہے؟

امام ابوالمعالی الجوینی تحریر کرتے ہیں:

وَذَهَبَ بَعْضُ الْجَهَلَةِ عَنْ غِرَّةٍ وَغَبَاوَةٍ أَنَّ مَاجَرَى فِي صَدْرِ الْإِسْلَامِ مِنَ التَّخْفِيفَاتِ كَانَ سَبَبُهَا أَنَّهُمْ كَانُوْا عَلَى قُرْبِ عَهْدٍ بِصَفْوَةِ الإِسْلَامِ، وَكَانَ يَكْفِيْ فِي رَدْعِهِمْ التَّنْبِيْهُ الْيَسِيْرُ، وَالْمِقْدَارُ الْقَرِيْبُ مِنَ التَّعْزِيْرِ. وَأَمَّا الْآنَ فَقَدْ قَسَتْ الْقُلُوْبُ، وَبَعُدَتِ الْعُهُوْدُ، وَوَهَتِ الْعُقُوْدُ، وَصَارَ مُتَشَبَّثُ عَامَّةِ الْخَلْقِ الرَّغَبَاتِ وَالرَّهْبَاتِ، فَلَوْ وَقَعَ الْاِقْتِصَارُ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعُقُوْبَاتِ لَمَا اِسْتَمَرَّاتِ السِّيَاسَاتُ.

وَهٰذَا الْفَنُّ قَدْ يَسْتَهِيْنُ بِهِ الْأَغْبِيَاءُ، وَهُوَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ تُسَبِّبُ إِلَى مُضَادَةِ مَا ابْتُعِثَ بِهِ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَام. وَعَلَى الْجُمْلَةِ مَنْ ظَنَّ أَنَّ الشَّرِيْعَةَ تَتَلَقَّى مِنَ

[1] مستحب ایسا عمل ہوتا ہے، کہ اس کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں گناہ نہ ہو۔

اسْتِصْلَاحِ الْعُقَلَاءِ وَ مُقْتَضَى رَأْيِ الْحُكَمَاءِ فَقَدْ رَدَّ الشَّرِيْعَةَ ، وَاتَّخَذَ كَلَامَهُ هٰذَا إِلَى رَدِّ الشَّرَائِعِ ذَرِيْعَةً . وَلَوْ جَازَ ذٰلِكَ لَسَاغَ رَجْمُ مَنْ لَيْسَ مُحْصِنًا إِذَا زَنَا فِي زَمَنِنَا هٰذَا لِمَا تَخَيَّلَهُ هٰذَا الْقَائِلُ ، وَلَجَازَ الْإِزْدِبَارُ عَلَى مَبَالِغِ الزَّكَوَاتِ عِنْدَ ظُهُوْرِ الْحَاجَاتِ ." [1]

بعض جاہلوں کا غفلت اور بے خبری کی بنا پر گمان یہ ہے، کہ ابتدائے اسلام میں [سزاؤں میں] تخفیف کا سبب یہ تھا، کہ لوگوں کا زمانہ خالص اسلام سے قریب تھا اور ان کو [غلط کاموں سے] روکنے کے لیے معمولی تنبیہ اور ہلکی مقدار میں تعزیر کافی تھی۔ اور اب جب کہ دل سخت ہو چکے ہیں، [خالص اسلام سے] زمانہ بہت دور ہو چکا ہے اور عام مخلوق ترغیب وترہیب والی چیزوں سے اپنا رشتہ مضبوط کر چکی ہے، سابقہ سزاؤں پر اکتفا کرنے سے نظام نہیں چل سکتا۔

بعض بیوقوف اس بات کو معمولی سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ بات تو اس شریعت کی مخالفت کا سبب بنے گی، جس کے ساتھ سیّد الانبیاء۔علیہ وعلیہم السلام۔مبعوث کیے گئے۔ [خلاصہ کلام یہ ہے] کہ جس نے یہ گمان کیا، کہ شریعت عقلاء کی اصلاحات اور حکماء کی دانش سے استفادہ کرتی ہے، اس نے شریعت کو مسترد کیا اور اس نے اپنی اس بات کو شریعتوں کو ردّ کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اگر یہی رائے مان لی جائے، تو پھر تو ہمارے زمانے میں غیر شادی شدہ بدکار کو سنگسار کرنا درست ہوتا اور [فقراء و مساکین کی] ضروریات کے زیادہ ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی مقدار بڑھانا جائز ہوتا۔

---

[1] غياث الأمم في التيات الظلم ص ١٦٤ باختصار.

ایک اور مقام پر امام الجوینی لکھتے ہیں:

"وَلَيْسَ يَسُوْغُ لَنَا أَنْ نُسْتَحْدِثَ وُجُوْهًا فِي اسْتِصْلَاحِ الْعِبَادِ، أَوْجَلْبِ أَسْبَابِ الرَّشَادِ؛ لَاأَصْلَ لَهَا فِي الشَّرِيْعَةِ، فَإِنَّ هٰذَا يَجُرُّ خُرْمًا عَظِيْمًا، وَخَطْبًا هَائِلًا جَسِيْمًا." ❶

"ہمارے لیے یہ جائز نہیں، کہ لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے اسباب مہیا کرنے کی غرض سے ایسے طریقے ایجاد کریں، جن کی شریعت میں اساس نہ ہو، کیونکہ بلاشبہ اس سے [شریعت میں] خلل واقع ہو گا اور سنگین اور خوفناک مصیبت بپا ہو گی۔"

گفتگو کا ما حاصل یہ ہے، کہ قرض کی بروقت ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مقروض پر جرمانہ عائد کرنا درست نہیں۔

(۲)

مقروض پر ادائیگی میں تاخیر کے بقدر قرض دینے کی پابندی

بعض مفکرین کی رائے یہ ہے، کہ ٹال مٹول کرنے والے مقروض کو بذریعہ عدالت قرض کی ادائیگی پر مجبور کیا جائے۔ علاوہ ازیں اس کو اس بات کا بھی پابند کیا جائے، کہ وہ ادائیگی میں تاخیر کی مدت کے بقدر، اصل قرض کے برابر رقم، اپنے قرض خواہ کو بطورِ قرض دے، تاکہ وہ اس رقم کو اپنے حسبِ منشا نفع بخش کاموں میں لگا کر فائدہ حاصل کرے۔ ❷

تبصرہ:

ذیل میں اس رائے پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیے:

❶ غياث الأمم ص ۲۲۱.

❷ یہ رائے ڈاکٹر محمد انس زرقاء اور ڈاکٹر محمد علی القری نے پیش کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: "التعويض عن ضرر المماطلة في الدين بين الفقه والاقتصاد" / مجلة الدراسات الإسلامية جده، المجلد الثامن عشر، العدد الرابع، ذوالقعده ۱۴۰۳ ھ، اغسطس ۱۹۸۳ م، ص ۴۴؛ منقول از کتاب "أحكام تغيير قيمة العملة النقدية وأثرها في تسديد القرض ص ۹۸).

۱: قرض کو واپس کروانے کے لیے اسلامی شریعت میں متعدد اخلاقی اور قانونی اقدامات موجود ہیں۔ ❶ مذکورہ بالا طریقہ کار کا میرے محدود علم کے مطابق کتاب وسنت میں کوئی وجود نہیں۔ اس بارے میں قرآن وسنت میں بیان کردہ اقدامات کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی بات تجویز کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ ❷

۲: اس رائے کے مطابق قرض خواہ، اپنے دیے ہوئے قرض کے بدلہ میں، اصل رقم کے علاوہ، ایک اور فائدہ حاصل کرتا ہے اور وہ مقروض کی طرف سے ادائیگی میں تاخیر کی مدت کے بقدر، اصل قرض کے برابر رقم کا قرض ہے اور اس بات پر اجماع ہے، کہ قرض کی بنا پر، اصل رقم کی واپسی کے علاوہ، ہر حاصل کیا جانے والا فائدہ سود ہے۔ اور سود کا لینا دینا حرام ہے۔ ❸

گفتگو کا ماحصل یہ ہے، کہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر، مقروض کو تاخیر کی مدت کے بقدر، قرض لی ہوئی رقم کے برابر رقم بطورِ قرض دینے کا پابند کرنا درست نہیں۔

واللّٰہ تعالیٰ أعلم بالصواب. ❹

❶ اس سلسلے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو اس کتاب کے صفحات ۱۱۱۔۱۵۴۔
❷ اس کے متعلق امام الحرمین کا قول کتاب ھذا کے صفحات ۱۷۳۔۱۷۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔
❸ اس بارے تفصیل کتاب ھذا کے صفحات ۱۸۳۔۱۸۵ میں دیکھیے۔
❹ اس بارے میں مزید تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۸۸۔۱۸۹ میں ملاحظہ فرمائیے۔

مبحث ہشتم

قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا

بسا اوقات قرض لیتے دیتے وقت کوئی اور شرط بھی لگا دی جاتی ہے یا اس کے بعد کسی خاص نوعیت کا طرزِ عمل یا لین دین شروع ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں صحیح صورتِ حال سمجھنے سمجھانے کی خاطر توفیق الٰہی سے درج ذیل عنوانات کے تحت تفصیلی گفتگو کی جا رہی ہے:

۱: قرض کے ساتھ ایک اور خرید و فروخت کا معاملہ

۲: قرض کے ساتھ کرایہ کا لین دین

۳: قرض میں دی ہوئی چیز سے اعلیٰ یا زیادہ کی واپسی کی شرط

۴: مقروض کی طرف سے قرض دینے کی شرط لگانا

۵: دوسرے شہر میں قرض کی واپسی کی شرط

۶: مقروض کا ہدیہ دینا

۷: مقروض سے خدمت یا مہمانی لینا

(۱)

قرض کے ساتھ ایک اور خرید و فروخت کا معاملہ

اس کی صورت یہ ہے، کہ قرض دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی مقروض سے کوئی چیز خریدنے کی شرط یا اس کے ہاتھ فروخت کرنے کی شرط لگائی جائے۔

اس کی دو شکلیں ہیں۔ایک یہ ہے، کہ قرض کے ساتھ طے شدہ تجارتی لین دین

میں چیز کی حقیقی قیمت لگائی جائے۔

دوسری شکل یہ ہے، کہ مقروض سے خریداری کے وقت حقیقی قیمت سے کم قیمت دی جائے اور اس کے ہاتھ فروختگی کے وقت حقیقی قیمت سے زیادہ قیمت وصول کی جائے اسلامی شریعت میں یہ دونوں شکلیں حرام ہیں۔ان کی حرمت کے دو دلائل درج ذیل ہیں۔

۱: امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَحِلُّ بَيْعٌ وَسَلَفٌ." [1]

[فروختگی اور قرض [کا جمع کرنا] جائز نہیں]۔

اس حدیث شریف کی شرح میں امام مالک نے تحریر کیا ہے:

"وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ: "آخُذُ سِلْعَتَكَ بِكَذَا وَكَذَا عَلٰى أَنْ تُسْلِفَنِي كَذَا وَكَذَا". [2]

[اس کی تفسیر یہ ہے، کہ ایک شخص دوسرے سے کہے: "میں تمھارا فلاں فلاں سودا اس شرط پر خریدتا ہوں، کہ تم فلاں فلاں چیز بطور قرض مجھے دو]۔

امام احمد نے اس کی شرح میں بیان کیا ہے:

"أَنْ يَكُوْنَ يُقْرِضُهُ قَرْضًا، ثُمَّ يُبَايِعُهُ بَيْعًا يَزْدَادُ عَلَيْهِ"

[یہ کہ وہ اس کو قرض دے، پھر اس کے ہاتھ کوئی چیز زیادہ قیمت پر

---

[1] سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في الرجل يبيع ماليس عنده، جزء من رقم الحديث ۳۴۹۹، ۹/۲۹۱-۲۹۲؛ و جامع الترمذي، أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عندك، جزء من رقم الحديث ۴/۳۶۰-۳۶۱. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن صحیح] کہا ہے۔(ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۴/۳۶۱؛ و صحيح سنن أبي داود ۲/۶۶۹؛ و صحيح سنن الترمذي ۲/۹).

[2] الموطأ، كتاب البيوع، باب السلف وبيع القروض بعضها ببعض، ۲/۶۵۷.

فروخت کرے] ❶

امام احمد نے حدیث شریف کی شرح میں ایک اور صورت بھی بیان کی ہے:

"وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ يُسْلِفُ إِلَيْهِ فِي شَيْءٍ ، فَيَقُوْلُ: "إِنْ لَمْ يَتَهَيَّأْ عِنْدَكَ ، فَهُوَ بَيْعٌ عَلَيْكَ". ❷

[اور یہ [بھی] احتمال ہے، کہ وہ اس کو قرض دے اور اس سے کوئی چیز لے لے اور کہے: "اگر تمھارے پاس [ادائیگی کے لیے] رقم تیار نہ ہو سکے، تو [اس کے عوض] یہ [چیز] تمھاری طرف سے مجھ پر فروخت تصور کی جائے گی.]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اس حدیث شریف کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "لَا يَحِلُّ بَيْعٌ وَسَلَفٌ." فَإِذَا بَاعَهُ وَأَقْرَضَهُ كَانَ ذٰلِكَ مِمَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ ﷺ ، وَكِلَاهُمَا يَسْتَحِقُّ التَّعْزِيْرَ ، إِنْ كَانَ قَدْ بَلَغَهُ النَّهْيُ . " ❸

[یقیناً نبی کریم سے ثابت ہے، کہ بلاشبہ آپ ﷺ نے فرمایا: "فروختگی اور قرض [کا جمع کرنا] جائز نہیں۔" سو جب اس نے اس کے ہاتھ [کوئی چیز] فروخت کی اور اس کو قرض [بھی] دیا، تو اس نے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی جانب سے حرام کردہ کاموں میں سے ایک کا ارتکاب کیا۔ اگر پہلے سے ممانعت کا علم تھا، تو ان دونوں میں سے ہر ایک تعزیری سزا کا مستحق ہوگا]۔

۲: اس میں عام طور پر تجارتی لین دین کو قرض کے بدلہ میں دی ہوئی رقم یا چیز کے بدلہ میں، اصل قرض سے زیادہ لینے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، اور قرض کے بدلے میں اصل

---

❶ جامع الترمذي ٤ / ٣٦١.
❷ المرجع السابق ٤ / ٣٦١.
❸ مجموع الفتاوى ٢٩ / ٥٢٨.

قرض سے زیادہ لی جانے والی چیز یا رقم ہی تو سود ہے۔ امام ابن قیم لکھتے ہیں:

"وَاَمَّا السَّلَفُ وَالْبَيْعُ فَلِأَنَّهُ إِذَا أَقْرَضَهُ إِلٰى سَنَةٍ ، ثُمَّ بَاعَهُ مَا يُسَاوِي خَمْسِيْنَ بِمِائَةٍ ، فَقَدْ جَعَلَ هٰذَا الْبَيْعَ ذَرِيْعَةً إِلَى الزِّيَادَةِ فِي الْقَرْضِ الَّذِيْ مُوْجَبُهُ رَدُّ الْمِثْلِ . وَلَوْلَا هٰذَا الْبَيْعُ لَمَا أَقْرَضَهُ ، وَلَوْلَا عَقْدُ الْقَرْضِ لَمَا اشْتَرَى ذٰلِكَ ." ❶

''قرض اور بیچنے [کے جمع کرنے کی وجہ حرمت یہ ہے] ، کیونکہ جب وہ اس کو ایک سال کے لیے قرض دیتا ہے، پھر پچاس کی چیز سو میں دیتا ہے، تو اس نے فروختگی کو قرض میں اضافہ کا ذریعہ بنایا، حالانکہ قرض تو برابر کی واپسی کا مستحق ٹھہراتا ہے. اگر فروختگی کا یہ معاملہ نہ ہوتا، تو وہ اس کو قرض ہی نہ دیتا۔ اور اگر قرض نہ ہوتا، تو مقروض اس چیز کو نہ خریدتا]۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ قرض کے ساتھ نتھی کیا ہوا تجارتی معاملہ حرام ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ سے قرض کی بنا پر مقروض سے عام طور پر ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے. اور نبی کریم ﷺ نے اس استحصال اور ظلم کا دروازہ بند کرتے ہوئے ابتدا ہی سے ان دونوں کو جمع کرنے سے منع فرمادیا۔

(۲)

قرض کے ساتھ کرایہ کا لین دین کرنا

کرایہ کا لین دین بھی خرید و فروخت کی طرح ہے، کہ جس میں ایک چیز یا نفع کے بدلے میں دوسری چیز یا نفع دینے کا معاہدہ طے پاتا ہے۔ جس طرح خرید و فروخت کے معاملے کو قرض کے ساتھ جمع کرنا ناجائز ہے، اسی طرح کرایہ کے لین دین کو بھی

---

❶ تهذيب السنن ۹/۲۹۵-۲۹۶.

قرض کے ساتھ نتھی کرنا حرام ہے۔علمائے امت نے اس بات کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے۔ذیل میں تین اقوال ملاحظہ فرمایئے:

۱: مواہب الجلیل میں ہے:

"کل عَقْدِ مُعَاوَضَةٍ لاَ يَجُوْزُ أَنْ يُقَارِنَهُ سَلَفٌ" ❶

[کسی بھی عقد معاوضہ کے ساتھ قرض [لینا دینا] جائز نہیں]

۲: کتاب [الحاوي] میں ہے:

"لاَ تَجُوْرُ الْإِجَارَةُ بِشَرْطِ الْقَرْضِ". ❷

[قرض [لینے دینے] کی شرط کے ساتھ کرایہ پر لین دین کا معاملہ کرنا جائز نہیں.]

۳: علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

وَلاَ يَجُوْزُأَنْ يَشْتَرِطَ فِيْ القَرْضِ شَرْطًا يَجُرُّبِهِ نَفْعًا مِثْلَ أَنْ يَشْتَرِطَ أَنْ يَبِيْعَهُ أَوْيَشْتَرِيَ مِنْهُ ، أَوْيَوْجِّرَه أَويَسْتَأَ جِرَمِنْهُ ، لأَنَّ النبي ﷺ نَهَى عَنْ بِيْعٍ وَسَلَفٍ . وَعَنْ أَبِيٍّ بِنْ كَعْبٍ ، وابنِ مَسْعُوْدٍ، وابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم أَنهم نَهَوْا عَنْ قَرْضٍ جَرَّمَنْفَعَةً ، ولأَنَّهُ عَقْدُ إِرْفَاقٍ ، وشَرْطُ ذٰلِك يُخْرِجُهُ عَنْ مَوْضُوْعِهِ . ❸

قرض کے ساتھ کوئی ایسی شرط لگانا جائز نہیں ، جو [قرض دینے والے کے لیے] نفع کا سبب بنے ، جیسے کہ اس [مقروض] کے ہاتھ [کچھ] فروخت کرنا یا اس سے خریدنا ، یا اس کو کرایہ پر دینا ، یا اس سے کرایہ پر

❶ مواهب الجليل ١٤٦/٦. منقول از: "المنفعة في القرض" للشيخ العمراني ص ٢١٣.

❷ منقول از: المرجع السابق ص ٢١٣.

❸ ملاحظہ ہو: الكافي ١٧٥/٣ باختصار.

لینا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خرید وفروخت کے معاملہ اور قرض [کو جمع کرنے سے] منع فرمایا ہے، [حضرات صحابہ] ابی بن کعب، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، کہ انھوں نے ہر اس قرض سے منع فرمایا، جو [قرض خواہ کے لیے] نفع کا سبب بنے۔ علاوہ ازیں قرض کا معاملہ تو [مقروض کے ساتھ] شفقت کے لیے ہے اور ایسی شرط اس [قرض] کو اپنے دائرے سے نکال دیتی ہے.]

علامہ ابن قدامہ ہی لکھتے ہیں:

وَإِنْ شَـرَطَ فِيْ الْقَرْضِ أَنْ يُوْجِرَهُ دَارَهُ لَمْ يَجُزْ لِأَنَّ النبيَّ ﷺ نَهَـى عَـنْ بَيْـعٍ وَسَـلَفٍ ، وَلِأَنَّـهُ شَرَطَ عَـقْـدًا فِيْ عَقْدٍ ، فَلَمْ يَـجُـزْ . وَإِنْ شَـرَطَ أَنْ يُـوْجِرَهُ دَارَهُ بِأَقَلَّ مِنْ أُجْرَتِهَا ، أَوْعَلٰى أَنْ يَسْتَأْجِرَ دَارَالْمُقْرِضِ بِأَكْثَرَمِنْ أُجْرَتِهَا ، كَانَ أَبْلَغَ فِيْ التَّحْرِيْمِ . [1]

اور اگر اس [قرض دینے والے] نے یہ شرط لگائی، کہ وہ [یعنی مقروض] اس کو اپنا گھر کرایہ پر دے، تو جائز نہ ہوگا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خرید وفروخت کے معاملے اور قرض [کو جمع کرنے] سے منع فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اس طرح ایک معاملے کو دوسرے معاملے کے لیے شرط ٹھہرایا جاتا ہے، لہٰذا ایسا کرنا درست نہیں۔ اور اگر اس [قرض دینے والے] نے یہ شرط لگائی، کہ وہ [یعنی مقروض] اس کو اپنا گھر حقیقی کرایہ سے کم پر دے گا، یا وہ [یعنی قرض لینے والا] اس [یعنی قرض دینے والے] کا مکان حقیقی کرایہ سے زیادہ پر لے گا، تو اس کی حرمت اور زیادہ شدید ہوگی۔

---

[1] المغني ٤/ ٤٣٧ باختصار.

(۳)

قرض میں دی ہوئی چیز سے اعلیٰ یا زیادہ کی واپسی کی شرط لگانا

قرض دیتے وقت دی ہوئی رقم یا چیز سے زیادہ بہتر چیز واپس کرنے کی شرط لگانا قطعی طور پر حرام ہے۔ یہی اضافہ یا افضلیت تو سود ہے۔ توفیقِ الٰہی سے ذیل میں اسی بارے میں چند ایک اقوال پیش کیے جا رہے ہیں۔

ا: امام مالک نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

"مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَإِنْ كَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلَفٍ، فَهُوَ رِبًا." ❶

"جو شخص کوئی قرض دے، تو وہ اس سے اعلیٰ چیز واپس لینے کی شرط عائد نہ کرے، اگرچہ وہ [بڑھوتری] مٹھی بھر چارہ ہی ہو، وہ [تو] سود ہے۔"

ب: امام مالک نے نافع سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ إِلَّا قَضَاءَهُ." ❷

"جو شخص کوئی قرض دے، وہ صرف اسی کی واپسی کی شرط لگائے۔"

۳: امام مالک نے نقل کیا ہے، کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! إِنِّي أَسْلَفْتُ رَجُلًا سَلَفًا، وَاشْتَرَطْتُ عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتُهُ."

"اے ابو عبدالرحمٰن! بلاشبہ میں نے ایک شخص کو کچھ قرض دیا ہے اور میں

---

❶ المؤطا، كتاب البيوع، باب ما لا يجوز من السلف، رقم الرواية ٩٤، ٢/ ٦٨٢.

❷ المرجع السابق ، رقم الرواية ٩٣، ٢/ ٦٨٢.

نے اس سے اعلیٰ [دینے کی] اس پر شرط لگائی ہے۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

" فَذٰلِكَ الرِّبَا . "

''یہ تو سود ہے۔''

اس نے عرض کیا:

" فَكَيْفَ تَأْمُرُنِيْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ "

''تو [اب] آپ مجھے کس طرح کرنے کا حکم دیتے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا:

" اَلسَّلَفُ عَلٰى ثَلَاثَةِ وُجُوْه:
سَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيْدُ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ ، فَلَكَ وَجْهُ اللّٰهِ .
وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيْدُ بِهِ وَجْهَ صَاحِبِكَ ، فَلَكَ وَجْهُ صَاحِبِكَ .
وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ لِتَأْخُذَ خَبِيْثًا بِطَيِّبٍ ، فَذٰلِكَ الرِّبَا . "

''قرض کی تین اقسام ہیں:
ایک وہ قرض ہے، کہ تم اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہتے ہو، وہ تو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔
ایک وہ قرض ہے، کہ تم اس کے ذریعے اپنے ساتھی کی خوشنودی کو حاصل کرنا چاہتے ہو، تو تمہارے لیے تمہارے ساتھی کی خوشنودی ہے۔
ایک وہ قرض ہے، کہ تم اس کے ذریعے پاک [چیز] کے بدلے میں خبیث [چیز] لینا چاہتے ہو، تو وہ سود ہے۔''

اس شخص نے عرض کیا:

"فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟"

''اے ابوعبدالرحمٰن! آپ مجھے [اب] کیسے کرنے کا حکم دیتے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا:

"أَرَى أَنْ تَشُقَّ الصَّحِيفَةَ.

فَإِنْ أَعْطَاكَ مِثْلَ الَّذِي أَسْلَفْتَهُ، قَبِلْتَهُ.

وَإِنْ أَعْطَاكَ دُونَ الَّذِي أَسْلَفْتَهُ، فَأَخَذْتَهُ، أُجِرْتَ.

وَإِنْ أَعْطَاكَ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتَهُ طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ، فَذٰلِكَ شُكْرٌ، فَشَكَرَهُ لَكَ، وَلَكَ أَجْرُ مَا أَنْظَرْتَهُ." ❶

''میری رائے یہ ہے، کہ تم وثیقہ [یعنی قرض کی دستاویز] کو پھاڑ دو۔

پس اگر وہ تمہارے دیئے ہوئے قرض کے برابر دے، تو قبول کر لینا۔

اور اگر وہ تمہارے دیئے ہوئے قرض سے کم دے، اور تم اس کو لے لو، تو تمہیں اجر ملے گا۔

اور اگر وہ تمہارے دیئے ہوئے قرض سے اپنی خوشی سے اعلیٰ دے، تو یہ [اس کی طرف سے] شکر ہے، کہ اس نے اس طرح تمہارا شکریہ ادا کیا ہے اور تمہارے لیے مہلت دینے کے عوض ثواب ہے۔''

تنبیہ:

اگر کوئی مقروض اپنی خوشی سے بغیر کسی سابقہ شرط کے، لیے ہوئے قرض سے افضل و اعلیٰ چیز دے، تو اس کے لینے میں کچھ مضائقہ نہیں، اس بات کے دلائل میں سے دو درج ذیل ہیں:

❶ الموطأ، كتاب البيوع، باب ما لا يجوز من السلف، رقم الرواية ٩٢، ٢/ ٦٨١۔ ٦٨٢؛ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، كتاب البيوع، باب قرض جرّ منفعة، ......، رقم الرواية ١٤٦٦٢، ٨/ ١٤٦.

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

ایک شخص کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ایک خاص عمر کا اونٹ تھا۔ وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کرنے کے لیے آیا، تو آپ نے فرمایا: "أَعْطُوْهُ."

"اس کو دو۔"

"فَطَلَبُوْا سِنَّهُ، فَلَمْ يَجِدُوْا إِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا."

"انھوں نے اس عمر کا [اونٹ] تلاش کیا، لیکن اس سے اچھی عمر کا ہی ملا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "أَعْطُوْهُ."

"اس کو [اچھی عمر والا اونٹ ہی] دے دو۔"

تو وہ شخص [یعنی قرض وار] کہنے لگا: "أَوْفَيْتَنِيْ أَوْفَى اللّٰهُ بِكَ."

"آپ نے مجھے [میرا حق] پوری طرح دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی [اس کا بدلہ] پورا پورا دے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً." [1]

"بلاشبہ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں، جو [قرض] ادا کرنے میں تم سب سے بہتر ہوں۔"

۲: امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مسعر کہتے ہیں، کہ میرا خیال ہے، کہ انہوں نے کہا: "چاشت کا وقت تھا"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو رکعتیں پڑھ لو۔" [2]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الاستقراض، رقم الحديث ۲۳۹۳، ۵/ ۵۸۔ ۵۹.

[2] المرجع السابق، رقم ۱۱

"وَكَانَ لِيْ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ."

''اور میرا آپ پر قرض تھا، آپ ﷺ نے اس کو ادا کیا [بلکہ] اور زیادہ (بھی) دیا۔''

امام بخاری نے دونوں حدیثوں پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ حُسْنِ الْقَضَاءِ] ❶

[اچھی طرح ادا کرنے کے متعلق باب]

امام بغوی پہلی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ مَنِ اسْتَقْرَضَ شَيْئًا، فَرَدَّهُ أَحْسَنَ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ غَيْرِ شَرْطٍ، كَانَ مُحْسِنًا، وَيَحِلُّ ذٰلِكَ لِلْمُقْرِضِ.

فَأَمَّا إِذَا شَرَطَ فِيْ الْقَرْضِ أَنْ يَرُدَّ أَكْثَرَ أَوْ أَفْضَلَ فَهُوَ حَرَامٌ. ❷

اس میں [اس بات کی] دلیل ہے، کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کو بطور قرض لے اور شرط کے بغیر اس سے زیادہ اچھی چیز یا (وہی چیز) زیادہ مقدار میں واپس کرے، تو وہ احسان کرنے والا [سمجھا جائے] ہوگا، اور قرض خواہ کے لیے اس کا لینا جائز ہوگا۔

اور اگر قرض میں یہ شرط ہو، کہ اس سے زیادہ مقدار میں، یا اس سے افضل چیز کو واپس کرنا ہوگا، تو وہ حرام ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا فتویٰ سے بھی اسی بات کی تایید ہوتی ہے۔

---

❶ صحیح البخاري ٥/ ٥٨.

❷ شرح السنة ٨/ ١٩٢۔ ١٩٣ باختصار.

(۴)

مقروض پر قرض دینے کی شرط لگانا

اس کی صورت یہ ہے، کہ قرض دینے والا قرض دیتے وقت کہے: ''میں آپ کو اس شرط پر قرض دے رہا ہوں، کہ بعد میں آپ مجھے قرض دینا۔'' یا مقروض کہے: ''مجھے قرض دیجیے، میں بعد میں آپ کو قرض دوں گا۔''

قرض لیتے دیتے وقت اس شرط کا عائد کرنا درست نہیں، کیونکہ اس میں قرض کے عوض فائدہ یا نفع لینے کی شرط ہے۔ اور وہ یہ ہے، کہ مقروض بعد میں اس کو قرض دے گا۔ اور امت کا اس بات پر اجماع ہے، کہ ہر وہ فائدہ جو قرض کے ذریعہ سے حاصل کیا جائے، سود ہے۔

ذیل میں اس بارے میں بعض علمائے امت کے اقوال ملاحظہ فرمایئے۔

۱: علامہ علیش لکھتے ہیں:

"وَلاَ خَلاَفَ فِي الْـمَـنْـعِ مِـنْ أَنْ يُسْلِفَ الإِنْسَانُ شَخْصًا لِيُسْلِفَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ" [1]

[کسی شخص کا دوسرے شخص کو اس شرط پر قرض دینا، کہ وہ بعد میں اس کو قرض دے گا، اس کے ممنوع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں].

۲: علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

وَإِنْ شَـرَطَ أَنْ يُقْرِضَهُ الْمُقْتَرِضُ مَرَّةً أُخْرٰى لَمْ يَجُزْ ، لِأَنَّ النبيَّ ﷺ نَهَـى عَـنْ بَيْـعٍ وَسَلَفٍ ، وَلِأَنَّهُ شَرَطَ عَقْدًا فِي عَقْدٍ فلم يَجُزْ . [2]

اگر اس نے یہ شرط لگائی، کہ قرض لینے والا اس [یعنی قرض دینے

[1] منح الجليل لعليش ٥/ ٧٩. نقلا عن "المنفعة في القرض" ص ٢١٩.

[2] المغني ٦/ ٤٣٦ باختصار.

والے] کو دوسری مرتبہ [بدلہ میں] قرض دے گا، تو یہ جائز نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خرید و فروخت کے معاملہ اور قرض [کو جمع کرنے] سے منع فرمایا ہے اور کیونکہ اس میں ایک معاملہ میں دوسرے معاملہ کی شرط لگائی گئی ہے، اس لیے یہ ناجائز ہے۔

۳: سعودی عرب کے سابقہ مفتی اعظم شیخ ابن باز سے اسی بارے میں سوال کیا گیا، جو کہ درج ذیل ہے:

[کسی شخص کو اس شرط پر قرض دینے کا حکم کیا ہے، کہ وہ معینہ مدت کے دوران قرض کی رقم واپس کر دے گا اور اتنی ہی رقم، اتنی ہی مدت کے لیے اپنے قرض دینے والے کو ادھار دے گا۔ کیا یہ اس حدیث میں داخل ہے: ''ہر قرض جو نفع حاصل کرنے کا سبب ہو، سود ہے؟'' یہ بات پیش نظر رہے، کہ قرض کی واپسی میں بڑھوتی طلب نہیں کی گئی]

شیخ رحمہ اللہ جواب میں فرماتے ہیں:

''یہ قرض جائز نہیں، کیونکہ اس میں قرض کے عوض نفع کی شرط لگائی گئی ہے اور وہ دوسرا قرض ہے، جو کہ اب قرض لینے والا قرض دینے والے کو دے گا] اور علماء کا اس پر اجماع ہے، کہ ہر وہ قرض جس میں نفع کی شرط لگائی گئی ہو، وہ [نفع] سود ہے۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا ہے، جو اس پر دلالت کرتا ہے۔

جہاں تک حدیث کہ [ہر قرض جو نفع حاصل کرنے کا سبب ہو، سود ہے] کا تعلق ہے، سو وہ ضعیف ہے، لیکن اس سلسلہ میں اعتماد حضرات صحابہ کے فتویٰ اور اہل علم کے اس کی ممانعت پر اجماع پر ہے۔'' [1]

---

[1] كتاب الدعوة، الفتاوى ١٥٢/١ نقلا عن "المنفعة في القرض" ص ٢٢٠-٢٢١.

(۵)

دوسرے شہر میں قرض کی واپسی کی شرط لگانا

قرض کے متعلقہ مسائل میں سے ایک یہ ہے، کہ ایک مقام پر قرض دیا جائے اور کسی دوسری جگہ اس کی واپسی کی شرط طے کی جائے۔ فقہ اسلامی میں اس کو [سُفْتَجَة] کہتے ہیں۔ علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

" وَمَعْنَاهُ: اشْتِرَاطُ الْقَضَاءِ فِيْ بَلَدٍ آخَرَ . " ❶

''اس کا معنی یہ ہے: کسی دوسرے شہر میں ادائیگی کی شرط لگانا۔''

ا: آثارِ صحابہ:

توفیق الٰہی سے اس سلسلے میں ذیل میں بعض حضرات صحابہ کے آثار نقل کیے جارہے ہیں:

ا: امام مالک نے نقل کیا ہے، کہ انھیں خبر پہنچی ہے، کہ:

''بلاشبہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دوسرے شہر میں ادا کرنے کی شرط پر غلہ قرض دینے کے متعلق اظہار ناپسندیدگی کرتے ہوئے فرمایا:

" فَأَيْنَ الْحَمْلُ؟ " ❷

''پس [غلہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ] لے جانے کا کرایہ کہاں ہے؟ [یعنی وہ کس کے ذمہ ہے؟]''

۲: امام مالک نے اسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ عمر بن خطاب کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہم ایک لشکر کے ساتھ عراق گئے۔ واپسی پر ان کا گزر

---

❶ المغني ٦/ ٤٣٦.

❷ الموطأ، كتاب البيوع، باب مالا يجوز من السلف، رقم الراوية ٩١، ٢/ ٦٨١.

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے انہیں خوش آمدید کہا اور کہنے لگے: ''اگر میں تمھیں کچھ نفع پہنچا سکتا، تو (ضرور) پہنچاتا۔'' پھر (خود ہی) فرمانے لگے:

"بَلٰی ، هَاهُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللّٰهِ ، أُرِيْدُ أَنْ أَبْعَثْ بِهٖ إِلٰی أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، فَأُسْلِفُكُمَا فَتَبْتَاعَانِ بِهٖ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعَرَاقِ ، ثُمَّ تَبِيْعَانِهٖ بِالْمَدِيْنَةِ ، فَتُؤَدِّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ إِلٰی أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، وَيَكُوْنُ الرِّبْحُ لَكُمَا . "

''کیوں نہیں، یہاں اللہ تعالیٰ کا مال ہے۔ [1] میں اس کو امیر المؤمنین کو بھیجنا چاہتا ہوں، سو [وہ] میں تم دونوں کو بطور قرض دیتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ عراقی سامان خرید لو، پھر اس کو مدینہ (طیبہ جا کر) فروخت کر دینا۔ اصل رقم امیر المؤمنین کو دے دینا اور نفع تم دونوں لے لینا۔''

ان دونوں نے کہا: ''ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔''

تو انہوں نے (ان دونوں کو مال دے) دیا اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چٹھی لکھی، کہ ان دونوں سے مال لے لیجیے۔

جب وہ دونوں آئے، تو انہوں نے (سودا) فروخت کیا اور نفع کمایا۔ جب انہوں نے اصل رقم عمر رضی اللہ عنہ کو پیش کی، تو انھوں نے پوچھا:

"أَكُلُّ الْجَيْشِ أَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا أَسْلَفَكُمَا؟"

''کیا انھوں نے سارے لشکر کو تمہاری طرح قرض دیا؟''

انہوں نے عرض کیا: ''نہیں۔''

---

[1] یعنی بیت المال کا مال ہے۔

تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اِبْنَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، فَأَسْلَفَكُمَا . أَدِّيَا الْمَالَ وَرِبْحَهُ . "

''امیر المؤمنین کے دو بیٹے، سوتم دونوں کو قرض دیا۔ تم دونوں اصل رقم اور اس کا نفع ادا کرو۔''

عبداللہ رضی اللہ عنہ تو خاموش رہے، البتہ عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

" مَا يَنْبَغِي لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هٰذَا . لَوْ نَقَصَ هٰذَا الْمَالُ ، أَوْ هَلَكَ لَضَمِنَّاهُ . "

''اے امیر المؤمنین! آپ کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں۔ اگر اس مال میں خسارہ ہوتا، یا یہ [مال] ہلاک ہو جاتا، تو ہم اس (کی ادائیگی) کے ذمہ دار تھے۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم دونوں اس کو ادا کرو۔''

عبداللہ رضی اللہ عنہ تو چپ رہے، البتہ عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے سوال جواب کیے۔

عمر رضی اللہ عنہ کے ہم نشینوں میں سے ایک نے کہا:

"يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَوْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا . "

''اے امیر المؤمنین! اگر آپ اس کو مضاربت کی شکل دے دیں؟''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: " قَدْ جَعَلْتُهُ قِرَاضًا . "

''میں اس کو مضاربت کی شکل دیتا ہوں۔''

سو عمر رضی اللہ عنہ نے اصل رقم اور آدھا نفع لیا اور ان کے دونوں صاحبزادوں عبداللہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہما نے آدھا نفع لیا۔'' [1]

۳: امام عطاء نے بیان کیا:

---

[1] الموطأ، كتاب القراض، باب ماجاء في القراض، رقم الرواية ١، ٢/ ٦٨٧ـ ٦٨٨.

" كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہما يَأْخُذُ مِنْ قَوْمٍ بِمَكَّةَ دَرَاهِمَ، ثُمَّ يَكْتُبُ لَهُمْ بِهَا إِلَى مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ بِالْعِرَاقِ. "
فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا. "
وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مِثْلِ ذَلِكَ، فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا. " [1]

''ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ میں کچھ لوگوں سے درہم لیتے تھے، پھر عراق میں موجود (اپنے بھائی) مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں ان کے لیے لکھ دیتے [اور وہ لوگ وہاں ان سے لے لیتے].

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے اس میں کچھ مضائقہ نہ سمجھا۔

علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے، کہ ان سے [بھی] اسی قسم کا سوال کیا گیا، تو انہوں نے (بھی) اس میں کچھ حرج نہ سمجھا۔''

اس معاملہ کی مختلف صورتیں:

سفتجہ کی درج ذیل چار صورتیں ہوسکتی ہیں:

۱: اس میں قرض خواہ اور مقروض دونوں کا فائدہ ہو۔ جس دوسری جگہ ادائیگی کی شرط عائد کی جارہی ہے، وہیں ادا کرنے میں مقروض کے لیے آسانی ہو، کہ اس کی رقم یا چیز اسی مقام پر ہو اور قرض دار کی مصلحت بھی اسی مقام پر لینے میں ہو،

---

[1] المغني ٦/ ٤٣٦ ـ ٤٣٧. ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کے متعلق نیز دیکھئے: المصنف للإمام عبدالرزاق، كتاب البيوع، باب السفتجه، رقم الرواية ١٤٦٤٢، ٨/ ١٤٠.

کہ اس نے وہ رقم یا چیز وہیں صرف کرنی ہو۔

۲: اس میں صرف مقروض کا فائدہ ہو، کہ واپسی کے وقت وہ رقم یا چیز اس کے پاس اسی دوسری جگہ ہو، البتہ قرض خواہ کو رقم یا چیز کو اپنی اصلی جگہ لانے کے لیے اضافی خرچہ اور راستے کا خطرہ برداشت کرنا پڑے۔

۳: اس میں صرف قرض خواہ کا فائدہ ہو، کہ اس نے اسی مقام پر رقم یا چیز کو استعمال میں لانا ہو، البتہ مقروض کو وہاں رقم یا چیز پہنچانے میں اضافی خرچہ اور راستے کا خطرہ برداشت کرنا پڑے۔

۴: دوسری جگہ ادائیگی کی شرط کی صورت میں قرض خواہ اور مقروض دونوں کا نقصان ہو۔ مقروض کو وہاں رقم پہنچانے کے لیے اضافی خرچہ اور راستے کا خطرہ برداشت کرنا پڑے اور قرض خواہ کو وہاں سے رقم واپس لانے کی خاطر اضافی خرچہ اور راستے کا خطرہ برداشت کرنا پڑے۔ [1]

چاروں صورتوں کا حکم:

پہلی صورت میں مقروض دو فائدے حاصل کرتا ہے: ایک قرض حاصل کرنے کا اور دوسرا قرض کی رقم یا چیز کو اپنی آسانی کی جگہ ادا کرنے کا۔ قرض خواہ صرف ایک فائدہ حاصل کرتا ہے اور وہ یہ ہے، کہ ادائیگی کے وقت وہ قرض کی رقم یا چیز کو اپنی مطلوبہ جگہ میں حاصل کرتا ہے۔ اس معاملہ کو درج ذیل شکل سے واضح کیا جاسکتا ہے۔

مقروض	قرض خواہ
۱: قرض کے ذریعہ سے رقم یا چیز کا حاصل کرنا	X
۲: قرض کی رقم یا چیز اپنی آسانی کی جگہ ادا کرنا۔	قرض کی رقم یا چیز واپسی کے وقت اپنی مطلوبہ جگہ میں حاصل کرنا۔

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے: "ربا القروض وأدلة، تحريمه" للأستاذ الدكتور رفيق مصري ص ٦٠-٦٣.

مذکورہ بالا شکل سے یہ حقیقت سمجھ میں آتی ہے، کہ قرض خواہ مقروض سے قرض کے بدلہ میں کوئی ایسا نفع نہیں لے رہا، جس کا لینا حرام ہے۔

قرض خواہ کو ملنے والا نفع یا سہولت اس اضافی نفع یا سہولت کے بدلے میں ہے، جو کہ وہ مقروض کو دے رہا ہے۔

اس لیے یہ معاملہ قرض کے ساتھ حاصل شدہ ناجائز فائدہ کے دائرہ سے خارج ہے۔ حضرت ابوموسیٰ کا فاروقِ اعظم کے دو صاحبزادوں رضی اللہ عنہم کو دیا ہوا قرض بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اعتراض اس قرض کے دینے پر نہیں تھا، بلکہ امیر المؤمنین کے بیٹوں کو دینے کی تخصیص کی بنا پر تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا معاملہ بھی اسی صورت کا تھا۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

''جب وہ کسی دوسرے شہر میں وصول کرنے کی شرط پر قرض دے: مثال کے طور پر ادھار دینے والے کی مصلحت کسی دوسرے شہر میں درہم پہنچانا ہو اور ادھار لینے والے کے اس شہر میں درہم موجود ہوں، البتہ اس کو درہموں کی ضرورت قرض خواہ کے شہر میں ہو، تو وہ اس سے قرض لے کر اپنے شہر میں ایک چٹھی [سُفْتَجَه] لکھ دے۔

علماء کے ایک قول کے مطابق یہ معاملہ صحیح ہے۔

یہ [بھی] کہا گیا ہے، کہ یہ ممنوع ہے، کیونکہ اس میں قرض نے نفع پہنچایا ہے۔ [لیکن] صحیح بات یہ ہے، کہ یہ جائز ہے، کیونکہ قرض خواہ کو اس شہر تک درہم پہنچانے میں راستے کا خطرہ نہ اُٹھانا پڑا اور مقروض کو بھی اسی شہر میں ادائیگی سے راستے کے خطرہ کو برداشت کرنے سے نجات مل گئی۔ قرض کے اس معاملہ میں دونوں کو فائدہ ہوا اور شارع لوگوں کے لیے

مفید اور مناسب بات سے منع نہیں کرتے۔ وہ تو ضرر رساں چیز سے روکتے ہیں۔'' [1]

دوسری صورت میں مقروض دو فائدے حاصل کر رہا ہے: ایک قرض کے پانے کا، دوسرا فائدہ یہ ہے، کہ وہ دوسری جگہ ادائیگی سے رقم یا چیز کے اصل جگہ پہنچانے کے خرچے اور وہاں پہنچاتے ہوئے راستے کے خطرے سے نجات حاصل کر رہا ہے۔ اور یہ صورت جائز ہوگی، کیونکہ قرض کا اصل مقصد مقروض کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے، اور اس صورت میں قرض خواہ بغیر کسی معاوضہ کے مقروض کو دہرا فائدہ پہنچا رہا ہے۔

تیسری صورت حرام ہوگی، کیونکہ اس میں قرض خواہ اپنے دیئے ہوئے قرض کے عوض نفع حاصل کر رہا ہے، اور مقروض کا اس کو برداشت کرنا کسی اضافی فائدہ کی بنا پر نہیں، بلکہ صرف قرض لینے کی مجبوری کی وجہ سے ہے۔ اور قرض کے سبب ایسا نفع لینے کی شرط لگانا ناجائز اور حرام ہے۔ اور شاید فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے فرمان: فَأَيْنَ الْحَمْلُ؟...... ''کرایہ کہاں ہے؟'' میں اسی بات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب.

چوتھی صورت تو دونوں میں سے کوئی بھی گوارا نہ کرے گا، کیونکہ اس میں دونوں کا نقصان ہے۔

تنبیہات:

۱: اگر قرض کی دوسری جگہ ادائیگی میں صرف قرض خواہ کا فائدہ ہو، لیکن یہ شرط پہلے سے طے شدہ نہ ہو، بلکہ مقروض اپنی مرضی سے بعد میں اس جگہ ادا کر دے، تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ امام عبدالرزاق نے زہری اور ابن سیرین رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے کہا:

---

[1] مجموع الفتاوی ۲۹/ ۵۳۰ـ ۵۳۱؛ نیز ملاحظہ ہو: إعلام الموقعین ۱/ ۳۹۱.

" إِذَا مَا سَلَّفْتَ رَجُلًا هُنَا طعَامًا ، فَأَعْطَاكَهُ بِأَرْضٍ أُخْرَى ، فَإِنْ كَانَ يَشْتَرِطُ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ، وَإِنْ كَانَ عَلَىٰ وَجْهِ الْمَعْرُوْفِ فَلَا بَأْسَ . " [1]

''جب آپ کسی کو اس جگہ غلہ بطور قرض دیں اور وہ اس کو کسی دوسری جگہ ادا کردے۔ اگر یہ طے شدہ شرط کے ساتھ ہو، تو ناپسندیدہ ہے، اور اگر یہ [مقروض کی جانب سے قرض خواہ کے ساتھ] بھلائی کی غرض سے ہو، تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔''

۲: اگر دوسری جگہ ادائیگی کی شرط کی بنا پر مقروض پر کسی اضافی خرچے اور راستے کے خطرے کو برداشت کرنے کا بوجھ نہ ہو، تو اس صورت میں یہ معاملہ درست ہوگا۔

علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

" وَإِنْ شَرَطَ أَنْ يُعْطِيَهُ إِيَّاهُ فِي بَلَدٍ آخَرَ ، وَكَانَ لِحَمْلِهِ مَؤُوْنَةٌ لَمْ يَجُزْ ، لِأَنَّهُ زِيَادَةٌ ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِحَمْلِهِ مَؤُوْنَةٌ جَازَ . " [2]

''اور اگر اس [یعنی قرض خواہ] نے یہ شرط لگائی، کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کرے اور وہاں پہنچانے کا کرایہ ہو، تو یہ شرط لگانا جائز نہ ہوگا، کیونکہ یہ [قرض کی اصل رقم یا چیز پر] اضافہ ہے اور اگر اس کی منتقلی کا خرچہ نہ ہو، تو یہ (شرط لگانا) جائز ہوگا۔''

---

[1] المصنف، كتاب البيوع، باب السُفتجه، رقم الرواية ١٤٦٤١، ٨/ ١٤٠.

[2] المغني ٦/ ٤٣٦.

(۶)

مقروض کا ہدیہ دینا

بعض لوگ قرض لینے کے بعد ادھار دینے والوں کو تحائف دیتے ہیں۔ ایسے تحائف کا قبول کرنا ناجائز ہے۔ اس بارے میں ذیل میں ایک حدیث شریف اور چند ایک صحابہ کرام اور علمائے اُمت کے اقوالِ ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا أَقْرَضَ أَحَدُكُمْ قَرْضًا فَأَهْدَى إِلَيْهِ، أَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ، فَلَا يَرْكَبْهَا، وَلَا يَقْبَلْهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ." [1]

"جب تم میں سے کوئی ایک قرض دے، تو وہ [یعنی مقروض] اس کو تحفہ دے، یا سواری پر سوار [ہونے کی پیشکش] کرے، تو وہ نہ تو اس پر سوار ہو اور نہ ہی اس [ہدیہ] کو قبول کرے۔ ہاں اگر ان دونوں کے درمیان پہلے سے اس سلسلے میں کوئی دستور رائج ہو [تو پھر کچھ مضائقہ نہیں]۔"

---

[1] سنن ابن ماجه، أبواب الأحكام، باب القرض، رقم الحديث ۲٤٥۸، ۲/ ٦١؛ والسنن الكبرى، كتاب البيوع، باب كل قرض جرَّ منفعة فهو ربا، رقم الحديث ۱۰۹۳٤، ٥/ ٥٧٣. الفاظ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ حافظ بوصیری اور شیخ البانی نے اس کو [ضعیف] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مصباح الزجاجة ۲/ ٤٨؛ وضعيف سنن ابن ماجه ص ۱۸۸؛ وإرواء الغليل ٥/ ۲۳٦؛ و سلسلة الأحاديث الضعيفة ۳/ ۳۰۳-۳۰۷). شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الفتاوى الكبرى ٦/ ۱٥۹-۱٦۰). شیخ عبداللہ بن محمد عمرانی نے لکھا ہے، کہ یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ تو ضعیف ہے، البتہ تعدد طرق، حضرات صحابہ کے تائیدی اقوال اور راوی کے ضعیف ہونے کا سبب فسق اور جھوٹ نہ ہونے کی بنا پر [الحسن لغیرہ] کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المنفعة في القرض ص ۱۲۰).

ب: امام بخاری نے ابو بردة رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں مدینہ [طیبہ] حاضر ہوا، تو میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ انہوں نے فرمایا: ''کیا [ہمارے ہاں] نہیں آؤ گے، کہ میں تمھیں ستو [پلاؤں] اور کھجوریں کھلاؤں اور تم ایک [ایسے] گھر میں داخل ہو گے [کہ رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لائے تھے]؟''

پھر انہوں نے فرمایا:

" إِنَّكَ بِأَرْضٍ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ . إِذَا كَانَ لَكَ عَلَىٰ رَجُلٍ حَقٌّ ، فَأَهْدَى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قِتٍّ ، فَلَا تَأْخُذْهُ ، فَإِنَّهُ رِبًا . " [1]

''تم ایسی سرزمین میں ہو، جہاں سود عام ہے۔ جب تمہارا کسی پر قرض ہو، پھر وہ تمہیں گھاس کا، یا جَو کا، یا چارے کا ایک گٹھا تحفہ کے طور پر بھیجے، تو بھی نہ لو، کیونکہ بلاشبہ وہ سود ہے۔''

علامہ عینی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اس قول کی شرح میں تحریر کرتے ہیں:

" أَيْ فَإِنَّ قَبُوْلَ هَدِيَّةِ الْمُسْتَقْرِضِ جَارٍ مَجْرَى الرِّبَا مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ زَائِدٌ عَلَىٰ مَا أَخَذَه مِنْهُ الْمُسْتَقْرِضُ . " [2]

''یعنی قرض خواہ کا ہدیہ قبول کرنا سود ہی کے حکم میں ہے، کیونکہ وہ اس

---

[1] صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، باب مناقب عبدالله بن سلام رضي الله عنه، رقم الرواية ٣٨١٤، ٧/ ١٢٩. شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: اسی بات کو سعید بن منصور نے اپنی [کتاب] السنن میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی [یہی بات] روایت کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: الفتاوى الكبرى ٢/ ١٦٠).

[2] ملاحظہ ہو: عمدة القاري ١٦/ ٢٧٧.

کے لیے ہوئے قرض پر اضافہ ہے۔''

ج: امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

" إِذَا أَسْلَفْتَ رَجُلًا سَلَفًا فَلَا تَقْبَلْ مِنْهُ هَدِيَّةَ كُرَاعٍ . "[1]

''جب تو کسی آدمی کو قرض دے، تو اس سے پایہ کا بھی تحفہ قبول نہ کرو۔''

د: امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے،

" أَنَّهُ قَالَ فِي رَجُلٍ: " كَانَ لَهُ عَلَىٰ رَجُلٍ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا . فَجَعَلَ يُهْدِيْ إِلَيْهِ ، وَجَعَلَ كُلَّمَا أَهْدَى إِلَيْهِ هَدِيَّةً بَاعَهَا حَتَّى بَلَغَ ثَمَنُهَا ثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما : " لَا تَأْخُذْ مِنْهُ إِلَّا سَبْعَةَ دَرَاهِمَ . "[2]

''یقیناً انھوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا، کہ جس کے ایک دوسرے شخص کے ذمہ بیس درہم تھے، اس [یعنی مقروض] نے اس کو تحائف دینے شروع کیے۔ اور جب بھی وہ اس کو ہدیہ دیتا، تو وہ [یعنی قرض خواہ] اس کو فروخت کر دیتا، یہاں تک کہ فروختگی سے جمع شدہ رقم تیرہ درہم ہوگئی، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے [اس شخص] کو فرمایا: ''[اب] تم اس سے صرف سات درہم لو۔''

ہ: امام بیہقی نے سالم بن ابی الجعد سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا:

" كَانَ لَنَا جَارٌ سَمَّاكٌ ، عَلَيْهِ لِرَجُلٍ خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا ، فَكَانَ

---

[1] المصنف، كتاب البيوع، باب الرجل يهدى لمن أسلفه، جزء لرقم الرواية ١٤٦٥٠، ٨/ ١٤٣.

[2] السنن الكبرى، كتاب البيوع، باب كل قرض جرَّ منفعةً فهو ربا، رقم الرواية ١٠٩٣٠، ٥/ ٥٧٢. شیخ البانی نے اس کی [اسناد کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغليل ٥/ ٢٣٤).

يُهْدِيْ إِلَيْهِ السَّمَكَ ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ ، فَقَالَ: " قَاصِهِ بِمَا أَهْدَى إِلَيْكَ . " ❶

''ہمارا ایک پڑوسی مچھیرا تھا۔ کسی شخص کے اس کے ذمہ پچاس درہم تھے۔ وہ اس کو مچھلی بطورِ تحفہ دیتا رہا۔ قرض دینے والے نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: ''جس قدر مچھلی اس نے بطورِ تحفہ تمہیں دی ہے، اس کی قیمت [اصل رقم سے] منہا کر دو۔''

و: امام عبدالرزاق نے ابواسحٰق سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

" إِنِّي أَقْرَضْتُ رَجُلًا قَرْضًا ، فَأَهْدَى لِيْ هَدِيَّةً . "

''بے شک میں نے ایک شخص کو قرض دیا تھا، تو اس نے مجھے تحفہ دیا ہے۔''

انہوں نے فرمایا:

" ارْدُدْ إِلَيْهِ هَدِيَّتَهُ أَوْ أَثِبْهُ . " ❷

''اس کا تحفہ اس کو واپس کر دو، یا اس کو [اس کا] بدل دو۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

" أَوِاحْسُبْهَا لَهُ مِمَّا عَلَيْهِ . " ❸

---

❶ المصنف لعبد الرزاق، كتاب البيوع، باب الرجل يهدى لمن أسلفه، رقم الرواية ١٤٦٥١، ٨/ ١٤٣؛ والسنن الكبرى، كتاب البيوع، باب كل قرض جرَّ منفعةً، رقم الرواية ١٠٩٣١، ٥/ ٥٧٢- ٥٧٣. شیخ البانی نے السنن الکبری کی [اسناد کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغليل ٥/ ٢٣٤).

❷ المصنف، كتاب البيوع، باب الرجل يهدي لمن أسلفه، رقم الرواية ١٤٦٥٤، ٨/ ١٤٤.

❸ المرجع السابق، جزء من رقم الرواية ١٤٦٥٥، ٨/ ١٤٤.

''یا اس کے ذمہ جو [قرض] ہے، اس میں سے اس [ہدیہ کی قیمت] کو شمار کر لو۔''

ز: امام مالک اس بارے میں فرماتے ہیں:

"لَا تُقْبَلُ هَدِيَّةُ الْمَدْيُوْنِ مَا لَمْ يَكُنْ مِثْلُهَا قَبْلُ أَوْ حَدَثَ مُوْجِبٌ لَهَا." [1]

''پہلے سے مروجہ باہمی معاملہ یا ہدیہ دینے کے کسی نئے [شرعی] سبب کے بغیر مقروض کا تحفہ قبول نہ کیا جائے گا۔''

ح: علامہ شوکانی تحریر کرتے ہیں:

"وَالْحَاصِل أَنَّ الْهَدِيَّةَ وَالْعَارِيَّةَ وَنَحْوَهُمَا إِذَا كَانَتْ لِأَجْلِ التَنْفِيْسِ فِيْ أَجَلِ الدَّيْنِ أَوْ لِأَجْلِ رِشْوَةِ صَاحِبِ الدَّيْنِ أَوْ لِأَجْلِ أَنْ يَكُوْنَ لِصَاحِبِ الدَّيْنِ مَنْفَعَةٌ فِيْ مُقَابِلِ دَيْنِهِ، فَذٰلِكَ مُحَرَّمٌ، لِأَنَّهُ نَوْعٌ مِنَ الرِّبَا أَوْ رِشْوَةٌ.

وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ لِعَادَةٍ جَارِيَةٍ بَيْنَ الْمُقْرِضِ وَالْمُسْتَقْرِضُ قَبْلَ التَّدَايُنِ، فَلَا بَأْسَ.

وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لِغَرْضٍ أَصْلاً، فَالظَّاهِرُ الْمَنْعُ لِإِطْلَاقِ النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ." [2]

''[گفتگو کا] ماحاصل یہ ہے، کہ بلاشبہ اگر تحفہ [دینا]، یا عاریۃً کوئی چیز دینا، یا اسی طرح کی کوئی اور صورت اختیار کرنا قرض کی [واپسی کی] مدت

---

[1] شرح الطیبي ۷/ ۲۱۳٦ [2] نیل الأوطار ٥/ ۳٥۰.

میں آسانی کے لیے ہو، یا قرض دینے والے کو رشوت دینے کی غرض سے ہو، یا قرض دینے والے کو قرض دینے کے عوض کچھ فائدہ پہنچانے کی خاطر ہو، تو ایسا کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ سود کی قسم ہے یا رشوت ہے۔ (اور وہ دونوں ہی حرام ہیں۔)

اور اگر یہ صورتیں ادھار لینے اور دینے والے کے درمیان پہلے سے موجود ہوں، تو پھر کچھ مضائقہ نہیں۔

اور اگر ایسی صورتیں اختیار کرنے کا کوئی مقصد بھی نہ ہو، تو ظاہر بات یہی ہے، کہ یہ حرام ہیں، کیونکہ اس بارے میں ممانعت مطلق ہے۔''

(۷)

مقروض سے خدمت یا مہمانی لینا

اس بارے میں علامہ ابن قدامہ نے امام ابن ابی موسیٰ سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"وَلَوْ أَقْرَضَهُ قَرْضًا، ثُمَّ اسْتَعْمَلَهُ عَمَلًا، لَمْ يَكُنْ لِيَسْتَعْمِلَهُ مِثْلَهُ قَبْلَ الْقَرْضِ، كَانَ قَرْضًا جَرَّ مَنْفَعَةً.

وَلَوِ اسْتَضَافَ غَرِيمَهُ، وَلَمْ تَكُنِ الْعَادَةُ جَرَتْ بَيْنَهُمَا بِذٰلِكَ، حُسِبَ لَهُ مَا أَكَلَهُ." [1]

''اور اگر اس نے دوسرے شخص کو قرض دیا، پھر اس سے کوئی ایسا کام لیا،

---

[1] المغني ٦/ ٤٣٨.

جو کہ قرض دینے سے پیشتر نہیں لیتا تھا، تو یہ وہ قرض ہے، کہ اس نے فائدہ کمایا۔ (اور ایسا قرض دینا حرام ہے۔)

اور اگر اس نے قرض خواہ کی مہمانی کی اور اس سے پہلے ان کے درمیان ایسی صورت نہ تھی، تو قرض خواہ نے جو کھایا، اس کا حساب کیا جائے گا [یعنی کھانے کے بقدر رقم مقروض کے قرضے سے منہا کر دی جائے گی۔]۔''

مبحث نہم

قرض کی زکوٰۃ

قرض کے متعلقہ مسائل میں سے ایک یہ ہے، کہ بطورِ قرض دی ہوئی رقم یا چیز کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟ توفیق الٰہی سے اس بارے میں گفتگو درج ذیل دو عنوانوں کے ضمن میں کی جائے گی۔

۱: کیا مقروض قرض کی زکوٰۃ دے گا؟

۲: کیا قرض دینے والا قرض کی زکوٰۃ دے گا؟

(۱)

کیا مقروض لیے ہوئے قرض کی زکوٰۃ دے گا؟

علمائے اُمت نے اموال کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے: پہلی قسم ''اموال باطنہ'' جیسے نقدی، سونا، چاندی اور سامان تجارت ہیں۔ دوسری قسم ''اموال ظاہرہ'' جیسے چوپائے، غلہ، پھل وغیرہ ہیں۔

جمہور علماء کے نزدیک اموال باطنہ والے مقروض پر قرض کی زکوۃ نہیں۔ قرض کی چیز یا رقم کو اس کی ذاتی قابل زکوٰۃ رقم میں شامل تصور نہ کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر اس کے پاس کل ۲ لاکھ روپے ہیں، جن میں سے ایک لاکھ ذاتی اور ایک لاکھ روپے قرض کے ہیں، تو وہ صرف ایک لاکھ روپے کی زکوۃ ادا کرے گا، دو لاکھ کی نہیں۔ [1]

---

[1] ذاتی موجود رقم...... ایک لاکھ روپے......... قرض کی رقم ایک لاکھ روپے۔
اس صورت میں کل موجود رقم ۲ لاکھ روپے ہوگی۔ لیکن زکوۃ ایک لاکھ پر ہوگی، کیونکہ اس کی حقیقی حیثیت ایک لاکھ کی ہے، دو لاکھ کی نہیں۔

اور اگر اس کے پاس کل موجود ایک لاکھ ہے، اور وہ ایک لاکھ ہی کا مقروض ہے، تو اس صورت میں اس پر سرے سے زکوٰۃ فرض ہی نہ ہوگی، کیونکہ اس کی حقیقی حیثیت صفر ہے۔ [1] یہ رائے حضرات ائمہ عطاء، سلیمان بن یسار، میمون بن مہران، حسن، نخعی، لیث، مالک، ثوری، اوزاعی، اسحٰق، ابوثور اور اصحاب رائے کی ہے۔

حضرات ائمہ ربیعہ، حماد بن ابی سلیمان اور شافعی کے جدید قول کے مطابق قرض کی زکوٰۃ مقروض کے ذمہ ہوگی۔ [2]

اموالِ ظاہرہ کے متعلق امام احمد سے دو روایات منقول ہیں۔ ایک روایت کے مطابق ان کا حکم اموال باطنہ جیسا ہوگا، کہ ان کی زکوٰۃ مقروض کے ذمہ نہ ہوگی۔ اور یہی رائے حضراتِ ائمہ عطاء، حسن، سلیمان، میمون بن مہران، نخعی، ثوری، لیث اور اسحاق کی ہے۔ دوسری رائے حضرات ائمہ مالک، اوزاعی اور شافعی کی ہے۔ امام احمد سے بھی ایک روایت اسی کی تائید میں نقل کی گئی ہے۔ [3]

مذکورہ بالا گفتگو کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱: جمہور علماء کے نزدیک اموالِ باطنہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہیں۔

۲: بعض علماء کے نزدیک اموالِ ظاہرہ والے مقروض پر بھی قرض کی زکوٰۃ نہیں۔

۳: بعض علماء کے نزدیک اموالِ ظاہرہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ ہے۔

مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہ ہونے کے دلائل:

۱: حضراتِ ائمہ مالک، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے سائب بن یزید سے

---

[1] کل موجود رقم ...... ایک لاکھ روپے۔ .... قرض کی رقم ...... ایک لاکھ روپے۔
اس صورت میں مقروض کے پاس حقیقی طور پر کچھ بھی نہیں، جو کچھ اس کے پاس ہے، وہ کسی اور کا بطورِ قرض ہے۔ لہٰذا اس پر سرے سے زکوٰۃ نہ ہوگی۔

[2] ملاحظہ ہو: المغني ٤ / ٢٩٣.

[3] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤ / ٢٦٥.

روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، وہ فرما رہے تھے:

"إِنَّ هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ. فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّهِ، ثُمَّ لِيُؤَدِّ زَكَاةَ مَا فَضَلَ." ❶

''بلاشبہ یہ تمہارا زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔ ❷ پس جس کسی کے ذمہ قرض ہو، اس کو چاہیے، کہ وہ اس کو ادا کردے، پھر باقی کی زکوٰۃ ادا کرے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

"فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَقْضِهِ، وَزَكُّوْا بَقِيَّةَ أَمْوَالِكُمْ." ❸

''پس جس پر قرض ہو، سو وہ اس کو ادا کردے۔ اور اپنے باقی ماندہ مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔''

حافظ ابن عبدالبر رقم طراز ہیں:

"قَوْلُ عُثْمَانَ رضي الله عنه يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ لَا تَجِبُ الزَّكَاةُ عَلَى مَنْ عَلَيْهِ دَيْن." ❹

---

❶ الموطأ، كتاب الزكاة، باب الزكوٰة في الدين، رقم الرواية ١٧، ١/ ٢٥٣؛ ومصنف عبدالرزق، كتاب الزكاة، باب لا زكوٰة إلا في فضل، رقم الرواية ٧٠٨٦، ٤/ ٩٢-٩٣؛ ومصنف ابن أبي شيبة، كتاب الزكاة، ما قالوا في الرجل يكون عليه الدين من قال: "لا يزكيه"، ٣/ ١٩٤؛ والسنن الكبرى للبيهقي، كتاب الزكاة، باب الدين مع الصدقة، رقم الرواية ٧٦٠٦، ٤/ ٢٤٩. الفاظِ روایت مصنف عبدالرزاق کے ہیں۔

❷ زکوٰۃ کے مہینہ سے ان کی مراد رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔
اور ادائیگی زکوٰۃ کے لیے رمضان کے مہینے کا تعین ضروری نہیں۔ حاصل شدہ مال پر سال مکمل ہونے کے پیش نظر کسی بھی مہینے کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مقرر کیا جاسکتا ہے۔

❸ مصنف ابن أبي شيبه ٣/ ١٩٤.

❹ التمهيد. منقول از هامش السنن الكبرى للبيهقى ٤/ ٢٥١.

علامہ ابن قدامہ تحریر کرتے ہیں:

"قَالَ ذٰلِكَ بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، فَلَمْ يُنْكِرُوْهُ، فَدَلَّ عَلٰى اِتِّفَاقِهِمْ عَلَيْهِ." [1]

''انھوں نے صحابہ کی موجودگی میں یہ بات فرمائی، لیکن انھوں نے اس پر اعتراض نہ کیا۔ اور یہ اس بات پر ان کی موافقت پر دلالت کرتی ہے۔''

۲: زکوٰۃ کی فرضیت اغنیاء پر ہے، فقراء پر نہیں۔ اگر مقروض کے ذمہ قرض اس کے پاس موجود رقم کے برابر ہے، یا اس قدر ہے، کہ اس کے بعد وہ صاحبِ نصاب نہیں رہتا، تو وہ فقراء کے دائرہ میں شامل ہو کر زکوٰۃ کا مستحق ٹھہرا، اس سے قرض کے مال کی زکوٰۃ کا مطالبہ کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ [2]

۳: صدقہ و خیرات تو اس حد تک کی جاتی ہے، کہ اس کی ادائیگی کے بعد بھی ادا کرنے والا تونگر اور غنی رہے۔ اور یہاں تو مقروض پہلے ہی سے فقیر ہے، قرض کی چیز یا رقم کی زکوٰۃ کی ادائیگی اس کے فقر میں مزید اضافہ کرے گی۔ [3]

۴: زکوٰۃ کی فرضیت ناداروں کے ساتھ تعاون اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تونگری کا شکر ادا کرنے کے لیے ہے۔ اور یہاں تو مقروض خود نادار ہے اور اسلام کا ثابت شدہ ضابطہ ہے: اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ ثُمَّ بِمَنْ تَعُوْلُ. [4] ...... ''اپنی جان سے شروع کرو، پھر ان کے ساتھ، جن کی کفالت تم کرتے ہو۔'' علاوہ ازیں نادار مقروض کو تو اس قدر تونگری میسر ہی نہیں ہوئی، کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

---

[1] المغني ٤/ ٢٦٤.
[2] ملاحظہ ہو: المغني ٤/ ٢٦٤.
[3] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤/ ٢٦٤.
[4] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٤/ ٢٦٤.

۵: قرض کی چیز یا رقم پر مقروض کی ملکیت حقیقی نہیں، بلکہ وقتی اور ظاہری ہے، اسی لیے مقروض کے افلاس کی صورت میں قرض خواہ مقروض کے ہاں موجود اپنے مال کا اس سے زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ [1]

۶: جمہور علماء کے نزدیک قرض خواہ اپنے دیئے ہوئے قرض کی زکوٰۃ دینے کا پابند ہے۔ مقروض کو بھی قرض کے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کا پابند کرنے کی صورت میں ایک ہی مال پر دو دفعہ زکوٰۃ واجب ہوگی، جو کہ شرعاً درست نہیں۔ [2]

اموال ظاہرہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ ہونے کے دلائل:

ا: مقروض آزاد، مسلمان اور صاحب نصاب ہونے کی بنا پر دیگر مسلمانوں کی طرح ہے۔ جس طرح ان پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، اسی طرح اس پر فرض ہوگی۔ [3]

۲: اموالِ ظاہرہ پر زکوٰۃ کی فرضیت نسبتاً زیادہ مؤکد ہے۔ فقراء اور مساکین کی نگاہ ایسے مالوں پر قدرے زیادہ ہوتی ہے اور انھیں ان کی زکوٰۃ میں سے کچھ حاصل ہونے کی توقع زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لیے اسلامی حکومت کے عمال انہی کی زکوٰۃ کی وصولی کے لیے جاتے ہیں۔ اموالِ باطنہ کی زکوٰۃ دینے پر نہ وہ کسی کو مجبور کرتے ہیں اور نہ ہی اس کا مطالبہ کرتے ہیں۔

ترجیح:

دونوں آراء میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے سے پیشتر دونوں طرف کے دلائل پر غور وفکر کرتے ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو: اس کتاب کا صفحہ ۱۲۵۔

[2] ملاحظہ ہو: فقه الزكاة ١/ ١٥٦.

[3] ملاحظہ ہو: المغني ٤/ ٢٦٣.

۱: مقروض پر قرض واجب ہونے کی پہلی دلیل، کہ وہ نصاب کا مالک ہے، محل نظر ہے۔اس کی نصاب کی ملکیت محض وقتی اور ظاہر یہ ہے، حقیقی نہیں۔مثال کے طور پر اگر کسی کے پاس بقدر نصاب نقد یا مویشی یا غلہ یا کوئی اور چیز ہو، اور اس کے ذمہ قرض بھی ہو۔اور جب ہم قرض کی رقم یا چیز کو اس کے پاس موجود چیز یا رقم سے منہا کریں گے، تو وہ صاحب نصاب نہیں رہے گا۔اور کسی شخص کی حقیقی حیثیت تو اس کے ذمہ واجبات نکالنے کے بعد ہی متعین ہوتی ہے۔

۲: اموالِ ظاہرہ والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ کے دلائل کی اساس اموال کی دو قسموں میں تقسیم پر ہے۔لیکن ان دونوں کے درمیان حد فاصل قائم کرنا کٹھن کام ہے، خصوصاً موجودہ دور میں اموالِ باطنہ میں شمار کیے گئے بعض اموال، اموالِ ظاہرہ سے کچھ کم عیاں نہیں۔فیکٹریوں میں تیار کی ہوئی مصنوعات، دکانوں میں سجایا ہوا سامانِ تجارت اور منڈیوں میں جمع کی ہوئی تجارتی چیزیں کسی طور پر اموالِ ظاہرہ سے کم عیاں اور واضح نہیں۔

اس کے برعکس مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہ ہونے کے دلائل کافی زیادہ قوی ہیں۔

مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہ ہونے کے متعلق اقوال:

اس مسئلہ کو مزید نکھارنے کی غرض سے ذیل میں توفیق الٰہی سے چند ایک علمائے امت کے اقوال ذکر کیے جارہے ہیں:

۱: امام مالک نے یزید بن خصیفہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے سلیمان بن یسار سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا، کہ اس کے پاس مال ہے، اور اس کے بقدر اس پر زکوٰۃ ہے:

"أَعَلَيْهِ زَكَاةٌ؟"

''کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟''

انہوں نے فرمایا: "لَا." ......[نہیں] ❶

۲: امام ابن ابی شیبہ نے طاؤس سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"إِذَا كَانَ عَلَيْكَ دَيْنٌ فَلَا تُزَكِّيْهِ." ❷

''جب تم پر قرض ہو، تو اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرو۔''

۳: امام ابن ابی شیبہ نے عطاء سے روایت کی ہے، کہ ان سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا، کہ جس کے ذمہ سال دو سال کا قرضہ ہے:

"أَفَيُزَكِّيْهِ؟"

''کیا وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا؟''

انہوں نے فرمایا: "لَا." ❸

''نہیں۔''

۴: امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے عطاء سے پوچھا:

---

❶ الموطأ، كتاب الزكاة، باب لا زكوٰة إلا في فضل، رقم الرواية ٧٠٨٩، ٤/ ٩٣. نیز ملاحظہ ہو: المحلّى، رقم المسألة ٦٩٥، ٦/ ١٣٥.

❷ المصنف، كتاب الزكاة، ما قالوا في الرجل يكون عليه دين من قال لا يزكّيه، ٤/ ١٩٢. نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، كتاب الزكاة، باب لا زكوٰة إلا في فضل، رقم الرواية ٧٠٩٠، ٤/ ٩٣.

❸ المصنف، كتاب الزكاة، ماقالوا في الرجل يكون عليه دين من قال: لا يزكيه، ٤/ ١٩٣؛ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبدالرزاق، كتاب الزكاة، باب لا زكوٰة إلا في فضل، رقم الرواية ٧٠٩٠، ٤/ ٩٢.

" حَـرْثٌ لِـرَجُـلٍ دَيْـنُهُ أَكْثَرُ مِنْ مَالِهِ يَحْصُدُ، أَيُؤَدِّيْ حَقَّهُ يَوْمَ يَحْصُدُ؟ "

''ایک کھیتی والے شخص کا قرض اس کے مال سے زیادہ ہے، کیا وہ کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرے گا؟''

انہوں نے جواب دیا:

" مَـا أَرَى عَـلـىٰ رَجُـلٍ دَيْـنُـهُ أَكْثَرُ مِنْ مَالِهِ مِنْ صَدَقَةٍ فِيْ مَاشِيَةٍ وَلَا أَصْلٍ ، وَلَا أَنْ يُؤَدِّيَ حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ . " [1]

''میں نہیں سمجھتا، کہ جس شخص کا قرض اس کے مال سے زیادہ ہو، کہ اس کی کھیتی یا اصل میں کوئی صدقہ [واجب] ہو، اور وہ [کھیتی] کی کٹائی کے دن بھی اس کا حق ادا نہیں کرے گا۔''

۵: امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

" إِذَا كَـانَ حِيْـنَ يُـزَكِّـيْ رَجُـلٌ مَـالَهُ ، نَظَر مَا لِلنَّاسِ عَلَيْهِ فَيَعْزِلُهُ . " [2]

''جب آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ دے رہا ہو، تو دیکھے، کہ لوگوں کا کس قدر مال اس کے ذمہ ہے، اس کو الگ کر دے۔''

٦: امام ابن ابی شیبہ نے حضرت فضیل سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

" لَا تُزَكِّ مَا لِلنَّاسِ عَلَيْكَ . " [3]

''لوگوں کا جو کچھ تمہارے ذمہ ہے، تم اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرو۔''

---

[1] المصنف، كتاب الزكاة، باب لا زكوٰة إلا في فضل، رقم الرواية ٧٠٨٩، ٤/ ٩٣. نیز ملاحظہ ہو: المحلّى، رقم المسألة ٦٩٥، ٦/ ١٣٥.

[2] المصنف، كتاب الزكاة، ما قالوا في الرجل يكون عليه دين من قال: "لا يزكيه"، ٤/ ١٩٣.

[3] المصنف، كتاب الزكاة، ما قالوا في الرجل يكون عليه الدين من قال: لا يزكيه، ٣/ ١٩٣.

۷: امام ابن أبی شیبہ حضرت حسن سے روایت نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے بیان کیا:

"لِلزَّكَاةِ حَدٌّ مَعْلُومٌ، فَإِذَا جَاءَ ذٰلِكَ حَسِبَ مَا لَهُ الشَّاهِدَ وَالْغَائِبَ، فَيُؤَدِّيْ عَنْهُ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ دَيْنٍ عَلَيْهِ." ❶

''زکوٰۃ کا وقت معلوم ہے، جب وہ آجائے، تو وہ اپنے حاضر اور غائب مال کا حساب کرے، اور اس [سب] کی زکوٰۃ ادا کرے، سوائے اس قرض کے، جو اس کے ذمہ ہو۔''

۸: امام عبدالرزاق نے حضرت [سفیان] ثوری سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا:

"إِذَا حَضَرَ نَخْلُكَ أَوْ زَرْعُكَ، انْظُرْ مَا عَلَيْكَ مِنْ دَيْنٍ قَدِيْمٍ أَوْ حَدِيْثٍ، فَارْفَعْهُ، ثُمَّ زَكِّ مَا بَقِيَ إِذَا بَلَغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ." ❷

''جب تیری کھجوریں یا کھیتی آجائے، تو دیکھو کہ تمہارے ذمہ کس قدر پرانا یا نیا قرض ہے، اس کو منہا کردو، پھر باقی اگر پانچ وسق ہو، تو اس کی زکوٰۃ ادا کردو۔''

سابقہ گفتگو کا ماحاصل یہ ہے، کہ کسی بھی مقروض پر، خواہ وہ اموال باطنہ والا ہو یا اموال ظاہرہ والا، قرض کی رقم یا چیز کی زکوٰۃ نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے، کہ اس کے مقروض ہونے کا دعویٰ درست ہو۔ اس بارے میں امام ابوعبید فرماتے ہیں:

"إِنَّ الدَّيْنَ إِذَا عُلِمَتْ صِحَّتُهُ (أَي لَمْ يَكُنْ مُجَرَّدَ دَعْوَى) يُسْقِطُ الزَّكَاةَ عَنْ صَاحِبِ الزَّرْعِ وَالْمَاشِيَةِ اِتِّبَاعًا لِسُنَّةِ

---

❶ المصنف، كتاب الزكاة، ما قالوا في الرجل يكون عليه الدين من قال: لا يزكيه، ۳/ ۱۹۳.

❷ المصنف، كتاب الزكاة، باب لا زكوٰة إلا في فضل، رقم الرواية ۷۰۸۹، ٤/ ۹۳.

الـرَّسُـوْلِ الَّذِيْ أَمَرَ أَنْ تُؤْخَذَ الزَّكَاةُ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ لِتَرُدَّ عَلَى الْـفُـقَـرَاءِ. وَالْـمَدِيْنُ مِنْ أَهْلِ الزَّكَاةِ، فَكَيْفَ تُؤْخَذُ مِنْهُ؟ وَمَعَ هٰذَا إِنَّهُ مِنَ الْغَارِمِيْنَ، فَاسْتَوْجَهَا مِنْ جهتين." [1]

''جب قرض کا ہونا پایہ ثبوت کو پہنچ جائے (یعنی صرف دعویٰ ہی نہ رہے)، تو رسول ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے، جنھوں نے اغنیاء سے زکوٰۃ لے کر فقیروں کو دینے کا حکم دیا ہے، کھیتی اور چوپاؤں والے سے زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی۔ مقروض (تو خود) زکوٰۃ کے مستحقین میں سے ہے، اس سے زکوٰۃ کیسے لی جائے گی؟ علاوہ ازیں وہ [غارمین] [2] میں سے ہے، اس لیے دو پہلوؤں سے خودزکوٰۃ کا مستحق ہے۔'' [3]

(۲)

کیا قرض دینے والا قرض کی زکوٰۃ ادا کرے گا؟

اس سلسلے میں حضراتِ صحابہ اور علمائے اُمت کی مختلف آراء ہیں۔ توفیق الٰہی سے ذیل میں اس بارے میں کچھ گفتگو کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(۱)

ایک رائے یہ ہے، کہ قرض دینے والے پر قرض کی زکوٰۃ نہیں۔ عکرمہ فرماتے ہیں:

"لَيْسَ فِيْ الدَّيْنِ زَكَاةٌ."

''قرض میں زکوٰۃ نہیں۔''

یہی بات حضرت عائشہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی گئی ہے۔

---

[1] الأموال ص ۵۱۰، منقول از فقه الزكوٰة ۱/ ۱۵۹.

[2] زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں سے ایک [غارمین] ہے یعنی ایسے مقروض جو قرض ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں۔

[3] یعنی ایک فقیر ہونے کی بنا پر اور دوسرا [غارمین] میں سے ہونے کی وجہ سے۔

دلیل:

اس قول کی دلیل یہ ہے، کہ قرض دئے جانے کی وجہ سے قرض خواہ کے لیے اس مال میں کچھ اضافہ نہیں ہو رہا، اس لیے قرض میں دیا ہوا مال غیر تجارتی سامان کی مانند ہے، [1] جس پر زکوٰۃ نہیں۔

تبصرہ:

مال کی زکوٰۃ ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرض ہے، قرض دینا عام حالات میں مستحب ہے۔ قرض دینے والا رضا کارانہ طور پر قرض دے کر اپنے مال کے اضافہ کو روکتا ہے۔ ایک مستحب کام کی بنا پر فرض کیسے ساقط ہوسکتا ہے؟ قرض دینے والے کا قرض کی بنا پر ثواب کی خاطر اپنے مال میں اضافہ کو روکنا، خود اس کا اپنا انتخاب ہے، اگر وہ مال میں اضافہ کے رکنے کو برداشت نہیں کرسکتا، تو قرض ہی نہ دے، لیکن زکوٰۃ جو فرض ہے، اس کو تو نہ چھوڑے۔

مزید برآں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قرض دینے والے کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی منقول ہے۔ امام ابن حزم نے نافع کے حوالے سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"أَنَّهُ وَلِيَ مَالَ يَتِيْمٍ ، فَكَانَ يَسْتَسْلِفُ مِنْهُ ، يَرَى أَنَّ ذٰلِكَ أَحْرَزُ لَهُ ، وَيُؤْدِيْ زَكَاتَهُ مِنْ مَالِ يَتِيْمٍ ." [2]

"بلاشبہ وہ یتیم کے مال کے نگہبان بنے، تو وہ اس کے مال میں سے بطورِ قرضہ لیا کرتے تھے، کیونکہ وہ ان کی نظر میں اس کے مال کی زیادہ حفاظت والی شکل تھی اور وہ اس کی زکوٰۃ یتیم کے مال ہی سے نکالتے تھے۔"

---

[1] ملاحظہ ہو: المغني ٤/ ٢٧٠.

[2] المحلّى، رقم المسألة ٦٩٤،

(ب)

دوسری رائے یہ ہے، کہ قرض کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم یہ ہے، کہ مقروض اپنے ذمہ قرض کا اعتراف کرتا ہے اور قرض کی واپسی کی استطاعت بھی رکھتا ہے۔

دوسری قسم یہ ہے، کہ قرض کسی ایسے شخص کے ذمہ ہو، جو نادار ہو، یا قرض کا اپنے ذمہ ہونے کا انکار کرنے والا، یا ٹال مٹول کرنے والا ہو۔

اس دوسری رائے کے مطابق ان دونوں قسموں کا حکم جدا جدا ہے۔ اور پھر دو قسموں کے قرض کے متعلق دوسری رائے والے علماء میں باہمی اختلاف ہے۔ جس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

پہلی قسم کے قرض کا حکم:

۱: اس کے متعلق ایک رائے یہ ہے، کہ قرض خواہ پر اس قرض کی ہر سال زکوٰۃ ادا کرنی لازم نہیں، بلکہ قرض ملنے پر وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

اور پھر ایک قول کے مطابق صرف ایک سال کی، اور دوسرے قول کے مطابق گزشتہ سارے سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ یہ دوسرا قول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بعض ائمہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اصحاب الرائے کا مؤقف بھی یہی ہے۔

دلیل:

جب قرض کی رقم یا چیز ہی قرض دینے والے کے پاس نہیں، تو اس کی بنا پر زکوٰۃ واجب کیونکر ہو سکتی ہے؟ علاوہ ازیں زکوٰۃ کی فرضیت کی اساس باہمی ہمدردی ہے، لیکن ادھار دینے والے کو ایسے مال کی زکوٰۃ دینے کا پابند کرنا، جس سے وہ مستفید ہی نہیں ہو رہا، باہمی ہمدردی کے منافی ہے۔ [1]

---

[1] ملاحظہ ہو: المغني ٤/ ٢٦٩۔ ٢٧٠.

تبصرہ:

قرض دینے والے نے قرض دے کر جو کچھ بھی کیا ہے، عام حالات میں وہ مستحب کے دائرہ سے آگے نہیں بڑھتا۔ اور زکوٰۃ کی ہر سال ادائیگی اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ فریضہ ہے۔ اپنی مرضی سے کیے ہوئے مستحب کام کی بنا پر قرض دینے والا کا فرض کام کو معطل کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

ب: پہلی قسم کے قرض کے متعلق دوسری رائے یہ ہے، کہ قرض دینے والا اس کی ہر سال زکوٰۃ ادا کرے۔ یہ رائے حضراتِ صحابہ میں سے عثمان، ابن عمر، جابر رضی اللہ عنہم، امام شافعی اور بعض دیگر ائمہ کی ہے۔

دلیل:

قرض کی اس قسم میں مقروض کے اقرار اور ادائیگی کی استطاعت کی وجہ سے قرض دینے والے کی ملکیت متاثر نہیں ہوئی، کیونکہ وہ جب چاہے، اپنا قرض واپس لے کر اس میں اپنی مرضی سے تصرف کرسکتا ہے۔ [1]

تبصرہ:

اس رائے کی دلیل زیادہ وزنی اور معقول نظر آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب.

اس سلسلے میں امام بیہقی نے سائب بن یزید کے حوالے سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

" زَکِّهِ إِذَا کَانَ عِنْدَ الْمَلَاءِ . "

'' اس کی [یعنی قرض کی] زکوٰۃ ادا کرو، جب وہ مال دار شخص کے ذمہ ہو۔'' [2]

---

[1] ملاحظہ ہو: المغني ٤/ ٢٧٠.

[2] السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الزكاة، باب زكوٰة الدين إذا كان على ملي ء موفي، رقم الرواية ٧٦١٩، ٤/ ٢٥١.

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی روایت نقل کی ہے، کہ ان دونوں نے فرمایا:

"مَنْ أَسْلَفَ مَا لًا فَعَلَيْهِ زَكَاتَهُ فِيْ كُلِّ عَامٍ إِذَا كَانَ فِيْ ثِقَةٍ." ❶

''جو شخص کسی کو قرض دے اور اگر وہ [مقروض] ثقہ ہو، تو اس پر ہر سال اس کی زکوٰۃ ہوگی۔''

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ ان سے غائب مال [قرض وغیرہ کی وجہ سے] کی زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

"أَدِّ عَنِ الْغَائِبِ كَمَا تُؤَدِّيْ عَنِ الشَّاهِدِ."

''غائب مال سے اسی طرح (زکوٰۃ) ادا کرو، جس طرح کہ حاضر مال سے کرتے ہو۔''

اس [یعنی سائل] نے ان سے کہا:

"إِذًا يَهْلِكِ الْمَالُ."

''اس طرح مال برباد ہو جائے گا۔''

تو انہوں نے فرمایا:

"هَلَاكُ الْمَالِ خَيْرٌ مِنْ هَلَاكِ الدِّيْنِ." ❷

''دین کی بربادی سے مال کی بربادی اچھی ہے۔''

دوسری قسم کے قرض کا حکم:

دوسری قسم یہ ہے کہ وہ کسی نادار، یا قرض کے اپنے ذمہ ہونے سے انکار کرنے

---

❶ السنن الكبرىٰ، رقم الرواية ۷٦۲۰، ٤/ ۲٥۲.

❷ المرجع السابق، جزء من رقم الرواية ۷۷۲۱، ٤/ ۲٥۲.

والے، یا ٹال مٹول کرنے والے کے ذمہ ہو۔ ایسے قرض کی زکوٰۃ کے متعلق دو آراء ہیں: ایک یہ کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ یہ رائے حضراتِ ائمہ قتادہ، اسحاق، ابوثور اور اہل عراق کی ہے۔

دلیل:

اس قرض سے مستفید ہونا قرض دینے والے کے دائرہ استطاعت سے باہر ہے۔

تبصرہ:

کیا یہ قرض، قرض دینے والے کو واپس ملا ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں ملا، تو واقعتہً اس سے استفادہ اس کے لیے ممکن نہ تھا۔ لیکن اگر یہ قرض واپس مل گیا ہے، تو وصولی والے سال اس سے استفادہ قرض خواہ کے بس میں تھا۔ لہٰذا اس سال کا حکم گزشتہ سالوں سے مختلف ہونا چاہیے۔ باقی سالوں کے برعکس اس سال کی زکوٰۃ فرض ہونی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اَعلم.

دوسری رائے یہ ہے، کہ اس قرض پر اب کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی۔ البتہ اس کے حاصل ہوجانے پر اس کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔ ایک قول کے مطابق صرف ایک سال کی، اور دوسرے قول کے مطابق گزشتہ سارے سالوں کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ یہ رائے حضرت علی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور بعض دیگر ائمہ کرام سے نقل کی گئی ہے۔ [1]

دلیل:

سب سالوں کی زکوٰۃ کے واجب ہونے کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے، کہ گزشتہ سب سالوں میں اس کی حالت ایک جیسی رہی، لہٰذا اس پر زکوٰۃ کے وجوب اور عدم وجوب کا حکم بھی ایک ہونا چاہیے۔

---

[1] المغني ٤/ ٢٧٠.

تبصرہ:

ایسے قرض کی حالت گزشتہ سب سالوں میں یکساں نہ تھی۔ جس سال میں وہ قرض وصول ہوا، اس میں وہ قرض دینے والے کے اثاثہ میں شامل ہوگیا۔ اس سے پہلے سالوں میں، تو وہ اس کے اثاثہ میں شامل نہ تھا۔ اسی فرق کی بنا پر گزشتہ سالوں میں سے صرف قرض کی وصولی والے سال زکوٰۃ کے وجوب والی بات زیادہ درست نظر آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب. حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرات ائمہ حسن، لیث، اوزاعی، مالک اور ایک روایت کے مطابق امام شافعی کی یہی رائے ہے۔ [1]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ قرض دینے والے پر دئے ہوئے قرض کی زکوٰۃ کے واجب ہونے کے بارے میں علمائے اُمت کی مختلف آراء ہیں۔ اور شاید ان میں سے راجح بات یہ ہے، کہ:

ا: اگر مقروض اپنے ذمہ قرض کا اعتراف کرے اور اس میں قرض کی واپسی کی استطاعت ہو، تو قرض دینے والا اس قرض کی دیگر مال کے ساتھ ملا کر، یا تنہا نصاب کو پہنچنے پر، ہر سال زکوٰۃ ادا کرے۔

ب: اگر قرض کسی نادار، یا قرض کے اپنے ذمہ ہونے سے انکار کرنے والے، یا ٹال مٹول کرنے والے شخص پر ہو، تو قرض دینے والا، اس قرض کی وصولی والے سال، صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب.

---

[1] المغني ٤/ ٢٧٠- ٢٧١. حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق، نیز ملاحظہ ہو: السنن الکبری للبیهقي، کتاب الزکاة، باب زکوٰة الدین إذا کان علی معسرٍ أو جاحد، رقم الروایة ٧٦٢٦، ٤/ ٢٥٣.

مبحث دہم

بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

قرض کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے شاید یہ مناسب ہو، کہ معاشرہ میں بنک کارڈز کے ذریعہ لین دین کی مروجہ صورت پر بھی کچھ روشنی ڈالی جائے۔ اس سلسلے میں گفتگو کو دو حصوں میں پیش کیا جا رہا ہے:

ا: بنک کارڈز کا تعارف

ب: بنک کارڈز کی شرعی حیثیت

(ا)

بنک کارڈز کا تعارف

بنک کی طرف سے اپنے گاہکوں کو بذریعہ کارڈ نقد رقوم وصول کرنے اور خریداری کی سہولت فراہم کرنے کی شکلوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ (Debit Card)

۲: چارج کارڈ (Charge Card)

۳: قرض کا کارڈ (Credit Card)

ان تینوں شکلوں کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ (Debit Card)

ا: یہ کارڈ بنک صرف ایسے لوگوں کو دیتا ہے، جن کا بنک میں اکاؤنٹ ہو۔

ب: بنک ایسے لوگوں کو اپنے کھاتوں میں موجود رقم کی حد تک رقم نکلوانے اور کارڈ

کے ذریعہ متعینہ تجارتی اداروں سے خریداری کا حق دیتا ہے۔

ج: بنک عام طور پر اپنے گاہکوں سے اس کارڈ کے استعمال کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔

د: جن تجارتی اداروں سے بنک کا گاہک اس کارڈ کے ذریعہ خریداری کرتا ہے، بنک فوری طور پر اپنے گاہک کے کھاتہ سے ان کے کھاتوں میں رقم منتقل کر دیتا ہے۔

ہ: بنک ان تجارتی اداروں کوادائیگی کرتے وقت کٹوتی کرتا ہے۔

۲۔ چارج کارڈ (Charge Card)

ا: اس کارڈ کے حصول کی خاطر بنک میں اکاؤنٹ کا ہونا شرط نہیں۔

ب: اس کارڈ والے کو بنک ایک معینہ حد تک متعینہ تجارتی اداروں سے خریداری کرنے کا اختیار دیتا ہے۔

ج: متعلقہ تجارتی اداروں کی جانب سے کارڈ والے کی خریداری کے بلوں کی وصولی پر بنک ان کی ادائیگی فوری طور پر کر دیتا ہے۔ ان بلوں پر کارڈ والے کے دستخط ہوتے ہیں۔

د: بنک تجارتی اداروں سے بلوں پر ایک مخصوص شرح سے کٹوتی کرتا ہے۔

ہ: بنک کارڈ والے کو یہ سہولت دیتا ہے، کہ وہ ایک معینہ مدت تک بلوں کی رقم اضافہ کے بغیر بنک کوادا کر دے۔

و: مقررہ مدت تک ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں بنک کارڈ والے سے مخصوص شرح سے سود وصول کرتا ہے۔

۳۔ قرض کا کارڈ (Credit Card)

اس کارڈ کی اکثر خصوصیات وہی ہیں، جو چارج کارڈ (Charge Card)

کی ہیں۔ البتہ دونوں میں فرق یہ ہے، کہ اس کارڈ کے ذریعہ خریداری کرنے والے سے، بنک بل کی ادائیگی ہی کے دن سے، اداشدہ رقم پر، مخصوص شرح سے سود وصول کرتا ہے۔

(ب)

بنک کارڈز کا شرعی حکم

تینوں اقسام کے کارڈوں کی شرعی حیثیت کی تفصیل توفیق الٰہی سے ذیل میں پیش کی جارہی ہے:

ا۔ اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے والے کارڈ (Debit Card) کی شرعی حیثیت

اس صورت میں کارڈ والا بنک میں اپنے کھاتہ میں موجود رقم کی حدود میں رہتے ہوئے خریداری کرتا ہے۔ بنک اس کے کھاتہ سے اس کی خریداری کے بقدر رقم تجارتی ادارے کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتا ہے۔ بنک اپنی طرف سے تجارتی ادارے کو کچھ نہیں دیتا۔ اس صورت میں بنک اور کارڈ والے کے درمیان قرض کا کوئی معاملہ نہیں ہوتا اور نہ ہی بنک اس سے کچھ لیتا ہے۔ بنک تجارتی اداروں کو ادائیگی کرتے وقت جو کٹوتی یا کمیشن وصول کرتا ہے، اس کا بھی سود سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس سارے معاملہ میں قرض ہی نہیں، تو سود کیسے ہوگا؟ البتہ اس سلسلے میں یہ بات ضروری ہے، کہ کارڈ والے کا اکاؤنٹ کرنٹ ہو اور مکمل طور پر سودی لین دین سے پاک ہو۔

۲۔ چارج کارڈ کا شرعی حکم:

اس کارڈ کو استعمال کرنے والا مقررہ مدت گزرنے کے بعد بنک کی طرف سے تجارتی اداروں کو ادا کردہ رقم پر سود ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے اور جس معاملہ میں سود آجائے، اس کی حرمت اور قباحت میں شک وشبہ کی ادنیٰ گنجائش بھی باقی نہیں رہتی۔ قرآن وسنت کی متعدد نصوص میں سود کی حرمت اور سنگینی کو بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں ایسی ہی پانچ آیات واحادیث ملاحظہ فرمائیے:

ا: سودی لین دین کا ایمان کے منافی ہونا:

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ ❶

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سود میں سے جو باقی ہے، چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔''

علامہ الحرالی تحریر کرتے ہیں:

" فَبَيَّنَ أَنَّ الرِّبَا وَالْإِيْمَانَ لَا يَجْتَمِعَان . " ❷

''(اس آیت میں) اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، کہ بلاشبہ سود اور ایمان جمع نہیں ہوتے۔''

ب: سود نہ چھوڑنے والوں کے لیے اللہ اور رسول ﷺ کا اعلانِ جنگ:

مذکورہ بالا آیت شریفہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾ ❸

''اور اگر تم نے [باقی ماندہ سود] نہ چھوڑا، تو اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی طرف سے بڑی جنگ کا اعلان سن لو۔''

امام مالک فرماتے ہیں:

" لَمْ أَرَ أَشَرَّ مِنَ الرِّبَا لِأَنَّ اللّٰهَ آذَنَ فِيْهِ بِالْحَرْب . " ❹

''میں نے سود سے بُری کوئی [چیز] نہیں دیکھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بنا پر اعلانِ جنگ کیا ہے۔''

ج: ایک درہم سود کھانے کا چھتیس مرتبہ زنا سے زیادہ سنگین ہونا:

---

❶ سورة البقرة/ الآية ۲۷۸.

❷ منقول از تفسير القاسمي ۳/ ۳۷۳.

❸ سورة البقرة/ الآية ۲۷۹.

❹ ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي ۳/ ۳٦٤.

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' دِرْهَمُ رِبَاءً يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَ ثَلَاثِيْنَ زِنْيَةً. '' [1]

''آدمی کا ایک درہم سود جانتے بوجھتے کھانا چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ سنگین ہے۔''

د: سب سے ہلکے سود کا ماں کے ساتھ نکاح کرنے کی مانند ہونا:

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا ، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ. '' [2]

''سود کی ستر اقسام ہیں، ان میں سے سب سے ہلکی قسم یہ ہے، کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔''

ہ: سود کا انجام تنگ دستی:

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] المسند، رقم الحديث ۲۱۹۵۷، ۲۸۸/۳۶. حافظ ہیثمی اور حافظ منذری نے تحریر کیا ہے، کہ اس کے روایت کرنے والے صحیح کے راویان ہیں۔ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۱۱۷/٤ ؛ والترغيب والترهيب ۷/۳ ؛ و صحيح الترغيب والترهيب ۳۷٦/۲)؛ البتہ حافظ ابن الجوزی نے اس حدیث کو موضوع احادیث میں شمار کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر نے ان کی تردید کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: القول المسدد فی الذبّ عن مسند الإمام أحمد ص ۵۱-۵۳.

[2] صحيح سنن ابن ماجه، كتاب التجارت ، باب التغليظ في الربا، رقم الحديث ۱۸٤٤۔ ۲۲۷٤ ، ۲۷/۲. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۷/۲).

"مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلٰى قِلَّةٍ." [1]

''کوئی شخص بھی سود سے زیادہ [مال جمع] نہیں کرتا، بلکہ اس کا انجام تنگ دستی ہوتا ہے۔''

کیا ان آیات و احادیث سے آگاہی کے بعد سچے ایمان والا شخص کسی بھی سودی معاملہ کے قریب پھٹک سکتا ہے؟

ایک سوال اور اس کا جواب:

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے، کہ اگر کارڈ والا مقررہ مدت کے اندر ہی بنک کو واجب الذمہ رقم ادا کر دے اور بنک ادا کردہ رقم سے زائد کچھ نہ لے، تو پھر اس کارڈ کے استعمال کا شرعی حکم کیا ہوگا؟

درج ذیل تین باتوں کو پیش نظر رکھنے سے سوال کا صحیح جواب سمجھنے میں توفیقِ الٰہی سے آسانی کی توقع ہے:

۱: بعض بنک ایسے کارڈ کے دینے، اس کی تجدید اور گم شدگی کی صورت میں نئے کارڈ کے جاری کرنے پر فیس وصول کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے، کہ کارڈ لینے والا ان باتوں کا معاوضہ کیوں ادا کرتا ہے؟

جواب واضح ہے، تاکہ وہ اپنی اُدھار خریداری کے لیے بنک سے قرض حاصل کر سکے۔ اس طرح بنک، کارڈ والے سے اصل قرض کے علاوہ فیس کے نام سے اضافہ وصول کرتا ہے۔ اور شریعت اسلامی کا واضح حکم ہے، کہ قرض کی بنا پر، قرض دینے والا،

---

[1] صحیح سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، رقم الحدیث ۱۸٤۸۔ ۲۲۷۹، ۲/ ۲۸. شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/ ۲۸؛ نیز ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب و الترهیب ۲/ ۳۷۸). سود کی حرمت اور سنگینی کے متعلق مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: التدبیر الواقیة من الربا في الإسلام ص ۳۳۔۵۹.

مقروض سے قرض کے علاوہ جو کچھ بھی لیتا ہے وہ سود ہے۔ [1] اور جب یہ سود ہے، تو اس کا لینا دینا حرام ہوگا۔ اور سود کا نام فیس رکھنے سے وہ حلال تو نہیں ہوسکتا۔ خنزیر کو بکری کہنے سے، وہ حلال تو نہیں ہوسکتا۔

ب: بنک تجارتی ادارے کو کارڈ والے کی خرید کردہ اشیاء کے بلوں کی مکمل رقم ادا نہیں کرتا، بلکہ مخصوص شرح سے کٹوتی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر وہ کارڈ والے سے سو روپے وصول کرتا ہے، تو تجارتی ادارے کو ۹۸ روپے دیتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے، کہ بنک ہر سو روپوں میں سے دو روپے کس بنا پر وصول کرتا ہے؟ سبب واضح ہے، کہ بنک تجارتی ادارے کو آج ۹۸ روپے دے کر کارڈ والے سے ایک ماہ بعد سو روپے وصول کرتا ہے۔ دو روپے درحقیقت اٹھانوے روپے ایک ماہ کی مدت کے لیے دینے کا معاوضہ ہے اور رقم دے کر، دی ہوئی مدت کے بدلہ میں حاصل کردہ اضافی رقم ہی کا نام سود ہے۔

بعض تجارتی ادارے کارڈ والے سے خریدے ہوئے سامان کی حقیقی قیمت سے کچھ زیادہ رقم کے بل پر دستخط کرواتے ہیں۔ مثال کے طور پر اٹھانوے روپے کا سامان دے کر سو روپے کے بل پر دستخط کرواتے ہیں۔ اس طرح تجارتی ادارہ تو اپنا پورا حق وصول کرتا ہے، البتہ کارڈ والا اٹھانوے روپے کا سامان لے کر بنک کو سو روپے دینے کا پابند ہوتا ہے۔ اس کے اس اضافہ کو برداشت کرنے کا سبب یہ ہے، کہ بنک اس کی طرف سے یہ رقم تجارتی ادارہ کو فوراً ادا کرتا ہے اور وہ بنک کو کچھ مدت کے بعد ادا کرتا ہے۔ اور مدت کے مقابلہ میں اسی اضافہ کا نام سود ہے۔

ج: چارج کارڈ کے ذریعہ اُدھار خریداری کی رقم کی بنک کو مقررہ مدت میں واپسی ناممکن تو نہیں، البتہ مشکل ضرور ہے۔ ابتدا میں مقررہ مدت کے اندر ادائیگی

---

[1] اس سلسلے میں تفصیل اس کتاب کے صفحات ۱۸۳۔۱۸۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔

کرنے والے کتنے ہی لوگ کچھ ہی عرصہ بعد پٹڑی سے اُتر جاتے ہیں اور ادائیگی میں تاخیر کرنے کی بنا پر سود ادا کرتے ہیں۔ اس طرح اس قسم کے کارڈ کے استعمال کے مذکورہ بالا دونوں اسباب کے ساتھ ایک تیسری بات یہ بھی ہے، کہ یہ عام طور پر کارڈ والے کو صریح سودی معاملہ تک پہنچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

اس قسم کے کارڈ کے ناجائز ہونے کے لیے پہلے دو سبب بہت کافی ہیں۔ اور اگر وہ دو سبب بفرض محال نہ بھی ہوں، تو ایک مسلمان کو اس کارڈ کے استعمال سے دُور کرنے کے لیے تنہا تیسرا سبب بھی کچھ کم اہم نہیں۔

۳۔ قرض کارڈ (Credit Card) کا شرعی حکم

چارج کارڈ کے شرعی حکم کے حوالے سے بیان کردہ پہلی دونوں باتیں (ا......اور......ب) قرض کارڈ میں کلی طور پر موجود ہیں۔ تیسری خرابی (ج) جس سے چارج کارڈ میں بچنا مشکل تھا، اس کارڈ کے استعمال میں یقینی طور پر موجود ہے، کیونکہ اس کے استعمال کرنے والا خریداری کے دن ہی سے لیے ہوئے قرض پر سود دینے کا پابند ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ کارڈ اوّل تا آخر بلاشک وشبہ حرام کے زمرہ میں داخل ہے۔

ضروری تنبیہ:

چارج کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کے متعلق گفتگو کرتے وقت اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے، کہ عقل و دانش اور صحیح معاشی حکمت عملی کا تقاضا یہ ہے، کہ انسان اپنی چادر کے بقدر پاؤں پھیلائے۔ اپنے وسائل سے تجاوز کرنے والا وقتی طور پر تو اپنی خواہش کو پوری کر لیتا ہے، لیکن وہ اپنے آپ کو بے چینی اور پریشان حالی کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

علاوہ ازیں شرعی طور پر عام حالات میں سودی لین دین سے پاک قرض لینا ایک ناپسندیدہ کام ہے، اس سلسلے میں درج ذیل باتیں گزشتہ صفحات میں بیان کی جا چکی ہیں:

ا: نبی کریم ﷺ نماز میں کثرت سے قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے رہتے۔

ب: قرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کا طلب کرنا آنحضرت ﷺ کی ایسی دعاؤں میں شامل تھا، جنہیں آپ ﷺ چھوڑا نہیں کرتے تھے۔ [یعنی مستقل مانگتے تھے]

ج: آنحضرت ﷺ نے قرض کو جانوں کو خوف زدہ کرنے والا قرار دیا۔

د: آنحضرت ﷺ نے قرض لینے کو خودکشی کرنا قرار دیا۔

ہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قرض کی ابتدا غم اور انتہا ناداری بتلائی۔

و: بعض سلف نے بیان کیا، کہ قرض کی وجہ سے لاحق ہونے والے غم کی بنا پر ضائع ہونے والی عقل واپس نہیں پلٹتی۔

ز: بعض علماء نے قرض کو عیب قرار دیا، کہ وہ رات کو پریشانی، دن کو ذلت، اور جانوں کو ڈرانے بلکہ کمزور کرنے کا سبب ہے۔ [1]

مزید برآں علمائے اُمت نے احادیث شریفہ کی روشنی میں قرض لینے کے لیے کچھ شرائط کی موجودگی کو ضروری قرار دیا ہے، جن میں سے ایک یہ ہے، کہ قرض لینے کا معقول اور جائز سبب موجود ہو۔ [2]

چارج کارڈ اور کریڈٹ کارڈ کا فلسفہ مذکورہ بالا سب باتوں کے کلی طور پر برعکس ہے۔ کارڈ جاری کرنے والے بنک کا مطمح نظر یہ ہوتا ہے، کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان کے تیار کردہ قرض کے سنہری پنجرے میں خوب اچھی طرح پھنس جائیں، تاکہ وہ لمبی مدت تک ان کا خون چوستے رہیں اور کارڈوں والے [نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن] کی

---

[1] اس بارے میں تفصیل اس کتاب کے صفحات ۴۰ تا ۴۵ میں ملاحظہ فرمائیے۔

[2] اس بارے میں تفصیل اس کتاب کے صفحات ۴۷ تا ۵۲ میں ملاحظہ فرمائیے۔

عبرتناک تصویر پیش کرتے رہیں، کہ نہ تو انہیں اس سنہری پنجرے کے اندر رہتے ہوئے سکون میسر آئے اور نہ ہی اس سے باہر نکلنا کچھ آسان ہو۔

ایک واقعہ

روزمرہ زندگی میں کریڈٹ کارڈ کے ذریعہ برباد لوگوں کے کتنے واقعات دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں۔ ۲۷ جنوری ۲۰۰۸ء کے نوائے وقت سنڈے ایڈیشن میں ایک فیچر بعنوان [کریڈٹ کارڈز نے کروڑ پتی کو بھکاری بنا دیا] شائع ہوا، جس کا خلاصہ ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

ٹیلی ویژن کا ہر دل عزیز پیش کار صحافی ایڈ مچل اپنے بارے میں کہتا ہے: ''ہماری زندگی بڑے مزے اور بے فکری میں گزر رہی تھی۔ میں نے تقریباً پوری دنیا کا سفر کیا ہے۔'' وہ اور اس کا کنبہ نہایت خوش حال زندگی گزار رہے تھے۔ اور ان کے ہود کے علاقے میں واقع گھر کی مالیت پانچ لاکھ پونڈ تھی۔ مچل اس بات کا اعتراف کرتا ہے، کہ: ''اس کی بربادی میں شراب نوشی کا بھی عمل دخل ہے، لیکن بنیادی وجہ کریڈیٹ کارڈز پر آسانی سے قرضہ حاصل کرنے کی سہولت تھی۔ نوکری سے جواب ملنے کے بعد اس کا تمام تر انحصار کریڈٹ کارڈوں پر ہی تھا، جس کی وجہ سے اس کی ہر چیز قرضے میں ڈوب گئی۔

میرے اوپر ایک ایسا وقت آ گیا، کہ میرے پاس ۲۵ کریڈٹ کارڈز تھے۔ میرے ماضی کے حالات اور آمدنی کو مدنظر رکھتے ہوئے، مجھے نئے کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آ رہی تھی اور میں ایک کارڈ کا قرضہ دو دوسرے کارڈ سے ادا کرنے کا عادی ہو چکا تھا۔ جب بینک میں میری تنخواہ کا چیک جانا بند ہو

گیا، تو تمام قرض خواہوں نے ایک دَم میرے گھر پر یلغار کر دی۔ سولہ ہزار پونڈ کا قرضہ ایک کارڈ پر تھا۔ ہالیفکس اور برکلے بینکوں کے کارڈوں پر تیس ہزار پونڈ واجب الادا تھے۔ ایک کمپنی نے مجھے نوٹس بھیجا، کہ میں ان کے قرضے میں سے صرف دو ہزار پونڈ ادا کر دوں، لیکن میرے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی، دو ہزار کہاں سے ادا کرتا۔ مالی پریشانیوں کے نتیجے میں گھر میں تناؤ اور بیوی سے لڑائی جھگڑا رہنے لگا۔ آخر دو سال قبل ۲۵ سالہ ازدواجی زندگی طلاق پر ختم ہو گئی۔ جب ہماری علیحدگی ہوئی، تو تمام قرضہ میرے ہی نام پر تھا۔ نتیجتاً مجھے اپنا مکان فروخت کرنا پڑا۔ [سابقہ] بیوی نے اپنے بیٹے کے ساتھ ایک فلیٹ میں رہائش اختیار کر لی اور مجھے پہلی رات قریبی پارک کے بنچ پر سو کر گزارنا پڑی۔

اگلا ایک سال اس نے مختلف دوستوں کے گھروں میں صوفوں پر سوتے ہوئے گزارا، لیکن دوستوں پر ہمیشہ بوجھ نہیں بننا چاہتا تھا، گزشتہ نو ماہ سے وہ انتہائی تلخ زندگی گزار رہا ہے۔ اس کا ''نیا گھر'' پارک کا بنچ ہے۔ اس کے دن کا بڑا حصہ کام کی تلاش یا لائبریری کے چکر لگانے میں گزرتا ہے۔

مچل آخر میں کہتا ہے: ''اب تک کا عام تاثر یہ رہا ہے، کہ بے گھر افراد پیشہ ور بھکاری، کام چور اور ہڈ حرام لوگ ہیں، لیکن اب یہ تاثر درست نہیں رہا۔ اکیسویں صدی میں بے گھر افراد کی اکثریت میرے جیسے سفید پوش لوگوں پر مشتمل ہو گی، کیونکہ بنک اور قرض دینے والے دوسرے ادارے جس طرح آسان شرائط پر لوگوں کو کریڈٹ کارڈوں کے جال میں پھانسنے کی مہم چلا رہے ہیں، اس سے یقیناً میرے جیسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہو گا۔ میں لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کو اس جال میں

پھنسنے سے پہلے انتباہ کرنا چاہتا ہوں، کہ وہ میرے حشر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کریں۔

آپ سوچتے ہوں گے ہر وقت اونچائی پر اڑنے والا ایک شخص اچانک پارک کے ننگے اور ٹھنڈے بنچ پر کیسے آن گرا؟

لیکن آپ یقین کریں یہ بنچ آپ میں سے کسی کا بھی مقدر بن سکتا ہے۔'' [1]

[1] منقول از روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی باختصار از میاں محمد ابراہیم طاہر ص ۲۲.

حرف آخر

رب علیم و حکیم کا شکر گزار ہوں، کہ انھوں نے اس اہم موضوع کے بارے میں یہ صفحات ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس میں اگر کچھ خیر ہے، تو محض ان کے فضل و کرم سے ہے اور جو خلل، نقص اور کوتاہی ہے، وہ میری جانب سے ہے۔ انہی سے اس حقیر کوشش کی قبولیت اور اس میں کوتاہیوں کی معافی کی انتہائی عاجزانہ التماس ہے۔ إنه قريب مجيب .

خلاصۂ کتاب:

اس میں بیان کردہ گفتگو کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱: قرض کا مفہوم:

قرض کے لغوی معنی [کاٹنے] یا کسی جگہ سے گزرنے کے ہیں۔ شرعی معنی یہ ہے، کہ کسی کو اپنے مال یا چیز کا اس شرط پر مالک بنانا، کہ وہ اس کے مثل واپس کرے۔

قرض کی وجہ تسمیہ یہ ہے، کہ مال والا اپنے مال کے ایک حصہ کو کاٹ کر دوسرے شخص کو اس کا مالک بناتا ہے۔ قرض کا ایک نام [سلف] بھی ہے، البتہ [سلف] سے بسا اوقات [بیع السلم] مراد ہوتی ہے۔

۲: قرض کی شرعی حیثیت:

قرض لینے کے متعلق متعدد اور بظاہر متعارض روایات ہیں۔ اس بارے میں خلاصہ یہ ہے، کہ عام حالات میں قرض لینا ناپسندیدہ کام ہے، البتہ جب درج ذیل

شرائط:

۱: قرض لینے کا جائز اور معقول سبب

۲: ادائیگی کا پختہ اور سچا ارادہ

۳: مستقبل میں ادائیگی کے امکانات

موجود ہوں، تو پھر قرض لینے میں حرج نہیں۔

۳: قرض کا دائرہ:

قرض کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ نقدی، ماپ اور وزن کی جانے والی چیزیں، حیوانات، غرضیکہ ہر وہ چیز بطور قرض لی جاسکتی ہے، جس کی ہبہ وغیرہ کے ذریعہ ملکیت حاصل ہوسکتی ہو۔

۴: قرض دینے کی ترغیب:

قرآن و سنت کے متعدد عمومی دلائل سے قرض دینے کی ترغیب ثابت ہوتی ہے۔ قرض دینے کے اجر و ثواب کے متعلق احادیث شریفہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱: صدقہ کے نصف ثواب کے برابر ہونا

ب: صدقہ کے ثواب کے برابر ہونا

ج: صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرض کا اٹھارہ گنا ہونا

د: ادائیگی کے مقررہ وقت سے پہلے ہر روز اتنی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ہونا

ہ: ادائیگی کے مقررہ وقت کے بعد ہر روز اتنی رقم صدقہ کرنے کے ثواب سے دگنا ثواب ہونا

و: سونا یا چاندی کے قرض دینے کا ثواب گردن آزاد کرنے کے ثواب کے برابر ہونا

قرض دینے کے ثواب میں مذکورہ بالا تفاوت قرض دینے والوں کی نیتوں میں

اختلاف، ان کے مقروضوں کے ساتھ معاملہ میں تفاوت اور مقروضوں کی ضروریات کی نوعیت میں باہمی فرق وغیرہ اسباب کی بنا پر ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اُعلم.

۵: مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین:

اسلامی شریعت میں مقروض کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے قرض خواہوں کو مطالبہ میں ناجائز طریقے اختیار کرنے سے بچنے کا حکم دیا ہے اور قرض کے تقاضے میں آسانی کرنے کے درج ذیل فوائد اور برکات بیان فرما کر اس کی پرزور ترغیب دی ہے:

ا: بہترین مومنوں کی ایک صفت

ب: حصول آسانی کی چابی

ج: رحمت الٰہیہ کے حصول کا ایک سبب

ہ: دخول جنت کا ایک سبب

اللہ عزوجل نے تنگ دست مقروض کو مہلت دینے کا حکم اور اس کا قرض معاف کرنے کی ترغیب دی ہے۔ نادار مقروض کے ساتھ آسانی کرنے کے ثمرات و برکات، جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ا: دعاؤں کی قبولیت

ب: مصیبت سے نجات

ج: روزِ محشر کی مصیبتوں سے نجات

د: سایۂ عرش کا پانا

ہ: سب سے پہلے سایۂ عرش پانے والوں میں شمولیت

و: گناہوں کی معافی

ز: جنت میں داخلہ

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم تنگ دست اور نادار مقروضوں سے انتہائی ہمدردانہ اور مشفقانہ رویہ اختیار کرتے۔ اس سلسلے میں کتاب میں بیان کردہ واقعات کا خلاصہ یہ ہے، کہ ایک صحابی نے اپنے مقروض کا آدھا قرض معاف کر دیا۔

دوسرے نے قرض کی مکمل معافی یا ادائیگی میں آسانی، دونوں میں سے ایک کے چناؤ کا اپنے مقروض کو اختیار دیا۔

تیسرے نے اپنے مقروض کو قرض کا اقرار نامہ واپس کرتے ہوئے قرض کی پوری رقم سے دست بردار ہونے کی خبر دی۔

اور چوتھے نے قرض کے اقرار نامہ کو اپنے ہاتھ سے ضائع کر دیا۔ رضی الله عنهم وأرضاهم.

۶: ادائیگی قرض کی تلقین:

مقروض کے پاس قرض ایک امانت ہے اور اللہ عزوجل نے امانتوں کا ان کے حق داروں کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائیگی قرض کے سچے ارادے اور عمدگی سے ادا کرنے کے فوائد و برکات بیان فرما کر قرض کی واپسی کی زور دار ترغیب دی ہے:

ا: اللہ تعالیٰ کا قرض کو ادا کروا دینا۔ اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بنی اسرائیل کے ایک شخص کے واقعہ کی خبر دی۔

ب: اللہ تعالیٰ کی مدد کا حاصل ہونا

ج: اللہ تعالیٰ کی طرف سے محافظ کا ملنا

د: رزق کا میسر آنا

ہ: ادائیگی میں بہترین ہونے سے بہترین لوگوں میں شامل ہونے کی خوشخبری

و: ادائیگی میں آسانی کرنے والوں سے محبت الٰہی

ایک اشکال کا حل

افراطِ زر کی بنا پر قرض میں دی ہوئی رقم کی قوت خرید میں کمی کی تلافی کے لیے قرض خواہ کو اصل سے زیادہ رقم کا مستحق ٹھہرانا ناجائز ہے، کیونکہ یہ اضافہ سود ہے۔ قرض خواہ درج ذیل دو باتوں میں سے ایک اختیار کرے:

ا: رضائے الٰہی کی خاطر اس کمی کو برداشت کرے۔

ب: قرض ہی نہ دے، کیونکہ عام طور پر قرض کا دینا مستحب اور سود سے بچنا فرض ہے۔

۷: ادائیگی قرض میں اسوہ حسنہ:

نبی کریم ﷺ نے اس سلسلے میں امت کے لیے بہترین نمونہ چھوڑا ہے۔ آپ ﷺ ادائیگی قرض کے لیے قبل از وقت تیاری کرتے۔ قرض دار کے درشت لہجہ میں تقاضے کو برداشت فرماتے اور ادائیگی کرتے وقت، اپنی خوشی سے، بغیر کسی سابقہ شرط یا اشارہ کے، واجب الذمہ چیز یا رقم سے زیادہ یا بہتر واپس فرماتے۔

۸: ادائیگی قرض کروانے والی دعاؤں کی تعلیم:

ادائیگی قرض کے لیے نبی کریم ﷺ کے شدید اہتمام کو نمایاں کرنے والی ایک بات یہ بھی ہے، کہ آنحضرت ﷺ ادائیگی قرض کروانے والی دعاؤں کی امت کو تعلیم دیتے۔ اس سلسلے میں تین دعائیں کتاب میں ذکر کی گئی ہیں۔

۹: قرض کی عدم ادائیگی اور تاخیر سے اخلاقی طور پر روکنا:

مقروضوں کو قرض کی عدم ادائیگی اور تاخیر سے اخلاقی طور پر روکنے والی باتوں

میں چند ایک درج ذیل ہیں:

ا: عدم ادائیگی اور اس میں تاخیر، دونوں کا ظلم ہونا:

ب: قرض کی ادائیگی میں بدنیتی پر اللہ تعالیٰ کا برباد کرنا:

ج: عدم ادائیگی کے آخرت میں سنگین اثرات:

۱: روز قیامت بطور چور پیشی

۲: اپنی نیکیوں سے محرومی

۳: شہادت کے باوجود قرض کا معاف نہ ہونا

۴: دخول جنت میں رکاوٹ

۱۰: قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات:

ادائیگی قرض کی تلقین و ترغیب کے ساتھ اسلامی شریعت میں اس مقصد کی خاطر قانونی اقدامات بھی کیے گئے ہیں۔ ان اقدامات میں سے کچھ مقروض پر شخصی اثرات والے اور کچھ مالی اثرات والے ہیں۔

قرض کی تاخیر کی صورت میں شخصی اثرات والے قانونی اقدامات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

ا: مقروض کا فاسق قرار پانا اور اس کی گواہی کا ناقابل اعتبار ٹھہرایا جانا۔

ب: اس کی عزت کا مباح ہونا۔ موجودہ دور میں شاید یہ بات بھی درست ہو، کہ جدید ذرائع ابلاغ (Media) میں اس کے نادہندہ ہونے کا اعلان کیا جائے۔

ج: اس کو قید میں ڈالا جائے۔ تنگ دست مقروض کو عدم ادائیگی کی صورت میں قید میں ڈالنے کے متعلق علماء کی دو آراء ہیں۔ شاید کہ راجح یہ ہے، کہ ایسی صورت میں اس کو قید میں نہ ڈالا جائے۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

د: مقروض کے سفر کی بنا پر قرض خواہ کی حق تلفی کے اندیشہ کی صورت میں قرض خواہ اس کو سفر سے رکوانے کا حق رکھتا ہے۔

تاخیر کرنے والے مقروض پر مالی اثرات والے قانونی اقدامات میں سے بعض کا تعلق اس کی زندگی تک ہے، اور بعض کے اثرات اس کی زندگی کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔

مقروض کی زندگی میں مالی اثرات والے قانونی تین اقدامات درج ذیل ہیں:

ا: قرض خواہ کا مفلس کے ہاں اپنے موجود مال کا زیادہ مستحق ہونا

ب: رہن شدہ چیز کی فروختگی

ج: نادہندہ مقروض کی اپنے مال کے حق استعمال سے محرومی

مقروض کی وفات کے بعد مالی اثرات والے دو قانونی اقدامات درج ذیل ہیں:

ا: وصیت پر ادائیگی قرض کے بعد عمل ہونا

ب: تقسیم وراثت کا ادائیگی قرض کے بعد ہونا

۱۱: ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں:

اسلامی شریعت میں قرض کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے لیے متعدد تدبیروں میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: ضامن کا تقرر، جو کہ مقروض کی عدم ادائیگی کی صورت میں قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔ ضامن کا تقرر قرض لیتے وقت، قرض لینے کے بعد مقروض کی زندگی میں اور اس کی وفات کے بعد ہوسکتا ہے۔

ب: حوالۂ قرض، کہ قرض کو ایک شخص کی ذمہ داری سے دوسرے شخص کی ذمہ داری میں منتقل کر دیا جائے۔

۱۲: نادار مقروض کی اعانت:

مقروض کی کوشش کے باوجود، قرض ادا نہ کر پانے کی صورت میں، قرض خواہ کو حسن معاملہ اور قرض کی کلی یا جزوی معافی کی ترغیب و تلقین کے ساتھ ساتھ، درج ذیل لوگوں کو اس کی اعانت کی تلقین کی گئی ہے:

ا: اسلامی معاشرہ زکوٰۃ اور دیگر صدقات و خیرات سے قرض کی ادائیگی میں اعانت کرے۔

ب: نادار میت کے اقارب اس کے قرضہ کی ادائیگی کے لیے توجہ کریں۔

ج: نادار شخص کے قرضہ کی ادائیگی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، البتہ اس ذمہ داری کے ثبوت کے لیے درج ذیل تین شرائط کا ہونا ضروری ہے:

۱: قرض لینے کا جائز اور معقول سبب

۲: ادائیگی قرض کے لیے مقروض کی تا حدِ استطاعت کوشش

۳: بیت المال میں مال کی موجودگی

۱۳: ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دو سزاؤں کی شرعی حیثیت:

پہلی تجویز:

مقروض پر جرمانہ عائد کیا جائے، البتہ سود کے شبہ کی بنا پر یہ رقم خیراتی کاموں میں صرف کی جائے۔

تبصرہ:

۱: سود لینے کی طرح، اس کا دینا بھی حرام ہے۔ حرام کام کرنے کا کسی کو پابند کرنا کیونکر درست ہوسکتا ہے؟

۲: قرض کی واپسی کی شرعی تدبیروں پر عمل کا کما حقہ اہتمام کیا جائے، اس سے

ادائیگی قرض کے امکانات میں توفیق الٰہی کے ساتھ بہت اضافہ ہوگا۔

۳: اپنی طرف سے نئی سزائیں تجویز کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

دوسری تجویز:

قرض کی ادئیگی میں تاخیر کے بقدر مقروض کو قرض دینے کا پابند کیا جائے۔

تبصرہ:

۱: کتاب وسنت میں۔میرے محدود علم کے مطابق۔ایسی سزا کا وجود نہیں۔

۲: اس طرح قرض خواہ ،قرض کے علاوہ ،ایک اور اضافی فائدہ احاصل کرے گا، جو سود کے زمرہ میں شامل ہے۔

۱۴: قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا:

بسا اوقات قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگا دی جاتی ہے، یا اس کے بعد کسی خاص نوعیت کا طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے۔اس کی سات شکلیں درج ذیل ہیں:

۱: قرض کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کیا جائے۔ایسا کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اس صورت میں عام طور پر مقروض سے خرید و فروخت کے معاملہ کے پردہ میں قرض سے زیادہ رقم یا چیز لی جاتی ہے۔

ب: قرض کے ساتھ کرایہ کا معاملہ کرنا۔یہ بھی سابقہ معاملہ کی طرح ناجائز ہے۔

ج: قرض میں دی ہوئی چیز یا رقم سے اعلیٰ یا زیادہ کی واپسی کی شرط عائد کرنا۔ایسی شرط عائد کرنا حرام ہے، کیونکہ قرض کے بدلہ میں حاصل ہونے والا فائدہ یا نفع سود کے زمرہ میں داخل ہے۔

د: مقروض پر قرض دینے کی شرط لگانا۔ایسا کرنا بھی ناجائز ہے، کیونکہ دئے ہوئے قرض کا شرعی بدل صرف اس قرض کی واپسی ہے۔مقروض کی طرف سے قرض

دینے والے کو ایک نیا قرضہ دینے کی شرط، اصل قرض پر اضافہ ہے، جو کہ شرعًا درست نہیں۔

ہ: دوسرے شہر میں قرض کی واپسی کی شرط عائد کرنا۔ اگر اس میں صرف مقروض یا مقروض اور قرض خواہ دونوں کا فائدہ ہو، تو اس شرط میں کچھ مضائقہ نہیں اور اگر اس میں صرف قرض خواہ کا فائدہ ہو، تو اس شرط کا لگانا ناجائز ہوگا، کیونکہ قرض خواہ کے لیے اپنے قرض کے مثل کے علاوہ کوئی اور فائدہ بوجہ قرض حاصل کرنا حرام ہے۔

و: مقروض کا قرض خواہ کو ہدیہ دینا درست نہیں۔ اگر دونوں میں پہلے سے ہدیہ لینے دینے کا دستور تھا، تو اس کے مطابق لینے دینے میں کچھ حرج نہیں، البتہ لئے ہوئے قرض کی بنا پر مقروض کا ہدیہ دینا حرام ہے۔

ز: مقروض سے کسی قسم کی خدمت یا مہمانی لینا درست نہیں۔

۱۵: قرض کی زکوٰۃ:

ا: مقروض پر زکوٰۃ:

علمائے امت نے اموال کو اموال ظاہرہ اور باطنہ میں تقسیم کیا ہے۔ اور عام علماء کے نزدیک اموال باطنہ جیسے نقدی، سونا چاندی اور سامان تجارت والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ نہیں۔

بعض علماء کے نزدیک اموال ظاہرہ (جیسے چوپائے، غلہ، پھل وغیرہ) والے مقروض پر قرض کی زکوٰۃ ہے۔ بعض علماء کی رائے میں اس پر قرض کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ راجح بات یہ ہے، کہ کسی بھی مقروض پر اس کے پاس موجود قرض کی رقم پر زکوٰۃ نہیں، البتہ یہ بات ضروری ہے کہ اس کے مقروض ہونے کا دعویٰ درست ہو۔ واللہ تعالیٰ اُعلم

بالصواب.

ب: قرض دینے والے پر زکوٰۃ:

قرض دینے والے پر قرض کی زکوٰۃ واجب ہونے کے بارے میں علمائے امت کی مختلف آراء ہیں۔اور شاید ان میں سے راجح یہ ہے، کہ

۱: اگر مقروض اپنے ذمہ قرض کا اعتراف کرے اور اس میں قرض کی واپسی کی استطاعت ہو، تو قرض دینے والا اس قرض کی اپنے دیگر مال کے ساتھ ملا کر، یا تنہا نصاب کو پہنچنے پر ہر سال زکوٰۃ ادا کرے۔

۲: اگر قرض کسی نادار، یا قرض کے اپنے ذمہ ہونے سے انکار کرنے والے یا ٹال مٹول کرنے والے شخص پر ہو، تو قرض دینے والا اس قرض کی وصولی والے سال صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب.

۱۶: بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت:

ا: ان کی تین اقسام:

۱: اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوانے کا کارڈ (Debit Card)

۲: چارج کارڈ (Charge Card)

۳: قرض کارڈ (Credit Card)

ب: ان کی شرعی حیثیت:

۱: پہلی قسم کے کارڈ میں نہ تو قرض کا معاملہ ہے، اور نہ ہی اس میں سود ہے۔

۲: ،ا: دوسری قسم کے کارڈ میں مقررہ مدت کے بعد ادائیگی کی صورت میں سود دینا پڑتا ہے۔

ب: بنک خریداری کے بلوں کی رقم سے مخصوص شرح پر کٹوتی کر کے

تجارتی اداروں کو رقم ادا کرتا ہے۔ اس کٹوتی کا سبب یہ ہے، کہ بنک بلوں کی فوراً ادائیگی کرتا ہے، اور کارڈ والے سے کچھ مدت بعد رقم وصول کرتا ہے۔ رقم کی وصولی اور ادائیگی میں مدت میں اختلاف کی بنا پر کٹوتی سود کے زمرہ میں شامل ہے۔

ج: اس کارڈ والے عام طور پر مقررہ مدت میں واجب الذمہ رقوم ادا نہیں کر پاتے۔ اس طرح مقررہ مدت کے بعد ادائیگی کی صورت میں، یہ کارڈ سودی لین دین کا سبب بنتا ہے۔

۳: کارڈ کی تیسری قسم میں مذکورہ بالا تینوں خرابیاں حتمی طور پر موجود ہوتی ہیں، اس لیے یہ اوّل تا آخر ناجائز کے زمرہ میں شامل ہے۔

اپیل:

اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے راقم السطور اپیل کرتا ہے،

ا: امت کے مال داروں سے، کہ وہ:

ا: ضرورت مند لوگوں کو قرض دیں۔

۲: قرض کی واپسی کے تقاضا میں نرمی اور آسانی اختیار کریں۔

۳: تنگدست اور نادار مقروضوں کو مہلت دیں، ممکن ہو تو ان کے ذمہ قرض کو کلی یا جزوی طور پر معاف کر دیں۔

۴: قرض کے ساتھ کوئی دوسرا معاملہ جیسے خرید وفروخت کا معاملہ، کرایہ پر لین دین کا معاملہ، مقروض سے کسی خدمت کے لینے کا معاملہ نہ کریں، اور نہ ہی قرض کے ساتھ کوئی ایسی شرط عائد کریں، کہ اس کے ذریعہ دئے ہوئے قرض کے علاوہ کوئی اور چیز یا فائدہ مقروض سے حاصل ہو۔

۵: بطور قرض اپنے دیے ہوئے مالوں کی زکوٰۃ خود ادا کریں۔

ب: امت کے عام لوگوں سے، کہ وہ:

ا: قرض لینے سے حتی الامکان احتراز کریں۔

۲: شدید جائز ضرورت کی صورت میں قرض لینے پر ادائیگی قرض کے لیے تا حدِ استطاعت کوشش کریں اور اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی بتلائی ہوئی دعاؤں کے ذریعہ رب کریم سے خوب التجائیں کریں۔

ج: ضامن حضرات اور قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والے لوگوں سے، کہ:
ضامن عدم ادائیگی کی صورت میں اپنی ذمہ داری پوری کریں اور قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والے قرض ادا کریں۔

د: اسلامی معاشرہ کے لوگوں سے، کہ وہ:
قرض کی ادائیگی سے عاجز اور نادار مقروضوں کے لیے دست تعاون بڑھائیں۔
زکوٰۃ و صدقات سے ان کی مدد کریں۔

ہ: مقروض کے اقارب سے، کہ وہ:
قرض کی ادائیگی کیے بغیر فوت ہونے والے قرابت دار شخص کی طرف سے قرض ادا کریں، تاکہ اس کے لیے آخرت میں آسانی ہو۔

و: اسلامی حکومت سے، کہ وہ:

ا: مال دار مقروضوں سے قرض واپس کروانے کے لیے اپنی ذمہ داری پوری کرے:

۱. ان کی باز پرس کرے
۲. انھیں قید کرے
۳. ان کے سفر پر پابندی عائد کرے
۴. انہیں اپنے مال کے استعمال سے روک دے

٥. رہن شدہ چیز کو فروخت کروا کر قرض دینے والے کا حق دلائے۔
٦. مفلس کے ہاں قرض خواہ کا موجود مال اس کو واپس کروائے۔
٧. ضامن کو ادائیگی قرض کا پابند کرے۔ قرض ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرنے والے کو ادائیگی پر مجبور کرے۔
٨. میت کی وصیت پر عمل اور اس کے ترکہ کی تقسیم سے پہلے اس کے ذمہ قرض کی ادائیگی کروائے۔
٩. بیت المال میں مال کی موجودگی کی صورت میں ایسے نادار اور تنگ دست مقروضوں کا قرض ادا کرے، جنہوں نے معقول اور جائز مقاصد کے لیے قرض لیا ہو اور وہ تا حد استطاعت کوشش کے باوجود قرض ادا نہ کر پائے ہوں۔

ز: اہل علم اور طلبہ سے، کہ وہ:
امت کو قرض کے فضائل و مسائل سے آگاہ کریں اور اس بارے میں ہر گروہ کو اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کی مسلسل تلقین کرتے رہیں۔

رب غنی و کریم سے عاجزانہ التجا ہے، کہ ہم سب کو، ہمارے، بہن بھائیوں اور اہل و عیال کو اپنی رحمت سے قرض لینے سے بے نیاز فرما دیں۔ قرض دینے والوں میں شامل فرما دیں اور مقروضوں سے بہترین معاملہ کی توفیق عطا فرمائیں. إنه سميع مجيب .

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه نبينا محمد وعلى آله وأصحابه وأتباعه وبارك و سلم . وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين .

المراجع و المصادر

١ ـ "أحـكام تغيير قيمة العملة النقدية وأثرها في تسديد القرض" مضر نزار العانى ، ط: دار النفائس ، عمان ، الأردن ، الطبعة الثانية ، ١٤٢٢ه.

٢ ـ "أحـكام الجنائز وبدعها" للشيخ محمد ناصر الدين الألبانى ، المكتب الإسلامي ، الطبعة الرابعة ١٣٠٦هـ.

٣ـ "أحـكـام الـقـرآن"لـلإمام أبى بكر الجصاص ، ط: دارالفكر بيروت ، بدون سنة الطبع .

٤ ـ "أحكام القرآن" للقاضي ابن العربي ، بتحقيق ا. علي محمد البجاوي ط ، دارالمعرفة بيروت ، بدون سنة الطبع .

٥ ـ "أحـكام القرآن" للإمام الكياالهراس ، بتحقيق ا . موسى محمد علي و د. عـزت عـلي عيد عطية ، ط: دارالكتب الحديثة القاهرة ، بدون سنة الطبع .

٦ ـ "إرواء الـغـليل في تخريج أحاديث منارالسبيل" للشيخ الألباني ، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٩هـ.

٧ـ "إعـلام الموقعين عن رب العالمين" للإمام ابن قيم الجوزية ، بتحقيق الشيـخ مـحـي الدين عبدالحميد ، ط: دارالفكر بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٧هـ.

٨ـ "الإكـليـل فـي استـنبـاط التنزيل" للإمام السيوطي ، بتحقيق ا. سيف الـديـن عبـدالقادر الكاتب ، ط: دارالكتب العلمية بيروت، سنة الطبع ١٤٠١هـ.

۹۔ "إنـجاح الحاجة (الحاشية على سنن ابن ماجه) للشيخ عبدالغني ، ط: مطبع الفاروقي دهلى ، بدون سنة الطبع .
۱۰۔ "بـدائـع الـمـنـن فـي جمع و ترتيب مسند الشافعى والسنن" ، جمع و تـرتيـب الشيـخ أحمد عبدالرحمن البنا ، ط: دارالأنواز بمصر ، الطبعة الأولى ۱۳٦۹هـ.
۱۱۔ بـذل الـمـجهود في حل أبى داود" للشيخ خليل أحمد السهارنفوري ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، بدون الطبعة وسنه الطبع .
۱۲۔ "بـلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني " للشيخ أحمد عبدالرحمن البنا ، ط: دارالأنوار بمصر ، الطبعة الأولىٰ ۱۳٦۹هـ.
۱۳۔ "بلوغ المرام من أدلة الأحكام" للحافظ ابن حجر العسقلاني ، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقي ، ط: دارالنهضة ، بدون سنة الطبع .
۱٤۔ "تـحـفة الأحـوذي بشـرح جـامع الترمذي" للشيخ محمد عبدالرحمن الـمبـاركـفـوري ، ط: دارالـكتـب الـعـلـمية بيروت ، الطبعة إلأولى ۱٤۱۰هـ.
۱٥۔ "التـدابير الواقية من الربا" د ، فضل الٰهى ، ط: مكتبة المؤيد الرياض ، الطبعة الثانيه۱٤۱۲هـ .
۱٦۔ "الترغيب والترهيب من الحديث الشريف" للحافظ المنذري ، بتحقيق الشيـخ مـحـمـد مـصـطفى عمارة ، ط: دارالفكر بيروت ، سنة الطبع ۱٤۰۱هـ.
۱۷۔ "تـفسير أبي السعود" المسمّٰى ب" إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الـكـريم ، للقاضي أبي السعود ، ط: دارإحياء التراث العربي بيروت ، بدون سنة الطبع .
۱۸۔ "تـفسيـر القرطبى" المسمّى ب " الجامع لأحكام القرآن" للإمام القرطبي ،

ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون سنة الطبع .
١٩ـ "التلخيص" للحافظ الذهبي ، ط: دار الكتاب العربي بيروت ، بدون سنة الطبع . (المطبوع) بذيل "المستدرك على الصحيحين" للإمام الحاكم) .
٢٠ـ "تهذيب السنن "(شرح مختصر سنن أبي داود) للإمام ابن القيم ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ، (المطبوع مع عون المعبود) .
٢١ـ "جامع الترمذي" للإمام الترمذي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ ، (المطبوع مع تحفة الأحوذي) .
٢٢ـ "ربا القروض وأدلة تحريمه" للأستاذ الدكتور رفيق المصري، ط: دار المكتبي دمشق ، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
٢٣ـ "زاد المسير في علم التفسير " للحافظ ابن الجوزي ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الأولى ١٣٨٤هـ.
٢٤ـ "سبل السلام شرح بلوغ المرام" للعلاّمة الصنعانى ، ط: مكتبة العاطف القاهرة ، بدون سنة الطبع .
٢٥ـ "سلسلة الأحاديث الصحيحة (المجلد السادس) " للشيخ الألباني ، ط: مكتبة المعارف الرياض ، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
٢٦ـ سنن أبي داود للإمام أبي داود السجستاني ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠ ، (المطبوع مع عون المعبود) .
٢٧ـ "السنن الكبرى" للإمام البيهقي ، بتحقيق ا. محمد عبدالقادر عطا ، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
٢٨ـ "سنن ابن ماجه" للإمام ابن ماجه القزويني ، بتحقيق د. محمد مصطفى الأعظمي ، ط: شركة الطباعة العربية السعودية ، الطبعة

الثانية ١٤٠٤هـ.
٢٩ـ "سنن النسائي" للإمام النسائي ، ط: دارالفكر بيروت، سنة الطبع ١٣٤٨هـ، (المطبوع مع شرح السيوطي و حاشية السندي).
٣٠ـ "سير أعلام النبلاء" للحافظ الذهبى ، المطبوع بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط، مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.
٣١ـ "شرح صحيح البخارى للإمام ابن بطال" بتحقيق وتعليق ا. أبي تميم ياسربن إبراهيم ، مكتبة الرشد الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
٣٢ـ "شرح السنة" للإمام البغوي، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناوؤط وزهير الشاويش ، المكتب الإسلامي، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٠هـ.
٣٣ـ "شرح الطيبي على مشكاة المصابيح" للعلامة الطيبي ، بتحقيق د. عبدالحميد هنداوي ، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز مكه المكرمة ، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
٣٤ـ "الشرح الصغير لأقرب المسالك" للعلامة أبي البركات الدردير، ط: عيسى البابي الحلبى بمصر، بدون سنة الطبع.
٣٥ـ "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي ، ط: دارالفكر بيروت ، سنة الطبع ١٤٠١هـ.
٣٦. "صحيح البخاري" للإمام أبي عبدالله البخاري ، نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض ، بدون سنة الطبع (المطبوع مع فتح الباري.)
٣٧ـ "صحيح الترغيب والترهيب" للشيخ الألباني ، ط: مكتبة المعارف الرياض ، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.
٣٨ـ "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ الألبانى ، نشر: مكتب التربية لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠٩ه ، باشراف الشيخ زهير

الشاويش .

٣٩ـ "صحيح سنن أبي داود" صحّح أحاديثه الشيخ الألبانى ، ط: مكتب التربية العربى لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠١ه ، باشراف الشيخ زهير الشاويش .

٤٠ـ "صحيح سنن ابن ماجه" اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألبانى ، نشر: المكتب العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولىٰ ١٤٠١هـ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .

٤١ـ "صحيح مسلم" للإمام مسلم بن حجاج القشيري ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي ، نشر و توزيع :رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد الرياض ، سنة الطبع ١٤٠٠هـ .

٤٢ـ "عمدة القاري شرح صحيح البخاري" للعلامة بدر الدين العيني ، ط: دارالفكر بيروت ، بدون سنة الطبع .

٤٣ـ "عون المعبود شرح سنن أبي داود" للعلامة أبي الطيب العظيم آبادى ، ط: دارالكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤١٠هـ.

٤٤ـ "غياث الأمم في التياث الظلم" لإمام الحرمين أبى المعالي الجوينى بتحقيق ، د: مصطفى حلمى و د, فؤاد عبدالمنعم أحمد ، ط: دار الدعوة الأسكندرية ، سنة الطبع ١٩٧٩م .

٤٥ـ "الفتاوى الكبرى" لشيخ الإسلام ابن تيمية ، بتحقيق وتعليق الشيخين محمد عبدالقادر عطا و مصطفى عبدالقادر عطا ، ط: دارالكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٤٠٨هـ.

٤٦ـ "فتح الباري شرح صحيح البخاري" للحافظ ابن حجر ، نشرو توزيع : إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والارشاد الرياض ، بدون سنة الطبع .

٤٧ـ "فقه الزكاة" للأستاذ الدكتور يوسف القرضاوي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة السادسة ١٤٠١هـ.
٤٨ـ "فقه السنة" للشيخ سيد سابق ، ط: دارالكتاب العربي بيروت، بدون سنة الطبع .
٤٩ـ "القول المسدّد في الذب عن المسند للإمام أحمد " للحافظ ابن حجر، ط: ادارة ترجمان السنة لاهور، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٥٠ـ "الكافي في فقه الإمام أحمد بن حنبل" للعلامة ابن قدامة المقدسي ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثانية، ١٣٩٩هـ.
٥١ـ "كتاب الأموال " للإمام أبي عبيد، بتحقيق الشيخ محمد خليل هراس ، ط: مكتبة الكليات الأزهرية ودارالفكر القاهرة، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.
٥٢ـ كتاب التسهيل لعلوم التنزيل" للحافظ أبي القاسم الغرناطي، بتحقيق الأستاذ ين محمد عبد المنعم اليونسي وإبراهيم عطوه عوض .
٥٣ـ "كشف الأستار عن زوائد البزار" للحافظ الهيثمى ، ط:مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولىٰ ١٣٩٩هـ.
٥٤ـ "لسان العرب المحيط " للعلامة ابن منظور، إعداد و تصنيف ا. يوسف خياط ، ط: دارلسان العرب ، بدون سنة الطبع .
٥٥ـ "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للحافظ الهيثمى ، ط: دارالكتاب العربي بيروت ، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.
٥٦ـ "المجموع شرح المهذب" للإمام النووي ، ط: مكتبة الإرشاد بجده ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٥٧ـ "مجموع فتاوىٰ شيخ الإسلام ابن تيميه " جمع و ترتيب الشيخ عبدالرحمن بن محمد وابنه محمد ، ط: مكتبة المعارف الرباط

المغرب ، بدون سنة الطبع .
۵۸ـ "المحلی" للإمام ابن حزم ، بتصحيح . ا حسن زيد ان طلبه ، الناشر: مكتبة الجمهورية العربية مصر ، سنة الطبع ١٣٨٩هـ .
٥٩ـ "المستدرك على الصحيحين" للإمام الحاكم ، ط: دارالكتاب العربي بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
٦٠ـ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل ، ط: دارالمعارف مصر ، الطبعة الثالثة ١٣٦٨ه ، أو ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ .
٦١ـ "مسند أبي داود الطيالسی" بتحقيق د . محمد عبدالمحسن التركي ، ط: دارهجر القاهرة ، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ .
٦٢ . "مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه" للحافظ البوصيري ، بدراسة وتقديم ا. كمال يوسف الحوت ، ط: دارالجنان بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ .
٦٣ـ "المصنف " للإمام ابن أبي شيبة ، بتحقيق الشيخ مختار أحمد الندوي ، ط: الدارالسلفية بومباي الهند ، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ .
٦٤ـ "المصنف" للإمام عبدالرزاق الصنعاني ، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي ، ط: المجلس العلمي بجنوب أفريقيا ، الطبعة الأول ١٣٩٠هـ .
٦٥ـ "معالم السنن" للإمام أبي سليمان الخطابي ، ط: المكتبة العلمية بيروت ، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ .
٦٦ـ "معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع" للعلامة أبي عبيد البكري الأندلسي بتحقيق ا . مصطفى السقا ، ط: عالم الكتب بيروت ، بدون سنة الطبع .
٦٧ـ "المغنی" للعلامة ابن قدامة ، بتحقيق د . عبدالله بن عبدالمحسن

التركي و د. عبد الفتاح محمد الحلو ، ط: هجر القاهرة ، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.

٦٨ـ "مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج" للشيخ محمد الشربيني الخطيب ، ط: دارإحياء التراث العربي بيروت ، بدون سنة الطبع .

٦٩ـ "المفردات في غريب القرآن" للإمام الراغب الاصفهاني ، بتحقيق ا. محمد كيلاني ، ط: دارالمعرفة بيروت ، بدون سنة الطبع .

٧٠ـ "المفهوم لماأشكل من تلخيص كتاب مسلم " للحافظ أبي العباس القرطبي ، بتحقيق ا. محي الدين ديب مستو ورفقائه ، ط: دارابن كثير ودارالكلم الطيب دمشق ، بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٧١ـ "المنفعة في القرض" للشيخ عبدالله بن محمد العمراني ، ط: دارابن الجوزي الدمام ، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

٧٢ـ "موسوعة فقه الحسن البصري " للدكتور محمد روّاس قلعه جي ، ط: دارالنفائس بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

٧٣ـ "موسوعة فقه علي بن أبي طالب " رضي الله عنه ، للدكتور محمد روّاس قلعه جي ، ط: دارالنفائس بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

٧٤ـ "الموطأ للإمام مالك ، بتصحيح ا. محمد فؤاد عبدالباقي ، ط: دارإحياء التراث العربي ، سنة الطبع ١٣٧٠هـ.

٧٥ـ "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الأثير ، بتحقيق الأستاذ طاهر أحمد الزاوي ود. محمود محمد الطناحي الناشر: المكتبة الإسلامية بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

٧٦ـ "نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار" للعلامة الشوكاني ، ط: دارالفكر بيروت ، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

۷۷۔ "هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

۷۸۔ "هامش جامع الأصول" للشيخ عبدالقادر الأرناؤوط ، نشروتوزيع : مكتبة الحلواني ومطبعة الملاح ومكتبة دارالبيان، سنة الطبع ١٣٩٠هـ.

۷۹۔ "هامش مسند الامام أحمد بن حنبل" للشيخ أحمد شاكر ، ط: دارالمعارف مصر ، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ.

۸۰۔ "هامش مسند الإمام أحمد بن حنبل" للشيخ شعيب الأرناوؤط ورفقائه ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

۸۱۔ "هامش مسند أبي داود الطياليسى" للدكتور محمد بن عبدالمحسن التركي ، ط: دارهجر ، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

۸۲۔ روزنامہ نوائے وقت سنڈے میگزین، ۲۷ جنوری ۲۰۰۸ء

مؤلف کی عربی مؤلفات

١ ـ فضل آية الكرسي وتفسيرها
٢ ـ إبراهيم عليه الصلاة والسلام أباً
٣ ـ حب النبی ﷺ وعلاماته
٤ ـ وسائل حب النبی ﷺ
٥ ـ مختصر حب النبی ﷺ وعلاماته
٦ ـ النبی الكريم ﷺ معلماً
٧ ـ التقویٰ: أهميتها وثمراتها واسبابها
٨ ـ أهمية صلاة الجماعة (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
٩ ـ الأذكار النافعة
١٠ ـ من تصلي عليهم الملائكة ومن تلعنهم
١١ ـ فضل الدعوة الی الله تعالیٰ
١٢ ـ ركائز الدعوة إلی الله تعالیٰ
١٣ ـ الحرص على هداية الناس (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
١٤ ـ السلوك و أثره في الدعوة إلی اللّٰه تعالیٰ
١٥ ـ من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (في ضوء الكتاب والسنة)
١٦ ـ من صفات الداعية : اللين والرفق
١٧ ـ الحسبة : تعريفها و مشروعيتها و وجوبها
١٨ ـ الحسبة فی العصر النبوي و عصر الخلفاء الراشدين رضی الله عنهم
١٩ ـ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهی عن المنكر

٢٠- مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر (في ضوء النصوص وسير الصالحين)

٢١- حكم الإنكار في مسائل الخلاف

٢٢- الاحتساب على الوالدين: مشروعيته، ودرجاته، وآدابه

٢٣- الاحتساب على الأطفال

٢٤- قصة بعث أبي بكر جيش أسامة رضي الله عنهما (دراسة دعوية)

٢٥- مفاتيح الرزق (في ضوء الكتاب والسنة)

٢٦- التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي

٢٧- التدابير الواقية من الربا في الإسلام

٢٨- شناعة الكذب وأنواعه

٢٩- لا تيئسوا من روح الله (تحت الطبع)

مصنف کی اُردو تالیفات

۱۔ ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد
۲۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں
۳۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے اسباب
۴۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم
۵۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب
۶۔ فرشتوں کا دُرود پانے والے اور لعنت پانے والے
۷۔ اذکارِ نافعہ
۸۔ لشکرِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی
۹۔ فضائل دعوت
۱۰۔ دعوت دین کون دے؟
۱۱۔ دعوت دین کس چیز کی طرف دیں؟
۱۲۔ نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری
۱۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت
۱۴۔ والدین کا احتساب
۱۵۔ بچوں کا احتساب
۱۶۔ رزق کی کنجیاں
۱۷۔ مسائل قربانی
۱۸۔ مسائل عیدین
۱۹۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام
۲۰۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیرِ طبع)

مصنف کے تیار کردہ پوسٹرز

۱۔ دعا کی شان وعظمت

۲۔ قبولیت دعا کے اسباب

۳۔ مرادیں پوری کروانے والی دعا

۴۔ پریشانی کو راحت سے بدلنے والی دُعا

۵۔ اولاد کے لیے چودہ دُعائیں

۶۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات

۷۔ نبی کریم ﷺ کا قرب دلوانے والے اعمال

۸۔ رزق کی کنجیاں

۹۔ چار مفید اور تین نقصان والے کام

مؤلف کے قلم سے

دعوتِ دین کس چیز کی طرف دیں؟

کتاب کے عناصر:

ا۔موضوعِ دعوت:

ا: سرتاپا پورے دین میں داخل ہونے کا حکم

ب: ایمان کی شاخوں کا ساٹھ سے اوپر ہونا

ج: اُمت کو ہر چیز کی تعلیم نبوی

د: دین کی کچھ باتیں ماننے اور کچھ نہ ماننے کا بُرا انجام

۲۔دعوتِ دین میں توحید کا مقام

ا: دعوتِ توحید کے لیے سابقہ انبیاء علیہم السلام اور نبی کریم ﷺ کا اہتمام

ب: توحید کے بغیر اعمال کی بربادی

۳۔دعوتِ دین میں رسالت کا مقام:

ا: طاعت رسول کا ہر نبی کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد اور دعوت ہونا

ب: اقرارِ رسالت کے لیے رسول کریم ﷺ کا اہتمام

ج: طاعت رسول ﷺ کا قبولیت اعمال کی ایک شرط ہونا

۴۔مخاطب لوگوں کے حالات کا خیال رکھنا:

ا: سابقہ انبیاء علیہم السلام، نبی کریم ﷺ اور سلف صالحین کا لوگوں کے حالت کا خیال رکھنا

ب: دعوتِ توحید میں مداہنت نہیں

۵۔صرف کتاب وسنت کی طرف دعوت دینا:

قرآن وسنت سے دلائل اور علمائے اُمت کے اقوال

قرض کے فضائل و مسائل

اس کتاب میں توفیق الٰہی سے درج ذیل موضوعات کے متعلق گفتگو کی گئی ہے:

① قرض اور اس کی شرعی حیثیت
② قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسن معاملہ کی تلقین
③ ادائیگی قرض کی تلقین
④ قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات
⑤ ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں
⑥ نادار مقروض کی اعانت
⑦ ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دو سزاؤں کی شرعی حیثیت
⑧ قرض کے ساتھ کوئی اور شرط لگانا
⑨ قرض کی زکاۃ
⑩ بینک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

دَارُالنُّور اسلام آباد
0321-5336844
0333-5139853